مُکمّل و مُدلّل

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد ۱۱

ثبوت النسب، حضانته، نفقه

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی

مُرتّب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

حسب ہدایت

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

wwwe.besturdubooks.com

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان

دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین

ٹیلیگرام چینل

wwwe.besturdubooks.com

فہرست مضامین

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد یازدہم

باب شانزدہم نسب سے متعلق احکام ومسائل	۱۷
منکوحہ غیر مطلقہ کا دوسرے مرد سے نکاح اور اس کی اولاد	۱۷
میاں دس سال سے باہر رہا اور یہاں بچہ ہو تو حلالی ہوگا یا حرامی	۱۸
مدت حمل اور عدت حاملہ	۱۹
زنا سے حمل کے بعد نکاح ہوا اور چھ ماہ سے کم میں بچہ ہوا تو نسب کا کیا حکم ہے؟	۱۹
نسب کا ثبوت؟	۲۰
صورت مسئولہ میں نسب ثابت ہے یا نہیں؟	۲۸
جس سے حمل قرار پایا بچہ اس کا ہے۔	۲۹
جو بچہ شوہر کے ساتھ رہنے کے زمانہ میں پیدا ہوا وہ اسی کا ہے	۳۰
ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے اور نسب باپ سے ہوتا ہے	۳۰
طلاق سے پہلے جو بچہ ہوا وہ شوہر کا ہے	۳۱
جمع بین الاختین والے کی اولاد کا نسب	۳۱
پردیسی کی بیوی کو زنا سے بچہ ہوا اس کا نسب	
مفتوح کی بیوی زنا کرائے اور اقرار کرے تو اس کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا اس کے شوہر سے	۳۲
اولاد کا شوہر ثانی سے نسب	۳۲
جس نے زنا کیا تھا اس سے حمل کے بعد نکاح کیا تو بچے کا نسب ثابت نہیں ہوگا	۳۴
زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا ہے	۳۴

wwwe.besturdubooks.com

عورت جس مرد سے زنا کا دعویٰ کرتی ہے اس سے بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا	۳۵	چھ مہینے سے کم میں جو بچہ ہوا وہ ثابت النسب نہیں	۴۰
قادیانی سے نکاح درست نہیں اور نہ اس سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا	۳۵	ولد الزنا سے جو اولاد ہوئی وہ ثابت النسب ہے	۴۱
نکاح کے باوجود شوہر اگر کہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟	۳۶	نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہوگا ثابت النسب ہوگا	۴۲
چار بیوی کے رہتے ہوئے پانچویں سے شادی اور اس سے جو اولاد ہوئی اس کے نسب کا حکم؟	۳۶	معروف النسب کا کسی کے کہنے سے ختم نہیں ہوتا ہے	۴۲
مطلقہ ثلاثہ سے بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح سے جو بچہ ہو اس کا کیا حکم؟	۳۷	نکاح کے بعد بچہ زنا سے ہوا وہ بھی شرعاً ثابت النسب کہا جائیگا	۴۳
حالت کفر کے شوہر سے جو بچہ ہو اس کا نسب اسی سے ہوگا	۳۷	نکاح پاگل سے جو اولاد ہو اس کا نسب ثابت کیا جائے گا	۴۴
بچہ زنا سے ہوا مگر دونوں میں سے کسی کو اقرار نہیں تو بچہ شوہر کا ہوگا	۳۸	زمانہ عدت میں نکاح سے جو اولاد ہو اس کا نسب	۴۵
نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہو وہ حلالی ہوتا ہے	۳۹	شوہر کے مرنے کے بعد دو برس کے اندر بچہ ہو تو ثابت النسب کہا جائے گا	۴۵
غیر مطلقہ سے شادی درست نہیں اس کی اولاد ولد الزنا ہوگی	۳۹	شوہر ثانی سے چھ ماہ سے کم میں بچہ ہو تو یا شوہر اول کی وفات سے دو سال سے زیادہ میں تو ثابت النسب ہوگا	۴۵

wwwe.besturdubooks.com

نکاح کے دس ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب ہوگا	۴۶
شوہر سے ملنے کے سات ماہ بعد جو بچہ ہو وہ شوہر کا ہے	۴۷
بچے کا نسب باپ سے ہوتا ہے	۴۷
طلاق کے دو برس سے کم میں بچہ ہو تو حلال ہوگا	۴۷
چچا کے لئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ	۴۸
دو برس کے اندر جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ باپ کا ہوتا ہے	۵۰
جو بچہ نکاح کے چار ماہ بعد پیدا ہو وہ صحیح النسب نہیں	۵۱
شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہوا اس کا نسب ثابت نہ ہوگا	۵۱
شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب نہیں	۵۲
سات ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب ہے	۵۳
جب عورت شادی کا دعویٰ کرتی ہے اور اولاد کا بھی تو وہ صحیح النسب ہے	۵۳
مہر کا حکم	۵۳
غیر شرعی گواہوں کی گواہی	۵۳
دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح ہوا تو اولاد صحیح النسب ہوگی	۵۴
محارم سے نکاح باطل ہے اس کی اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا	۵۵
ڈیڑھ دو سال کے بعد جو بچہ ہوا اس کا نسب باپ سے ہوگا	۵۶
دو برس کے بعد شوہر بیوی کے پاس آیا اور بچہ پانچ ماہ بعد ہوا اس کا نسب کس سے ہوگا۔	۵۶
چھ شادیاں کرنے والے کی اولاد کا نسب	۵۷
دوسری کی بیوی کو لے گیا اور اس سے بچہ ہوا، اس کا نسب	۵۷
ہندو عورت سے اولاد ہوئی اس کا نسب	۵۸
اگر کسی کی بیوی کا تعلق ناجائز غیر مرد سے ہو تو اولاد کس کی ہوگی	۵۸
آٹھ ماہ بعد جو بچہ پیدا ہو وہ صحیح النسب ہے۔	۵۹

wwwe.besturdubooks.com

مضمون	صفحہ
نکاح سے پہلے کا حمل ثابت النسب نہ ہوگا۔	۵۹
شوہر سے لڑکا پیدا ہوا اور حمل رہا مگر شوہر منکر ہے۔	۶۰
ہمبستری کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب کہا جائے گا	۶۱
نکاح سے پہلے جو بچہ زنا سے پیدا ہوا، اس کا نسب بعد نکاح زانی سے نہیں ہوگا۔	۶۱
شوہر عرصۂ دراز سے پردیس ہو تو بیوی کے بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا۔	۶۲
طلاق کے ڈھائی سال کے بعد پیدا ہونے والے کا نسب اس سے ثابت نہ ہوگا۔	۶۳
بچی شوہر کی ہوگی زانی سے نسب ثابت نہ ہوگا۔	۶۳
جس عورت نے بلا طلاق دوسری شادی کرلی وہ پہلے شوہر کو ملے گی اور دوسرے شوہر کی اولاد شوہر ثانی کو۔	۶۴
شادی کے چھ ماہ بعد جو حمل ظاہر ہو وہ شوہر کی طرف منسوب ہوگا۔	۶۵
غیر مطلقہ سے شادی کے بعد جو اولاد ہوئی وہ جائز وارث نہیں ہوئی	۶۵
ایک شوہر کو چھوڑ کر دوسرے مرد کے پاس رہنے لگی، اب شوہر کے پاس آنے کے لئے کیا کرے	۶۷
زنا کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا نہیں	۶۷
حاملہ بالزنا سے زید نے نکاح کیا، کچھ دنوں بعد اس کو لڑکا ہوا، اس کا نسب	۶۸
نکاح کا علم نہ ہونے کی وجہ سے منکوحۂ غیر سے نکاح کیا تو اولاد صحیح النسب ہوگی	۶۸
سوتیلی ماں سے نکاح باطل ہے لہٰذا اس کی اولاد صحیح النسب نہیں ہوگی	۷۰

wwwe.besturdubooks.com

مضمون	صفحہ
ماں کے ذریعہ شیوخ میں شرف	۷۰
مسلمان ہونے سے پہلے والی اولاد صحیح النسب نہیں بعد والی صحیح النسب ہے	۷۰
طلاق کے نو ماہ بعد جو بچہ ہو وہ شوہر کا کہا جائے گا۔	۷۱
بنی فاطمہ کی افضلیت	۷۲
حضرت فاطمہؓ کے علاوہ سب کا نسب باپ سے ہوتا ہے	۷۵
ہاشمی کی دلیل سیادت اور اہل بیت کی مراد	۷۶
باپ سے جو اولاد ہوئی صحیح النسب ہے کسی کے کہنے سے حرامی نہ ہوگی۔	۷۷
اولاد باپ کی جائداد کی وارث ہوگی، بیوی کا نکاح ثابت ہے	۷۸
نکاح کے تین چار ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب نہیں	۷۹
شوہر والی عورت کی اولاد کا نسب	۸۱
زمانۂ عدت کے نکاح سے پیدا شدہ اولاد کا حکم۔	۸۱
باب ہفدہم **بچوں کی پرورش سے متعلق احکام ومسائل**	۸۳
ماں کے بعد نانی کو حق پرورش	۸۳
ماں نانی اور خالہ کے بعد حق پرورش پھوپھی کو ہے پھوپھا کو بالکل نہیں۔	۸۴
نانی کے رہتے ہوئے پھوپھی کو حق پرورش نہیں۔	۸۵
نانی کی موجودگی میں باپ کے چچا کے پوتے کو حق پرورش نہیں	۸۶
مطلقہ ماں جب تک بچے کے غیر محرم سے شادی نہ کرے حق پرورش رکھتی ہے	۸۷
گیارہ سالہ لڑکی کو ولی پھوپھی سے لے سکتا ہے	۸۸
ماں کو حق پرورش ہے جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے	۸۹
ماں کو لڑکا لڑکی کا حق پرورش	۸۹
حق پرورش ماں کو ہے اور نفقہ باپ پر ہے۔	۹۰

wwwe.besturdubooks.com

ناجائز بچہ کا بار ماں پر ہے	۹۱
ولد الزنا کی پرورش کرنا گناہ نہیں	۹۱
ماں، نانی اور دادی کو حق پرورش	۹۱
ماں، نانی، دادی اور خالہ کے بعد پھوپھی کو حق پرورش حاصل ہوتا ہے۔	۹۲
ماں جب غیر سے شادی کرے اور نانی نہ ہو تو حق پرورش دادی کو ہے	۹۲
ماں، نانی اور دادی کے بعد حق پرورش بہن کو ہے ماموں کو نہیں	۹۳
ماں جب غیر سے نکاح کرے تو اس کا حق پرورش ختم ہو جاتا ہے	۹۴
نانی نہ ہو تو نانا کو حق پرورش نہیں ہے	۹۴
لڑکا آٹھ سال کے بعد ولی کے سپرد ہوگا۔	۹۵
بچہ کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے	۹۶
ماں کے بعد حق پرورش نانی کو ہے	۹۶
لڑکی کے بالغہ ہونے تک حق پرورش ہے	۹۶
زمانہ گذشتہ کا نفقہ نانی ولی سے نہیں لے سکتی ہے۔	۹۷
بالغ ہونے سے پہلے لڑکی کو ماں سے جدا نہیں کیا جاسکتا ہے	۹۷
حق پرورش کی مدت	۹۸
ماں کے بعد نانی کو پھر دادی کو حق پرورش ہے۔	۹۸
نابالغ کا حق پرورش۔	۹۹
بلوغ کے بعد ولی کے حوالہ۔	۹۹
پرورش کا خرچ	۱۰۰
بچہ کا ولی کون ہوگا	۱۰۰
نابالغوں کا حق پرورش کس کو ہے	۱۰۱
خالہ اور چچا میں حق پرورش کس کو ہے۔	۱۰۲
حق پرورش ماں کو ہے اور حق ولایت عصبات کو	۱۰۲
حق پرورش نانی کو ہے اور ولایت نکاح تایا کو۔	۱۰۳
پھوپھی اور نانی میں حق پرورش کس کو ہے۔	۱۰۳
حق پرورش ماں کو ہے۔	۱۰۴
صورت مسئولہ میں حق پرورش دادی کو ہے۔	۱۰۷

wwwe.besturdubooks.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
پرورش کی کیا مدت ہے اس کے بعد کیا حکم ہے۔	۱۰۷	بیویوں کا حق مکان سے بہتر ہونا ضروری نہیں۔	۱۱۳
ماں جب فاجرہ ہو تو اس کو حق پرورش نہیں رہتا۔	۱۰۷	خسر سے عدت کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں۔	۱۱۴
حق پرورش کی ترتیب۔	۱۰۸	شوہر بیوی کو نکال دے تو اس کا نفقہ اس پر واجب ہے	۱۱۴
جیسا بھی ماحول ہو ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے۔	۱۰۹	نفقہ اور سامان جہیز کا حکم	۱۱۵
نو سال کے بعد لڑکا کو باپ اس کی ماں سے لے سکتا ہے	۱۰۹	زوجہ متوفی عنہا کی عدت کا نفقہ	۱۱۵
والدہ کے بعد حق پرورش نانی کو سات سال کی عمر تک ہے	۱۱۰	مرنے والے کے لڑکے کا ولی کون ہے۔	۱۱۶
باب ہشدہم نان ونفقہ سے متعلق احکام ومسائل	۱۱۲	زید نے نان نفقہ کی ضمانت لی تو نفقہ کی اس سے مستحق ہے یا نہیں۔	۱۱۶
شوہر کے خلاف مرضی جب بیوی میکے چلی جائے تو حق نفقہ نہیں رہتا۔	۱۱۲	زوجہ مطلقہ ثلثہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے۔	۱۱۷
گذشتہ سالوں کے اخراجات کی ادائیگی شوہر پر واجب نہیں	۱۱۳	اولاد کی پرورش اور شادی باپ کے ذمہ ہے یا نہیں،	۱۱۷
شوہر نفقہ بند کردے تو کیا کیا جائے	۱۱۳	مطلقہ کی عدت اور اس کا نفقہ	۱۱۷
		صغیر کا نفقہ	۱۱۸
		مطلقہ کی عدت کا نفقہ بذمہ شوہر۔	۱۱۸

wwwe.besturdubooks.com

بیوی شوہر کے ساتھ سفر میں جانے سے انکار کرے تو نفقہ کا کیا حکم ہے۔	۱۱۸
زوجہ کا حق بسلسلہ سکنیٰ	۱۱۹
بلاوجہ شوہر کے مکان عورت نہ جائے تو وہ شرعاً نافرمان ہے	۱۲۰
بچہ اور بیوی کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے۔	۱۲۰
عدت کے ایام میں جب عورت شوہر کے گھر سے بلاوجہ نکل جائے تو مستحق نفقہ عدت نہیں۔	۱۲۱
والدین کا نفقہ اولاد کے ذمہ	۱۲۱
جب تک نکاح باقی ہے، بیوی کو نفقہ کا حق حاصل ہے۔	۱۲۱
بیوی اپنے شوہر کو گھر میں آنے سے روکنے کا حق نہیں رکھتی ہے	۱۲۲
نکاح کرکے خبر نہ لینا۔	۱۲۳
بعد ختم عدت مطلقہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں۔	۱۲۳
مطلقہ جب اپنے باپ کے گھر چلی جائے تو عدت کا نفقہ نہیں ہے	۱۲۴
بغیر طلاق شوہر بیوی کے جرم کی وجہ سے علیحدگی اختیار کرے تو بھی نفقہ واجب ہے۔	۱۲۴
دوسری شادی سے خسر نہیں روک سکتا ہے اور نہ گھر بٹھا کر لڑکی کا نفقہ لے سکتا ہے	۱۲۵
بدچلن بیوی کا نفقہ	۱۲۶
شوہر کے خلاف ماں باپ کے یہاں رہ کر نفقہ کی مستحق نہیں	۱۲۶
نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔	۱۲۶
جب شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرے تو نفقہ کی مستحق نہیں	۱۲۸
بیوی جان کے خوف کی وجہ سے جب شوہر کے یہاں نہ رہے تو بھی نفقہ پائے گی۔	۱۲۸
شوہر کی مرضی سے میکے میں رہے گی تو نفقہ پائے گی۔	۱۲۹
گذشتہ نفقہ بغیر قضائے قاضی واجب نہیں۔	۱۳۰
گذشتہ چودہ سال کا نفقہ واجب ہوگا یا نہیں۔	۱۳۰

wwwe.besturdubooks.com

غائب مفقود الخبر کے ذمہ بیوی کا نفقہ	۱۳۰
عنین کے ذمہ بیوی کا نفقہ واجب ہے۔	۱۳۱
گذشتہ سالوں کا نفقہ واجب الاداء نہیں۔	۱۳۱
بلااجازت جو بیوی میکے چلی جائے اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں۔	۱۳۲
مطلقہ مہر اور نفقہ عدت کی مستحق ہے۔	۱۳۲
نافرمان بیوی جب شوہر کے پاس رہتی ہے تو اس کا نفقہ ضروری ہے	۱۳۳
زانیہ بیوی کا نفقہ	۱۳۴
جب تک شوہر کے پاس بیوی نہ رہے نفقہ واجب نہیں	۱۳۴
نفقہ میں گرانی وارزانی کیوجہ سے ردوبدل کرنا جائز ہے	۱۳۵
بیوی کا نفقہ واجب ہے اور ماں صاحب جائداد کا نفقہ واجب نہیں	۱۳۶
گذشتہ سالوں کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں۔	۱۳۶
سفر میں جو بیوی ساتھ نہ جائے اس کا نفقہ بھی ضروری ہے۔	۱۳۷
باپ نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اولاد کا نفقہ ماں کے ذمہ ہے۔	۱۳۷
نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔	۱۳۸
اگر شوہر کے ساتھ رہے تو بیوی کا نفقہ واجب ہے	۱۳۹
نفقہ کی مقدار	۱۴۰
نکاح فاسد کا نفقہ واجب نہیں	۱۴۰
شوہر کے ذمہ بیوی کا علاج واجب نہیں۔	۱۴۱
خود شوہر جب بیوی کو میکے بھیج دے تو اس کا نفقہ واجب ہوگا۔	۱۴۱
تنگ دست شوہر سے تفریق	۱۴۲
بیوی جب شوہر کے گھر سے بلااجازت چلی جائے تو اس کا نفقہ واجب نہیں رہتا۔	۱۴۲

wwwe.besturdubooks.com

مضمون	صفحہ
شوہر جہاں رہے بیوی کو وہیں رہنا ہوگا تب ہی نفقہ کی مستحق ہوگی	۱۴۵
نکاح کے بعد بیوی کو شوہر کے گھر رہ کر نفقہ حاصل کرنا چاہئے	۱۴۵
وکیل کے کچھ مقرر کرنے سے شوہر کے ذمہ واجب نہیں	۱۴۶
نافرمانی کی وجہ سے نفقہ واجب نہیں،	۱۴۶
جو بیوی شوہر کی اطاعت نہ کرے اس کا نفقہ شوہر پر نہیں ہے	۱۴۷
شرط کے مطابق شوہر پر نفقہ واجب ہے۔	۱۴۸
بیوی شوہر کے مخالف رہ کر نفقہ کی مستحق نہیں	۱۴۸
معلقہ بیوی کا نفقہ ضروری ہے	۱۴۹
اولاد کا نفقہ	۱۵۰
زچہ خانہ کا نفقہ	۱۵۰
مہر کی ادائیگی	۱۵۰
بیوی کے نفقہ کی مقدار	۱۵۰
نکاح باطل کا نفقہ	۱۵۲
شوہر جب خود بیوی کو نہ لائے تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے۔	۱۵۲
شوہر کا روپیہ لے کر جو بیوی بھاگ گئی اس کا نفقہ۔	۱۵۳
گذشتہ زمانہ کا خرچ نہیں ملے گا	۱۵۳
بلا اجازت جب عدت میں باہر چلی جائے۔	۱۵۴
گذرے ہوئے دنوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں،	۱۵۵
بہن کا نفقہ بھائیوں پر	۱۵۵
زید کے وعدہ کے عدم ایفاء پر بیوی اپنے کو شوہر سے علیحدہ نہیں رکھ سکتی۔	۱۵۶
نفقہ کا دعویٰ شوہر پر۔	۱۵۷
جب والدین لڑکی کو شوہر کے یہاں نہ بھیجیں۔	۱۵۸
نفقہ ادا نہ ہونے کی وجہ سے تفریق نہیں ہے	۱۵۸
جو عورت کوشش کے باوجود شوہر کے یہاں نہیں آتی اس کا نفقہ واجب نہیں۔	۱۵۹
جو شوہر نہ نفقہ دے اور نہ لے جائے وہ کیا کرے۔	۱۵۹
جب خود شوہر نہ لے جائے تو اس پر نفقہ واجب ہے۔	۱۶۰
جو عورت شوہر کے پاس نہ رہے اس کا نفقہ واجب نہیں۔	۱۶۱

wwwe.besturdubooks.com

گزشتہ برسوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔ ۱۶۱
مہر کی ادائیگی کی وسعت نہ ہو تو مہلت دیجائے اور نفقہ واجب ہے ۱۶۲
عدت کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ ۱۶۳
بیوہ مکان فروخت کر کے نفقہ لے سکتی ہے؟ ۱۶۴

wwwe.besturdubooks.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل و مکمل جلد یازدہم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اللہ تعالیٰ کا اس پر جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس نے اپنے خاص فضل وکرم سے مجھ جیسے بے مایہ انسان کو فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کی ترتیب وتزئین اور تحشیہ کی خدمت پر لگا رکھا ہے، اور اس خدمت میں کامیابی سے ہمکنار کر کے حوصلہ افزائی بھی فرما رہا ہے، ورنہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ کام کس قدر محنت طلب، پیچیدہ اور سکون واطمینان کو چاہتا ہے، کیونکہ بکھرے ہوئے ہزاروں مسائل کی کتاب وباب وار بلکہ فصل وار فقہی ترتیب۔ ہر عربی عبارت کا حوالہ، جن مسائل میں مفتی علام نے حوالہ درج نہیں فرمایا ہے، ان کے لئے باضابطہ حوالجات کی تلاش وجستجو، اور پھر سب کا حواشی پر اندراج، کوئی آسان کام نہیں ہے۔

حضرت مولانا اکبرآبادی مدظلہ نے ایک بار فرمایا تھا کہ ہمارے یہاں یونیورسٹی میں کسی معمولی قدیم پرانی کتاب کو کوئی ایڈٹ کرتا ہے تو تین سال تک اسے یونیورسٹی گرانقدر وظیفے دیتی ہے، پھر اس کی تیاری اور منظوری پر اسے ڈاکٹر پی، ایچ، ڈی، کی ڈگری سے نوازتی ہے، ایک استاذ مستقل محنت کر کے اس کی رہنمائی کا فریضہ بھی ادا کرتا ہے، اور تم نے حضرت مفتی صاحبؒ کے ۳۶ سالہ دور افتاء پر کافی محنت کی، دارالعلوم جیسے مرکزی دارالافتاء کے بکھرے ہوئے فتاویٰ کو مرتب کیا، حاشیہ اور حوالجات درج کیا، اس کی کئی جلدیں شائع ہو کر مقبول عام

wwwe.besturdubooks.com

ہو چکیں، مگر تمہارے علماء کی نظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کام ہی نہیں ہوا، کوئی کلمہ خیر کہنے کے لئے بھی شاید آمادہ نہیں، حالانکہ یہ بڑا عظیم الشان تحقیقی کام انجام پا رہا ہے، مستقبل میں یہ علمی و فقہی ذخیرہ امت کے لئے بہت ہی کارآمد ثابت ہوگا، اور ایک دنیا اس سے مستفید ہوگی۔

اس وقت میں نے سمجھا تھا کہ مولانا میری حوصلہ افزائی کے لئے یہ کلمات فرما رہے ہیں، مگر اب جب دیکھ رہا ہوں کہ اس کی ایک ایک جلد کے کئی کئی اڈیشن چھپ رہے ہیں، تو اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کا اندازہ بہت درست تھا، انشاء اللہ جس طرح زمانہ آگے بڑھتا جائیگا، فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل و مکمل کی قدر و قیمت بھی بڑھتی ہی چلی جائے گی، اور مسلمانوں کا کوئی گھر انشاء اللہ اس سے خالی نہ رہے گا،

کوئی شبہ نہیں یہ سب فضل ربی کے بعد جامعہ اسلامیہ دار العلوم دیوبند اور اس کے اکابر و اسلاف کی خدمات و اخلاص کا ثمرہ ہے، اور عارف باللہ حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کی روحانیت کے اثرات کا خوشگوار نتیجہ۔

آج جب اس کی گیارہویں جلد مکمل ہو کر پریس جا رہی ہے، مرتب فتاویٰ کا دل اور اس کی زبان حمد و شکر رب سے لبریز تر اور اس کی پیشانی مالک حقیقی کے آگے سجدہ ریز ہے، اور اس کے ہر بُنِ مو سے آواز آرہی ہے۔

"الٰہ العٰلمین! ایک بے مایہ ظلوم و جہول کی اس حقیر محنت کو شرفِ قبولیت سے نواز دے، اور دارین کی نعمتوں سے مرتب کے ظاہر و باطن کو مالا مال کردے، اور اسی کے ساتھ دار العلوم کا فیض تا قیامت باقی رکھ، تاکہ کائناتِ انسانی اس سے مستفیض ہوتی رہے، اور اس گہوارۂ علم و عمل کو دشمنوں، مخالفوں اور بد باطنوں کے شر و فتن سے مامون و محفوظ فرمادے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ"

wwwe.besturdubooks.com

پیش نظر جلد میں کتاب الطلاق کے اخیر کے تین ابواب ہیں جو دسویں جلد میں آنے سے رہ گئے تھے، ثبوت النسب، حضانت اور نفقہ، اس جلد کو انہی تین ابواب پر ختم کردینا مناسب معلوم ہوا، اب اس سے آگے کی جلدوں میں جو مسائل آئیں گے اُن کی تعداد نسبتاً بہت کم ہوگی، اس لئے کہ عام طور پر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے بعد عوام کو نکاح وطلاق سے متعلق ہی احکام ومسائل سے واسطہ پڑتا ہے اور انہی کے متعلق وہ مفتیان کرام سے سوالات کرتے ہیں، ان کے علاوہ مسائل کی صرف خاص طبقہ کے لوگوں کو ضرورت پڑتی ہے، اور وہی ان کے متعلق کبھی استفسار کرتے ہیں، اس لئے ان مسائل کی تعداد کم ہے، انشاء اللہ بارہویں جلد میں کتاب الأیمان سے لے کر کتاب الوقف تک کے مسائل آجائیں گے، جس پر کام شروع ہوچکا ہے، امید ہے اس سلسلہ کی اب بہت جلد تکمیل ہوجائے گی، دعا ہے اللہ تعالیٰ مابقی کام بھی حسن وخوبی کے ساتھ پورا کرادیں۔

اخیر میں سرپرست حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ، محترم اراکین مجلس شوریٰ زید مجدہم اور اپنے اساتذہ کرام دامت فیوضہم کی خدمات عالیہ میں ہدیہ سپاس وتشکر پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، جن کی تعلیم وتربیت، حوصلہ افزائیوں اور دعاؤں کی برکتوں سے یہ خاکسار اس خدمت گرامی کے لائق ہوا، رب العالمین ان تمام بزرگوں کا سایۂ عاطفت تا دیر ہمارے سروں پر قائم رکھے، آمین یارب العالمین۔

طالب دعاء

محمد ظفیر الدین غفرلہٗ

مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

۲۷ر ذی قعدہ ۱۳۹۴ھ

wwwe.besturdubooks.com

باب شانزدہم

نسب سے متعلق احکام ومسائل

منکوحہ غیر مطلقہ کا دوسرے مرد سے نکاح اور اس کی اولاد

سوال (۱۱۴۷) ایک عورت جس کا خاوند زندہ ہے نکل کر دوسری جگہ نکاح کر کے بیٹھ گئی ہے اور خاوند اول نے اس کو طلاق نہیں دی ہے۔ وہ اولاد جو خاوند ثانی سے ہوئی ہے حلال ہے یا حرام؟ اور اس اولاد کا دیگر نسلوں سے رشتہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:- غیر مطلقہ عورت کا نکاح ثانی ناجائز اور باطل ہے اولاد جو شوہر ثانی سے ہے وہ شوہر اول کیطرف شرعاً منسوب ہوگی لقولہ علیہ السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر[1] اور جب کہ اس اولاد کا نسب شوہر اول سے ثابت ہے تو رشتہ کرنا ان سے جائز ہے۔ فقط وهذا اذا لم يعلم بان لها زوجاً غيره فكيف اذا ظهر زوج غيره فلا شك في عدم ثبوته من الثاني شامی باب ثبوت النسب[2] وكذا لا عدة لو تزوج امرأة الغير عالما

---

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر

www.besturdubooks.com

بذلک[1] الخ عن العدۃ۔ محمد انور عفا اللہ عنہ

میاں دس سال سے باہر ہو اور یہاں بچہ ہو تو حلالی ہوگا یا حرامی

سوال (۱۱۴۸) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ نے اپنی کتاب بہشتی زیور حصہ چہارم ص۵۷ میں یہ مسئلہ تحریر فرمایا ہے کہ میاں پردیس میں ہے اور مدت ہوگئی کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہوگیا تب بھی وہ بچہ حرامی نہیں اسی شوہر کا ہے، فرض کرو کہ زید دس بارہ برس سے پردیس میں ہے اور اس کے لڑکا پیدا ہوگیا، دراں حالیکہ اس درمیان میں وہ ایک منٹ کو بھی گھر نہیں آیا تو یہ لڑکا کس طرح حرامی نہ کہلائے گا اور کیوں کر وہ حرامی نہ ہوگا؟ اگر یہ خیال کیا جائے کہ ممکن ہے مرد اپنی بیوی کے پاس تنہائی میں آگیا ہو، اور کسی کو علم نہ ہو تو مسئلہ مذکورہ میں یہ بات بھی نہیں، کیونکہ صاف ظاہر ہے برس گذر گئے وہ گھر نہیں آیا، چونکہ اس مسئلہ سے طبیعت میں ایک قسم کی الجھن پیدا ہوتی ہے اور دوسری قوموں کے صریح اعتراض کے لئے کافی موقعہ ہے، اس لئے براہ کرم مفصل ومشرح جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب:- جو مسئلہ آپ نے بہشتی زیور سے نقل کیا ہے صحیح ہے شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ جس کی زوجہ ہے بچہ اس کا کہلائے گا، حدیث شریف میں آگیا ہے الولد للفراش وللعاھر الحجر[2] (بچہ اس کا ہے جس کا فراش ہے یعنی جس کے نکاح میں وہ عورت ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے یعنی محروم رہے گا اور اس کو سزا دی جائے گی) نسب بچہ کا اسی شوہر سے ثابت ہوگا۔ پس امام ابوحنیفہ

---

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ فالدخول فیہ لایوجب العدۃ ان علم انها للغیر لانہ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب المهر ص۳۴۲ ج۲) ظفیر۔ [2] مشکوۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث صحیح کے ارشاد کے موافق یہ حکم فرمایا کہ شوہر کہیں ہو، بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا۔ پس جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تو اس کے خلاف کیسے کوئی حکم کر سکتا ہے۔ اور مطلب اس حدیث کا اور بہشتی زیور کے مسئلہ کا یہ ہے کہ درحقیقت وہ بچہ اگرچہ ولد الزنا ہو مگر ہم کو حکم یہ ہے کہ اس کو حرامی نہ کہیں، عورت کے خاوند کے طرف منسوب کریں۔[1]

مدت حمل اور عدت حاملہ

سوال (۱۱۴۹) حمل عورت کی کتنی مدت ہے؟ اور حد عورت کرنگ کی کتنے سال ہے؟ اور علامات حمل کی کتنی ہیں؟ اور نشانات کرنگ کے کتنے ہیں؟۔

الجواب:۔ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو برس ہے اور کم از کم چھ ماہ،[2] اور عدت حاملہ مطلقہ یا حاملہ متوفی عنہا زوجہا کی وضع حمل[3] ہے۔ کرنگ عورت کا مطلب معلوم نہیں ہوا کس کو کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کچھ جواب نہیں دیا جا سکتا۔

زنا سے حمل کے بعد نکاح ہوا، اور چھ ماہ سے کم میں بچہ ہوا تو نسب کا کیا حکم ہے

سوال (۱۱۵۰) ایک عورت کے زنا سے حمل قرار پاگیا اور اس کا نکاح کردیا گیا۔ نکاح سے چھ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہوا تو بچہ کا نسب ناکح سے ثابت ہوگا یا نہیں؟ اور اس بچہ کا وارث ہوگا یا نہیں؟۔

---

[1] ان الفراش علی اربع مراتب وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینهما سنۃ فولدت لستۃ اشهر من تزوجها لتصور کرامۃ او استخدام اھ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۶۲۴ ج ۲) ظفیر

[2] اکثر مدۃ الحمل سنتان واقلها ستۃ اشهر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۶۲۵ ج ۲) ظفیر

[3] وفی حق الحامل وضع جمیع حملها بلا تقدیر بمدۃ سواء ولدت بعد الطلاق او الموت بیوم او اقل جوهرۃ (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۰ ج ۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

الجواب:- ناکح سے پہلے زنا سے جو حمل ہے اور بعد میں جو نکاح ہوا اور نکاح سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب اس کا ناکح سے ثابت نہیں ہوگا اور میراث اس کی ناکح نہ پاوے گا، ماں اور بھائی اخیافی وارث ہوں[1] گے۔

نسب کا ثبوت

سوال (۱۱۵۱) الف نے ایک عورت سے نکاح کیا اور وہ ابھی والدین کے گھر میں تھی کہ ب اسے اغوا کر کے لے گیا، اور الف کا دخول اور خلوت صحیحہ وغیرہ اس کے ساتھ نہیں ہوا۔ اور الف خود بھی اپنی منکوحہ سے دخول یا مس وغیرہ کرنے کا قطعی انکاری ہے۔ چنانچہ اس کا تحریری بیان مع شہادت منسلک ہذا ہے۔ عرصہ دراز تک الف کی منکوحہ ب کے یہاں رہی اور الف نے اس کو طلاق بھی نہیں دی اور ب کے گھر میں اس کے اولاد پیدا ہوئی۔ اب کچھ عرصہ سے وہ عورت تو مرگئی لیکن اس کی دو لڑکیاں زندہ ہیں۔ اب الف یا الف کا بھائی ان لڑکیوں میں سے کسی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں، اور نسب میں وہ دونوں لڑکیاں کس کو ملتی ہیں۔ اس استفتاء میں دو قول ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے!

زید کا بیان اس استفتاء کے جواب میں یہ ہے کہ وہ لڑکیاں نسب میں الف کی ہیں، کیوں کہ ولد فراش کا ہے کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[2] اور تفسیر فراش کے ساتھ عقد کی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ عقد فراش ہے جیسے کہ کرخی سے فتح القدیر میں منقول ہے، دوسرے وہ اپنے دعوے کے اثبات میں عقد کو حکم وطی میں شامل جانتا ہے وللعقد حکم الوطی اور اپنے

---

[1] ولو ولدت لاقل منه (ای نصف حول) لم یثبت (درمختار) لانہ تبین ان العلوق کان سابقا علی النکاح زیلعی (ردالمحتار باب ثبوت النسب ج ۲ ص ۶۲۲) ظفیر۔

[2] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

دعوے میں تزویج مشرقی اور مغربیہ کا شامی سے سند لاتا ہے[1] اور کہتا ہے کہ جب عقد کے لئے حکم وطی اور فراش کا ثابت ہے تو تینوں امر مطلوب یعنی فراش و وطی و نسب ثابت ہو گئے، اس لئے الف یا الف کے بھائی کو ان لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ وہ اس صورت میں الف کی بیٹیاں اور الف کے بھائی کی بھتیجیاں ہیں، ان کا نکاح ان سے حرام ہے۔

عمر کا جواب بالعکس ہے۔ کہتا ہے کہ یہ لڑکیاں نسب میں ب کی ہیں، پس الف یا الف کا بھائی ان سے نکاح کرنے کا مجاز ہے۔ اور صورت مسئولہ میں الف اولاد سے محروم ہے اگرچہ الف عقد صحیح بھی کیوں نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ بلا فراش صرف نکاح کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ حقیقت میں فراش دخول کا ہونا ارجح ہے اور یہ باتیں الف سے پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچ سکی۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اولاد ب کی ہے کیونکہ مستفرش حقیقی ب ہے اس لئے اولاد بھی فراش حقیقی کی ہونی چاہئے۔ اگرچہ بمقتضائے حدیث نبوی فاسد ہی کیوں نہ ہو الولد للفراش وللعاھر الحجر للعاھر الحجر کے یہ معنی ہیں کہ زوج اول مستفرش ہو اور عورت سے غائب نہ رہا ہو جیسے فقہاء نے صراحت سے بیان فرمایا ہے رجل غاب عن امرأته فتزوجت باٰخر وولدت اولادًا ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی علی المذهب الذی رجع الیه الامام وعلیه الفتوی کما فی الخانیة والجوهرة والکافی وغیرها وفی حاشیة شرح المنار لابن حنبلی وعلیه الفتوی ان احتمله الحال لکن فی آخر المجمع حکی اربعة اقوال ثم افتی بما اعتمده المصنف وعلله ابن ملك بانه المستفرش حقیقة

[1] کتزوج المغربی بمشرقیة بینهما مسافة فولدت لستة اشهر مذ تزوجها لتصوره کرامة او استخدامًا، الدر المختار علی رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۶۲۲ ظفیر

فالولد للفراش الحقیقی وان کان فاسداً وتمامہ فیہ فی اجعہ در مختار[1] وظاہرہ ان المفتی بہ الولد للثانی مطلقاً وان جاءت بہ لاقل من ستۃ اشہر من وقت العقد کما یدل علیہ ذکر الاطلاق قبلہ والاقتصار علی التفصیل بعدہ. شامی[2] اگر زید اپنے دعوے میں مشرقی اور مغربیہ کی صورت شاہد لاتا ہے اور کہتا ہے کہ قیام فراش کے لئے مشرقی اور مغربیہ کی صورت میں نکاح ہی بلا دخول حجت ہو سکتا ہے تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ جیسے شامی میں وارد ہے قولہ بلا دخول المراد نفیہ ظاہراً وان لا فلا بد من تصورہ وامکانہ ولذا لم یثبتوا النسب من زوجۃ الطفل ولا ممن ولدت لاقل من ستۃ اشہر الخ والحق ان التصور شرط ولذا لو جاءت امرأۃ الصبی بالولد لا یثبت نسبہ والتصور ثابت فی المغربیۃ لثبوت کرامات الاولیاء والاستخدامات فیکون صاحب خطوۃ او جنی شامی[3]. اس دعوی میں نسب ب کی ثابت ہے پس الف کو ب کی لڑکیوں سے نکاح کرنا ہر طرح جائز ہے اور اسی طرح الف کے بھائی کو بھی۔ یہ دو قول ہیں ان میں سے کون مقبول کون مردود ہے۔؟

الجواب:- صورت مسئولہ میں ہر دو قول یعنی زید وعمر دونوں کا قول دربارہ نسب کئی وجوہ سے بالکل مردود اور مطرود ہے، کیونکہ نسب ثابت کرنے کے لئے فراش جو مقارناً للعلوق کے ساتھ ہو ضروری ہے۔ ہم دونوں کے بیانات کو واضح طور پر رد کرتے ہیں، زید کا دعوی دریں بارہ کہ یہ عقد حکم وطی کا رکھتا ہے کئی اسباب کی بناء پر غلط ثابت ہوتا ہے۔ پہلے اگر عقد مطلق کو وطی کا حکم ہوتا تو طلاق

لہ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ کہ رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ سہ رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر

www.besturdubooks.com

قبل دخول کی صورت میں عدت لازم ہوتی حالانکہ نص اس کے رد میں شاہد ناطق ہے قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اذا نکحتم المومنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لکم علیهن من عدة تعتدونها[1] الآیۃ۔

نیز اگر عقد کے لئے حکم وطی کا ہوتا تو حرمت ربیبہ میں ان کی ماؤں کا دخول شرط نہ ہوتا، وربائبکم اللاتی فی حجورکم من نسائکم اللاتی دخلتم بهن فان لم تکونوا دخلتم بهن فلا جناح علیکم[2] الآیہ اور نیز اس ثبوت میں سنن ترمذی کی حدیث حلالہ کے لئے دخول مشروط قرار دیا گیا کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لا حتی تذوقی عسیلته ویذوق عسیلتک[3]۔

دوسرے وہ اپنے دعویٰ میں فراش کی تفسیر عقد سے بیان کرتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ فراش کی تفسیر میں صرف عقد ہی کا لانا غیر تام ہے البتہ عقد فراش کے اجزاء میں سے ایک ضروری جزء ہے۔ کیا فتح القدیر میں جو فراش کی تعریف کی گئی ہے ملاحظہ سے نہیں گذری۔ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الفراش یثبت مقارنا للنکاح المقارن للعلوق[4] اس میں فراش کے لئے علوق کا ہونا ضروری مانا گیا ہے۔ اور چونکہ زید کے دعویٰ میں علوق مطلقاً مفقود ہے، اس لئے وہ اس کے اثبات میں چنداں مفید نہیں ہوسکتا۔

تیسرے ساتھ ہی زید کا اپنے دعویٰ کی دلیل میں کرخیؒ کے قول کے مطابق فراش کی تفسیر عقد کرنا جمہور کی تفسیر کے مخالف ہے۔ ابن الہمامؒ فرماتے ہیں۔ تفسیر الفراش بالعقد کما فسره الکرخیؒ اعنی العقد هو الفراش مخالف

---

[1] سورة الاحزاب ع ۳۔ ظفیر۔ [2] سورة النساء ع ۴۔ ظفیر

[3] ترمذی ماجاء فی من یطلق امرأته ثلاثا ص ۱۸۰ ج ۱ ۱۲ ظفیر

[4] فتح القدیر ص ۳۰۱ باب ثبوت النسب۔ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

لتفسیرھم السابق لہ فی فصل المحرمات یکون المرأۃ بحیث یثبت نسب الولد منہا اذا جاءت بہ فان ھذا الکون یثبت بعد العقد لا مع العقد (فتح القدیر[1] باب ثبوت النسب)

چوتھے زید اپنے دعوی میں مشرقی اور مغربیہ کی صورت میں استدلال کرتا ہے اور عقد کے ساتھ بلا دخول کو مفید اثبات جانتا ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہاں اس کے دعوی کے ثبوت میں اس صورت کو بطور دلیل لانا ہرگز صادق نہیں آسکتا کیونکہ ایک تو اس میں تصور اور امکان دخول کا پایا جانا ثابت ہے اور زوجہ طفل کی صورت میں عدم تصور و امکان کی وجہ سے نسب ثابت نہیں ہو سکتا، اور فیما نحن فیہ تصور اور امکان خود الف کے ساتھ انکار صحبت و دخول کی وجہ سے قطعاً مفقود ہے۔ علاوہ ازیں صورت مسئولہ میں زوجہ الف قبضہ غیر میں ہے۔ اور زوجہ مشرقی اس کے خلاف تحت و تصرف خود اس کے ہے، نیز مشرقی منکر دخول نہیں تو اس صورت میں ہر دو صورت مختلف واقع ہوئی، باوجود مذکورہ بالا دلیل کے یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ اگر عقد مطلق کو حکم وطی کا ہوتا تو ثبوت نسب میں مندرجہ ذیل صورت کے لئے احتیاج تکلف لاحق نہ ہوتی من قال ان تزوجت فلانۃ فھی طالق فتزوجھا فولدت ولداً لستۃ اشھر من یوم تزوجھا فھو ابنہ وعلیہ المھر اما النسب فلانھا فی اشۃ والتصور ثابت بان تزوجھا وھو یخالطھا وطیاً وسمع الناس کلامھا فوافق الانزال النکاح والنسب یحتاط فی اثباتہ ھکذا فی ھدایۃ ملخصاً[2] ۔ پس نسب اس صورت میں ثابت ہو سکتا ہے جب کہ علوق مقارناً للنکاح اور تصور علوق کا مقارناً بالنکاح صورت مندرجہ بالا میں ثابت ہو سکتا ہے جیسے فتح القدیر جلد دوم ص۳۸۲ علامہ ابن ہمام

---

[1] فتح القدیر باب ثبوت النسب ص۲۔ ظفیر [2] دیکھئے ہدایہ باب ثبوت النسب۔ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

فرماتے ہیں واذا فیکون العلوق مقارنا للنکاح فیثبت النسب وتصور العلوق ثابت بان تزوجہا وھو یخالطہا وطئا وسمع الناس کلامھا فوافق الانزال النکاح الاحسن تجوزا ابھا وکلامہ فباشر الوکیل وطیھا کذلک فوافق عقد الانزال۔ ہاں وہ اس صورت میں نکاح سے قبل مرتکب گناہ مخالطت حرمت کا باعث بن گیا۔ دیگر علامہ موصوف فرماتے ہیں قال بعض المشائخ لا یحتاج الی ھذا التکلف بل قیام الفراش کاف ولا یعتبر امکان الدخول بل النکاح قائم مقامہ کما فی تزوج المشرقی مغربیۃ لثبوت کرامات الاولیاء والاستخدامات فیکون صاحب خطوۃ اوجنی (فتح القدیر[1]) اس مندرجہ بالا صورت میں ابن ہمامؒ کی تقریر سے یہ امر بخوبی محقق ہوگیا اور ساتھ ہی دلیل زید کی دلیل مشرقی اور مغربیہ کی صورت صورت مسئولہ کے ساتھ متبائن ٹھہری، کہ الف کے خود اپنے انکار دخول خلوت ومس وغیرہ سے ہرگز یہ امر اس صورت میں ثابت نہیں آسکتا۔ اور تصور صورت مسئولہ میں قطعاً مفقود ہے۔ زید کے بیانات کی حقیقت منکشف کردی گئی، اور اس کا استدلال مردود ہوا۔

اب عمر کے فتاوی کے بارے میں یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ صورت مسئولہ میں لڑکیاں الف یا الف کے بھائی کے ساتھ نکاح کی جاسکتی ہیں کیوں کہ الف صرف عقد ہی عقد سے محروم النسب ہے اور بمجرد نکاح عدم دخول اور عدم تصور دخول کی وجہ سے وہ کسی صورت میں لڑکیوں کا باپ نہیں بن سکتا اور نہ ہی اس کا بھائی جب کہ بار بار بیان کردیا گیا ہے کہ الف مسماۃ مسئولہ سے صرف نکاح رکھتا تھا اور اپنے بیانات سے دخول وغیرہ سے قطعی برات ظاہر کرتا ہے تو ہم اس صورت میں عمر کے فتوی سے

[1] فتح القدیر ص ۳۰ ج ۴ باب ثبوت النسب۔ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

صرف اسی شق یعنی جواز نکاح الف یا الف کے بھائی کے ساتھ کرتے ہیں، لیکن اس کی بھی اس امر کے متعلق کہ وہ لڑکیاں بھی ب کی ہیں ہم کئی وجوہات سے اس کو بھی رد کرتے ہیں۔

اقول وباللہ التوفیق عمر کا یہ بیان کہ وہ لڑکیاں نسب میں ب کی ہیں ہرگز درست نہیں، کیوں کہ پہلے ب بظاہر ساتھ علم نکاح الف کے ساتھ مسماۃ مذکورہ کے مصر علی الکبائر یعنی زانی ہے اور وہ الف کی منکوحہ کو اغوا کر کے لے جاتا ہے، اس کو نسب میں کیا دخل بلکہ اس کے لئے بمضمون کلام قدسی نظام وللعاھر الحجر اس کے لئے محجر جزا ہے۔

دوسرے وہ مستفرش حقیقی نہیں کیوں کہ فراش کے لوازم میں ہم نے مفصل ذکر کر دیا ہے کہ وہ نکاح کے بعد متحقق ہوتا ہے، حالانکہ ب تو اغوا کنندہ اور زانی ہے، تیسرے جو کہ وہ اپنے دعوی کے اثبات میں رجل غاب عن امرأته فتزوجت باخر الخ شامی سے سند لاتا ہے اس کے بعد بیں صورت مسئولہ سے استشہاد لانا گویا زید کی تقلید کرنا ہے کیوں کہ وہ مشرقی مغربیہ کی صورت کی طرح یہاں ہرگز صادق نہیں آسکتی بلکہ صاف طور پر تباین ہے کیوں کہ ب کو الف کے نکاح کے ساتھ مسماۃ مذکورہ کے بخوبی علم و تیقن ہے اور صورت مسئولہ میں تو اس عورت کو تو قاضی نے مفقود کی حیثیت سے فسخ نکاح کا حکم دے کر دوسرے شخص سے تزویج کر دی تھی اور تزویج غائب کی عورت کی دوسرے شخص سے محقق شدہ امر ہے، حالانکہ ما نحن فیہ میں اس کے بالکل برعکس ہے کیوں کہ ب زانی اور اغوا کنندہ ہے، نیز تزویج کنندہ تو اس طرح کے طریق پر ب کا النسب ثابت ہوا، پس نظر بر امورات متذکرہ بالا ہم اس نتیجہ پر بخوبی پہنچ گئے کہ الف اور ب دونوں نسب کی رو سے ان لڑکیوں سے بالکل محروم ہیں کیوں کہ الف کا صرف عقد ہی عقد ہے اور ب کا نکاح نہیں ہے بلکہ علوق اور دخول ہے، پس اس صورت

wwwe.besturdubooks.com

میں ہر دو کا فراش محقق نہیں ہوسکا، البتہ الف اور الف کا بھائی ان لڑکیوں سے نکاح کرسکتے ہیں۔ اور ب زانی ہے اور زانی کی جزا بمصداق للعاھر الحجر حجر ہے، فقط

الجواب:- از حضرت مفتی صاحب مدرسہ اسلامیہ دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اقول، وباللہ التوفیق۔ صورت مسئولہ میں جواب اول یعنی زید کا جواب صحیح ہے۔ شرعاً نسب ان لڑکیوں کا الف سے ثابت ہے اور الف یا الف کے بھائی سے ان کا نکاح کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر[1]۔ قال فی الدر المختار ان الفراش على اربع مراتب ضعيف الخ ومتوسط الخ وقوى وهو فراش المنكوحة فانه فيه لا ينتفى الا باللعان شامی (ص۶۳۰ ج۲) وفی صفحہ ۲۹۳ قال فی البحر لو تزوج بامرأة الغير عالما بذلك ودخل بها لا تجب العدة عليها حتى لا يحرم على الزوج وطئها وبه يفتى لانه زنا والمزنى بها لا تحرم على زوجها الخ وفی باب العدة منه۔ اما نكاح المنكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا[2]۔ وفيه ايضا والتصور ثابت فى المغربية لثبوت كرامات الاولياء الخ وفى الدر المختار عن البحر متى سقط اللعان بوجه ما الخ لم ينتف نسبه ابدا فلو نفاه ولم يلاعن حتى قذفها اجنبى بالولد فحد فقد ثبت نسب الولد[3] وفيه قالوا وصرحوا ببقاء نسبه بعد القطع فى كل الاحكام لقيام

---

[1] ترمذی ص۱۸۶ ۱۲ ظفیر [2] رد المحتار ص۶۶۲ ج۲ ۱۲ ظفیر [3] دیکھئے الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۹۳۵ ج۲ ۱۲ ظفیر [4] رد المحتار ص۹۳۵ ج۲ ۱۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

فی اشیاء الآتی فی حکمین الارث والنفقة فقط[1] قوله فی کل الاحکام فیبقی النسب بین الولد والملاعن فی حق الشهادة والزکوٰة والقصاص والنکاح الخ شامی[2]۔

روایات مذکورہ سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں زید کا جواب صحیح ہے، اور عمر کا جواب صحیح نہیں ہے اور اس کا استدلال در وایۃ رجل غاب عن المرأة فتزوجت باخر الخ[3] کا مجیب ثالث نے دیدیا ہے۔ اور احقر نے جو روایات نکاح منکوحۃ الغیر کے بطلان اور اس کے زنا ہونے کے اثبات میں نقل کی ہیں ان سے بھی تردید عمر کے استدلال کی ظاہر ہے۔ اور مجیب ثالث کا یہ فیصلہ کہ دونوں جواب صحیح نہیں ہیں اور تجویز نکاح دختر با الف و با برادر الف صحیح نہیں ہے اس صورت میں تو نفی نسب کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔ اور فقہاء کی تصریح سے تو یہ محقق ہوا کہ اگر بوجہ لعان نسب بھی منقطع کردیا جائے۔ تب بھی نکاح بین الملاعن وولدہ حرام ہی رہتا ہے کما مر عن الدر المختار۔ فقط

صورت مسئولہ میں نسب ثابت ہے یا نہیں

سوال (۱۱۵۲) عبدالرحمٰن فوت شدہ برادران عم زاد ویک دختر و دو زوجگان گذاشت زوجہ ثانیہ حاملہ بود، بعد وفات او دخترے پیدا شد مگر انتقال کرد ودر برادران عم زاد تفصیل است بایں طور کہ یکے ازاں حملہ اللہ داد از بطن چنین زنے است کہ آن زن مطلقہ بود قبل اتمام عدۃ شوہر اول عم متوفی نکاح کردہ بود و دوازاں جملہ از بطن چنین زنے کہ نکاح مادران ہر دو را ثبوت شاہدے نیست۔ اکنوں نسب آں ہر سہ از عم متوفی ثابت است یا نہ، وازمال متوفی

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب اللعان ص۵۹۱ ج۲ ظفیر۔

[2] رد المحتار باب اللعان ص۵۹۱ ج۲ ظفیر [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص۶۲۶ ج۲ ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

آں سہ ترکہ خواہند یافت یا نہ۔

الجواب:۔ درصورت موجودہ اگر والدہ عبدالمجید و عبدالغفور مدعی نکاح باپدر اوشاں بود، نسب اوشاں از پدر خود ثابت است، و از ترکہ عبدالرحمن از راہ عصوبت وارث خواہند شد قال لغلام هو ابنی ومات فقالت امه انا امرأته وهو ابنه يرثانه استحسانا[1] درمختار وفيه ايضا لانها شهادة على النفي معنى فلا تقبل والنسب يحتال في اثباته مهما امكن والامكان بينهما بسبق التزوج سرا بمهر يسير[2] و ایں حکم وقاعدہ درالہ داد ہمہ جاری خواہد شد چراکہ تجدید نکاح بعد عدۃ ممکن است، پس پدراو دعویٰ بنوۃ او کردہ است نسب ثابت است۔

سوال (۱۱۵۳) | جس سے حمل قرار پایا بچہ اس کا ہے

زید نے ہندہ بیوہ سے نکاح کیا، بعد استقرارِ حمل ہندہ اپنے بھائی کے یہاں چلی گئی، اس کے بھائی نے زید سے ایامِ حمل میں طلاق لے کر بعد وضع حمل ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا اب بکر اس مولود کو زید کا بتاتا ہے اور زید بھی اپنا پسر تسلیم کرکے اس کو لینا چاہتا ہے اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ وہ لڑکا زید کا ہے اور زید ہی اس کا ولی ہے مگر حق پرورش سات برس کی عمر تک اول ماں کا حق ہے، ماں اگر بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرے تو اس کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ ماں کے بعد نانی کا پھر دادی کا پھر بہنوں کا پھر خالہ کا پھر پھوپھی کا حق ہے۔ اگر ان عورتوں میں سے کوئی نہ ہو تو باپ لے سکتا ہے، بہرحال بکر کو کچھ حق بچہ کے روکنے کا نہیں ہے۔ درمختار میں ہے۔ والحاضنة

---

[1] الدر المختار على هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۵ / ۲ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار فصل في ثبوت النسب ص ۸۶۳ / ۲ و ص ۸۶۴ / ۲ ۱۲ ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

بغیر محرم الصغیر الخ۔

جو بچہ شوہر کے ساتھ رہنے کے زمانہ میں پیدا ہوا، وہ اسی کا ہے

سوال (۱۱۵۴) ایک شخص کے دو لڑکے ہیں ایک بعمر دس سال دوسرا بعمر ۸ یا ۹ ماہ اور شخص مذکور نہ اپنی زوجہ کو روٹی کپڑا دیتا ہے اور ہر طرح کی اذیت پہنچاتا ہے اور وہ شخص اپنے چھوٹے لڑکے کی نسبت کہتا ہے کہ یہ مجھ سے پیدا نہیں ہوا حرامی ہے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے اور عورت دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے اور اس خاوند سے طلاق مانگتی ہے مگر یہ طلاق نہیں دیتا، اس کا نکاح جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- اس بچہ نو دس ماہ کا نسب اسی شخص سے ثابت ہے۔ انکار اس کا غیر معتبر ہے[۱]۔ اور دوسرا نکاح اس عورت کا بدون طلاق دینے شوہر کے صحیح نہیں ہے جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے[۲]۔

ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے اور نسب باپ سے ہوتا ہے

سوال (۱۱۵۵) ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے یا نہیں، اور نسب کا اعتبار ماں سے ہے یا باپ سے۔

الجواب:- لڑکی ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے اور نسب کا اعتبار باپ سے ہوتا ہے۔ پس اگر باپ شریف خاندان کا ہے اور فرض کریں کہ زوجہ اس کی صحیح النسب نہیں ہے۔ تو اولاد کے نسب میں کچھ خرابی اور خلل نہ ہوگا[۳]۔

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۶۳۹ ج ۲۔ ظفیر۔ [۱] واذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لاقل من ستة اشهر منذ يوم تزوجها لم يثبت نسبه وان جاءت به لستة اشهر فصاعدا يثبت نسبه منه اعترف الزوج او سكت فان جحد الولادة يثبت بشهادة امرأة واحدة تشهد بالولادة حتى لو نفاه الزوج يلاعن لان النسب يثبت بالفراش القائم (هدايه باب ثبوت النسب ص ۴۱۱ ج ۲) ظفير۔ [۲] واما نكاح منكوحة الغير ومعتدته لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲) ظفير۔

[۳] كما في قوله تعالى "وعلى المولود له رزقهن" الآية سيق لاثبات النفقة وفي ذكر المولود له اشارة الى ان النسب للآباء (حاشيه رد المحتار باب الحيض ص ۲۹۵ ج ۱) ظفير۔

wwwe.besturdubooks.com

طلاق سے پہلے جو لڑکا پیدا ہو وہ شوہر کا ہے

سوال (۱۱۵۶) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی۔ اب وہ عورت دعویٰ کرتی ہے کہ لڑکا زید کے نطفہ سے ہے اور خورد و نوش کا دعویٰ عدالت میں دائر کیا ہے مگر کوئی پورا ثبوت نہیں تو کیا حکم ہے؟

الجواب:- اس صورت میں شرعاً نسب لڑکے کا زید سے ثابت ہے اور دعویٰ عورت کا صحیح ہے جیسا کہ درمختار میں ہے کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطاً فی مبتوتۃ جاءت بہ لاقل منھما من وقت الطلاق [1] الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر مطلقہ بائنہ وقت طلاق سے دو برس سے کم میں بچہ جنے تو وہ شوہر کا ہے۔

جمع بین الاختین والے کی اولاد کا نسب

سوال (۱۱۵۷) زید نے جمع بین الاختین کیا اور دونوں سے اولاد ہوئی۔ یہ بیویاں اور اولادیں جائز قرار پائیں گی یا نہیں، اور زید کے ترکہ کی وارث ہوں گی یا نہیں؟

الجواب:- جمع بین الاختین حرام ہے جس سے پیچھے نکاح کیا وہ باطل ہے، پہلا نکاح صحیح ہے۔ پس پہلی عورت سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب ہے اور وارث ترکہ پدری کی ہے اور دوسری عورت سے جس سے پیچھے نکاح ہوا، اس سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب نہیں ہے اور وارث نہیں ہے [2]۔

پردیسی کی بیوی کو زنا سے بچہ ہوا، اس کا نسب

سوال (۱۱۵۸) ایک شخص کسی شہر میں ملازم تھا اور اپنی زوجہ کو برابر خرچ روانہ کرتا رہا۔ یہاں اس کی زوجہ نے دوسرے مرد سے زنا کرایا، اس کے لڑکا پیدا ہوا۔ اب وہ شخص نوکری چھوڑ کر گھر آیا ہے، اب کس طرح

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۲ ج ۲ ظفیر

[2] فان تزوج اختین فی عقدتین ولا یدری ایتھما اولی فرق بینہ وبینھما لان نکاح احدھما باطل بیقین الخ (ھدایہ فصل المحرمات ص ۲۹۲ ج ۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

اپنی عورت کو ہمراہ رکھے اور نسب اس لڑکے کا اس سے ثابت ہے یا کیا؟

الجواب:- قال فی رد المحتار حیث قسم الفراش علی اربع مراتب. وقوی وهو فراش المنکوحة ومعتدة الرجعی فانه فیه لا ینتفی الا باللعان الخ اقول ومن شرائط اللعان کون القذف فی دار الاسلام اخرج دار الحرب لانقطاع الولایة الخ شامی[1]. وفی الدر المختار وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیة بینهما سنة فولدت لستة اشهر من تزوجها لتصور کرامة او استخدام فتح الخ[2].

پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نسب لڑکے کا شوہر سے ثابت رہے گا اگرچہ شوہر یہ کہے کہ میرا نہیں۔

مفتوح کی بیوی زنا کرائے اور اس کا اقرار کرے تو اس کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا اسکے شوہر سے	**سوال** (۱۱۵۹) زید کے دو لڑکے مفتوح و فاتح اور عمر کی ایک لڑکی ایلی ہے

مفتوح کا نکاح ایلی سے ہوا، اور فاتح نے ایلی سے زنا کیا اور اس کو فاتح سے حمل رہ گیا اس صورت میں اس حمل کا ذمہ دار کون ہے۔ آیا مفتوح ایلی کو طلاق دیدے یا ہم صحبت ہونے سے وہ مفتوح پر حرام ہوگئی ہے، ثبوت زنا سے پہلے مفتوح کی منکوحہ کے ایک لڑکی پیدا ہو کر مرگئی وہ کس کی ہوگی، اس کے پیدا ہونے سے پہلے بھی فاتح نے ایلی پر حملہ نیت بد سے کیا تھا۔ اور ایلی کا مہر مفتوح کے ذمہ ہے یا نہ اور بچہ کا نفقہ کس کے ذمہ ہے۔

الجواب:- حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاهر الحجر[3]

---

[1] رد المحتار باب اللعان ص ۸۶۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۷۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر [3] پوری حدیث یہ ہے عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال قام رجل فقال یا رسول الله ان فلانا ابنی عاهرت بامه فی الجاهلية فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا دعوة فی الاسلام ذهب امر الجاهلية الولد للفراش وللعاهر الحجر" رواه ابو داود (مشکوٰة باب اللعان ص ۲۸۷) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

اور فقہاء رحمہم اللہ نے بھی اس قاعدہ کے موافق منکوحہ کی اولاد کا نسب شوہر سے ثابت فرمایا ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں ایلی کی اولاد کا نسب مفتوح سے ثابت ہے اور حمل جو اب موجود ہے یہ بھی مفتوح کا ہے، اور مفتوح کے ذمہ ایلی کو طلاق دینا ضروری نہیں ہے اور صحبت کرنا ایلی سے جائز ہے، مفتوح پر اس کی زوجہ ایلی حرام نہیں ہوئی اور بالفرض اگر فاتح برادر مفتوح سے ایلی کا زنا ثابت ہو جاوے تب بھی ایلی اپنے شوہر مفتوح پر حرام نہیں ہوئی، اور ایلی کا مہر مفتوح کے ذمہ ہے۔ اگر مفتوح ایلی کو طلاق دے گا تو کل مہر ایلی کا مفتوح کے ذمہ واجب الاداء ہے۔ اور بچہ جو پیدا ہوگا اس کی پرورش کا نفقہ بھی بذمہ مفتوح[1] ہوگا۔

اولاد کا شوہر ثانی سے نسب

سوال (۱۱۴۰) عورتے را زوج خود ترک کردہ بموضع دیگر بود و باش اختیار نمود، بعد چند ماہ آں عورت بسوئے زوج چند آدمی فرستادہ تا کہ ازاں زوج طلاق بگیرند۔ پس آں چند آدمی از انجا آمدہ عورت مذکورہ را بہ شخص دیگر نکاح دارند، و نیز بہ ہمیں شخص و باولادہ آنکہ پیدا شدند از بطن آں عورت تخمیناً تا سی سال مواکلہ و مشاربت و معاشرت می نمودند۔ اکنوں ازاں چند آدمی دو یک نفر محض دنیوی دشمنی کردہ گویند کہ وقتیکہ برائے طلاق عورت مذکورہ بسوئے زوج اول رفتہ بودیم دراں وقت آں زوج طلاق نداد فلہٰذا ما فریب نمودہ یک شخص دیگر را زوج قرار دادہ و دیگر دو شخص را گواہ قرار دادہ از قاضی حکم آوردہ بزوج ثانی نکاح دادیم و آں عورت می گوید کہ من آں معاملہ ندانم مگر باوجود ایں چوں زوج اول بقصبۂ من آمدہ بود روبروئے دو سہ آدمی بار دیگر طلاق می گرفتم۔ آیا رجوع آں نفر معتبر شود یا نہ۔

---

[1] واذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد الا ان جاءت به لستة اشهر فصاعداً يثبت نسبه منه اعترف الزوج او سكت لان النسب يثبت للفراش القائم (ہدایہ باب ثبوت النسب ص ۴۲۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

الجواب :- دریں صورت قول آں چند کس رجوع کنندہ معتبر نشود و نسب اولاد از شوہر ثانی ثابت شود زیرانکہ النسب یحتاط فی اثباتہ کما فی رد المحتار فصل ثبوت النسب تنبیہ لم تسمع بینتہ ولا بینۃ دی تتہ علی تاریخ نکاحہا بما یطابق قولہ لانہا شہادۃ علی النفی معنی فلا تقبل والنسب یحتال لاثبات مہما امکن والامکان ہنا یسبق التزوج بہا سرًا بمہر یسیر وجہرًا باکثر سمعۃ ویقع ذلک کثیرًا وہذا جوابی لحادثۃ فلیتنبہ لہ شرنبلالیہ[1] رد المحتار جلد ۲

سوال (۱۱۶۱) جس سے زنا کیا تھا اس سے حمل کے بعد نکاح کیا تو بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا

ایک شخص نے ناجائز طور پر ایک عورت سے فعل بد کیا اور حمل رہ گیا تو نکاح اس عورت سے کر لیا، اس صورت میں وہ بچہ حلال ہوا یا حرامی اور شخص مذکور کی جائداد سے بچہ کو حصہ مل سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب :- اس شخص کا نکاح اس حاملہ عورت سے صحیح ہوگیا لیکن جو حمل نکاح سے پہلا ہے وہ ثابت النسب نہیں ہے اور جو بچہ پیدا ہوا وہ ولد الحرام ہے اور وارث نہیں ہے کما فی الحدیث المشہور الولد للفراش وللعاہر الحجر[2] فقط

سوال (۱۱۶۲) زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا

ہندہ اپنے حمل کے بارے میں زید ہی کا قبل از نکاح نطفہ ناجائز ثابت کرتی ہے اور زید کو اس سے انکار ہے۔ اپنے اپنے دعوے میں دونوں کے بیانات حلفیہ ہیں، شرعاً کس کا بیان قابل تسلیم ہے۔

الجواب :- زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا لقولہ علیہ السلام

---

[1] رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۶۶۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

الولد للفراش وللعاهر الحجر[1] پس وہ حمل زید زانی سے ثابت النسب نہ ہوگا اور ہندہ سے نسب اس کا ثابت ہے کیونکہ ولد زنا کا نسب صرف ماں سے ثابت ہوتا ہے اور ماں ہی کی میراث کا وہ بچہ مستحق ہوتا ہے۔

عورت جس مرد سے زنا کا دعویٰ کرتی ہے اس سے بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا

سوال (۱۱۶۳) سکینہ کا خاوند بکر مر گیا، سکینہ اور اس کا دیور زید ایک ہی مکان میں رہتے تھے، سکینہ دوسروں کے ہاں آیا جایا کرتی تھی، سکینہ کے ایک لڑکی حرامی پیدا ہوئی سکینہ کہتی ہے کہ زید کا نطفہ اور قسم کھاتی ہے۔ زید قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نے زنا نہیں کیا، اور سکینہ پرورش کا خرچہ زید سے طلب کرتی ہے شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:- محض شبہ سے یا عورت کے کہنے سے زید کا زانی ہونا ثابت نہ ہوگا اور زنا سے جو بچہ پیدا ہو، اس کا نسب کسی سے ثابت نہیں ہے اور نہ زید پر اس کا خرچ ونفقہ نہیں ہے، ماں سے اس کا نسب ثابت ہے اور ماں کے ذمہ ہی اس کا خرچ ہے[2]۔ فقط

قادیانی سے نکاح درست نہیں اور نہ اس سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا

سوال (۱۱۶۴) ایک شخص نے جو ابتداء سے قادیانی مذہب رکھتا تھا تقیہ کر کے یعنی چھپا کر مذہب کو ایک اہل السنت والجماعت مسلمان کی لڑکی سے عقد کیا لیکن قادیانی شخص ہنوز مذہب قادیانی رکھتا ہے۔ آیا یہ نکاح ابتداءً صحیح ہوا یا نہیں اور مہر ونفقہ عورت کو ملے گا یا نہیں اور بچہ کا نسب ثابت اور صحیح ہوگا یا نہیں اور بچہ کا خرچ اور پرورش کس کے ذمہ ہوگی۔

---

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر [2] ویرث ولد الزنا واللعان بجهة الام فقط لما قدمناه فی العصبات انه لا اب لهما (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب فی الغرقی والحرقی وغیرهم ص ۵۰۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

الجواب: - نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا، اور مہر و نفقہ کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور اولاد صحیح النسب اور ثابت النسب نہ ہوگی۔ البتہ ماں سے اولاد کا نسب ثابت ہوگا اور ماں کے ذمہ پرورش اور نفقہ بچہ کا لازم ہوگا، اور وراثت ماں سے جاری ہوگی کما فی الدر المختار ویرث ولد الزنا واللعان بجهة الام فقط لما قلمناه فی العصبات انه لا اب لهما۱۔ فقط

سوال (۱۱۶۵) جو لڑکی زید سے ہندہ کے نکاح میں رہتے ہوئے پیدا ہوئی، اس لڑکی کا نسب زید سے ثابت ہے یا نہیں، زید ہندہ کو یہ تہمت لگاتا ہے کہ تو زانیہ ہے اور یہ لڑکی میرے نطفہ سے نہیں ہے۔

(نکاح کے باوجود شوہر اگر کہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے تو کیا حکم ہے)

الجواب: - نسب لڑکی کا زید سے ثابت ہے۲۔

سوال (۱۱۶۶) ایک شخص کے چار زوجہ موجود ہیں ان سے اولاد بھی ہے۔ موجودگی چار ازدواج کے خامس عورت کے ساتھ نکاح کیا اس سے بھی اولاد پیدا ہوگئی اب شخص مذکور مر گیا، عورت پنجم اور اس کی اولاد میراث پاوے گی یا نہ اور عورت پنجم کی اولاد جائز ہے یا نہیں اور پنجم عورت کی ساتھ نکاح فاسد تھا یا باطل، ہر ایک کے احکام علیحدہ از قسم میراث و عدت و نسب وغیرہ بیان فرمادیں۔

(چار بیوی کے رہتے ہوئے پانچویں سے شادی اور اس سے جو اولاد ہوئی اس کے نسب کا حکم)

الجواب: - درمختار میں ہے ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد الا وهو الذی فقد شرطا من شرائطها الصحة کشهود وبالوطء قوله کشهود، ومثله تزوج الاختین معا ونکاح الاخت فی عدة الاخت

۱؎ الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الفرائض ص ۵۸۲-۲/۵ ظفیر۔

۲؎ الولد للفراش وللعاهر الحجر (ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۸۶) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

ونکاح المعتدة والخامسة فی عدة الرابعة او ان النسب یثبت فیہ والعدة ان دخل[1] شامی صفحہ ۳۵ ج ۲۔

الحاصل اس بارے میں عبارت فقہاء مختلف ہیں، بعض عبارات سے ثبوت عدت وثبوت نسب ظاہر ہوتا ہے اور بعض سے اس کا عکس، لیکن باب نسب میں چونکہ احتیاط کی جاتی ہے اور مہما امکن نسب کو ثابت کیا جاتا ہے اس لئے اولاد کا نسب ثابت کیا جاوے گا اور میراث کا حکم کیا جاوے گا اور نکاح فاسد و باطل ہیں۔ عدت کے سوا، دیگر امور میں کچھ فرق نہیں ہے کما فی الشامی صفحہ ۳۵ ج ۲ والحاصل انہ لا فرق بینہما ای الفاسد والباطل فی غیر العدة اما فیہا فالفرق ثابت[2]

مطلقہ ثلثہ سے بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح سے جو بچہ ہو اس کا کیا حکم ہے

سوال (۱۱۶۷) جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے اور پھر نکاح کرے تو اولاد حلال ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ مطلقہ ثلثہ سے بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنا حرام ہے اور معصیة ہے اور بعد نکاح جو اولاد ہوگی نسب اس کا ثابت ہوگا احتیاطاً[3]۔ فقط

حالت کفر کے شوہر سے جو بچہ ہو اس کا نسب اسی سے ہوگا

سوال (۱۱۶۸) ایک ہندو عورت نے بحالت بلوغ برضامندی خود مذہب ہندوؤں کو ترک کرکے دین اسلام قبول کیا اور بعد دو چار یوم کے الٰہی بخش سے نکاح کیا، بعد نکاح بیان

---

[1] رد المحتار باب المہر مطلب فی النکاح الفاسد ص ۳۵۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً ص ۳۵۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[3] وعدة المنکوحة نکاحا فاسدا ۱۲ لکن الصواب ثبوت العدة والنسب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدة ص ۸۳۳ ج ۲) قال الحلوانی ہذہ المسئلة تدل علی ان الفرا اش ینعقد بنفس العقد فی النکاح الفاسد ۱۲ فہذا صریح فی ثبوت النسب فیہ (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۶ ج ۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

کیا کہ مجھے پہلے بند دخاوند کا دو ماہ کا حمل ہے، چنانچہ سات ماہ گذرنے پر لڑکی پیدا ہوئی، یہ لڑکی کس کی ہے اور یہ نکاح نو مسلمہ کا الٰہی بخش سے جائز ہوا یا نہیں۔

الجواب:- حسب تصریح فقہاء حنفیہ اسلام لانے سے دو چار روز بعد اس عورت نو مسلمہ کا نکاح جو الٰہی بخش کے ساتھ ہوا باطل و ناجائز ہوا، اور نسب اس کی دختر کا شوہر اول سے ہے[1]۔ فقط

بچہ زنا سے ہوا اگر دونوں میں سے کسی کو اقرار نہیں، تو بچہ شوہر کا ہوگا

سوال (۱۱۶۹) زید کا فرزند پردیس سے چھ ماہ یا برس روز کے بعد واپس آیا، اس کو معلوم ہوا کہ میری بیوی کے ساتھ میرے والد نے یہ حرکت کی کہ اس سے بدفعلی کی اور اس کے دو گواہ ایک زید کا فرزند خورد اور ایک زید کی بیوی، لیکن نہ معلوم اس نے کس وجہ سے اپنی بیوی کو نہ چھوڑا، اور اس کے خاوند کے نطفہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا، اور زید کا نطفہ نہ ٹھہرا تھا اور عورت اپنے فعل کا اقرار نہیں کرتی اور زید بھی اقرار نہیں کرتا تو اس حالت میں وہ لڑکا حلالی کہلائیگا یا حرامی۔ زید کے فعل سے طلاق ہو گئی یا نہیں اور مہر واجب ہے یا نہیں، اور ایسے شخص کے ساتھ بیٹے کو سلوک کرنا چاہیئے یا نہیں۔

الجواب:- وہ بچہ شوہر کے نطفہ سے ہی قرار دیا جاوے اور نسب اس کا اس سے ثابت ہوگا اور حرامی نہ سمجھا جاوے گا اور وہ عورت اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور مہر بذمہ شوہر لازم ہے، کیونکہ جب وہ عورت اور زید اقرار زنا کا نہیں کرتے اور گواہی کافی موجود نہیں تو زنا ثابت نہیں ہے، اور جب کہ زنا

---

[1] ومن هاجرت الینا مسلمة حاملا بانت بلا عدة فیحل تزوجها اما الحامل فحتی تضع علی الاظهر لا للعدة بل لشغل الرحم بحق الغیر (در مختار) فان هذه حملها ثابت النسب (رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۳ ج ۲) ظفیر

ثابت نہیں ہے تو بیٹے کو باپ کی طرف بدگمانی نہ کرنی چاہیئے اور بدسلوکی نہ کرنی چاہیئے۔

نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہو وہ حلالی ہوتا ہے

سوال (۱۱۷۰) ایک عورت بیوہ بالغہ نے ایک شخص سے نکاح کرلیا۔ سات ماہ چار یوم میں اس کے لڑکی پیدا ہوئی۔ اور قبل عقد یہ شہرت تھی کہ اس کو حمل ہے۔ اب نکاح کرانے والے اور عورت کے کنبہ والوں کے ساتھ متارکت کرنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ شریعت میں مدت حمل کی کم سے کم چھ ماہ ہیں۔ پس نکاح سے چھ ماہ پورے ہونے کے بعد جو بچہ عورت کے پیدا ہو وہ اسی شوہر کا ہے اور نسب اس بچہ کا اس سے ثابت ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاہر الحجر[1] پس بموجب اس حدیث شریف کے وہ لڑکی اسی شوہر سے ہے جس کے نکاح کو سات ماہ چار یوم ہوئے۔ اس میں کچھ شبہ نہ کرنا چاہیئے اور عورت کو تہمت زنا کی نہ لگانی چاہیئے۔ اور زوجین اور ان کے قرابت داروں سے متارکت نہ چاہیئے کہ یہ گناہ ہے۔

غیر مطلقہ سے شادی درست نہیں اور اس کی اولاد ولد الزنا ہوگی۔

سوال (۱۱۷۱) زید اپنی زوجہ کی خبر گیری نہیں کرتا تھا۔ ناچار زوجہ کے باپ نے زید سے کہا کہ تم اپنی زوجہ کو بلالو یا طلاق دیدو تاکہ اس کا عقد ثانی ہی کر دیں وہ مہر معاف کرتی ہے۔ زید نے کہا کہ چاہے وہ کسب کرے چاہے نکاح ثانی کرے ہماری بلا سے۔ زوجہ زید محمود سے نکاح ثانی کرنے پر آمادہ ہوگئی اور محمود بھی تیار ہوگیا۔ لیکن باوجود کوشش کے کسی نے ان کا نکاح نہیں پڑھا مجبوراً دونوں ایک دوسرے کو میاں بیوی کہنے لگے اور رہنے سہنے لگے، زید بھی خاموش ہوگیا، اولاد بھی ہوئی، غرضیکہ بیس سال سے زیادہ گذر گیا اور یہ دونوں

---

[1] ترمذی باب ماجاء فی ان الولد للفراش ص۱۳۶ ۱۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

مع اپنے بچوں کے مثل میاں بیوی کے رہتے ہیں، غالباً زید فوت بھی ہو گیا، کیا یہ اولاد حلالی ہے اور اپنے باپ زید کے ترکہ کی وارث ہوگی یا نہیں۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے بھی نزدیک جائز ہو تو تحریر فرمائیں۔

الجواب:- زید نے کوئی بات صاف نہ کہی جس سے وقوع طلاق کا حکم کیا جاوے اور جب کہ زید نے طلاق نہیں دی تو دوسرا عقد اس کی زوجہ کا شرعاً درست نہیں ہوا[1]۔ اور صورت مسئولہ میں نکاح بھی نہیں کیا گیا ویسے ہی وہ عورت محمود کے ساتھ رہنے لگی اور میاں بیوی کہنے لگے تو اس صورت میں جو اولاد ہوئی وہ ولد حرام ہے اور نسب اولاد کا محمود سے ثابت نہیں ہے۔ اور کسی امام کے نزدیک بھی نکاح اس صورت میں نہیں ہوا، اور نسب باپ سے ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا ان میں میراث بھی جاری نہ[2] ہوگی۔ فقط

سوال (۱۱۷۲) چھ مہینے سے کم میں جو بچہ ہوا وہ ثابت النسب نہیں

زید کی ہمشیرہ سے عمر نے ۲۱ رشعبان ۱۳۳۷ھ کو عقد کیا اور زید کی ہمشیرہ کے ۶ صفر ۱۳۳۸ھ کو لڑکی تولد ہوئی، نکاح عمر کا ساقط ہوا یا جائز رہا۔

الجواب:- نکاح صحیح ہے نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا، لیکن وہ دختر جو بوقت نکاح عمر سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوئی ہے نسب اس کا عمر سے شرعاً ثابت نہیں[3] ہے۔ فقط

---

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر … فلم یقل احد بجوازہ اصلاً (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر [2] ویرث ولد الزنا والعان بجہۃ الام فقط لما قدمناہ فی العصبات انہ لا اب لہما (سراجی) ظفیر [3] اکثر مدۃ الحمل سنتان … واقلہا ستۃ اشہر اجماعاً (در مختار باب الرجعۃ ص ۸۵۵ ج ۲) ظفیر۔

ولدالزنا سے جو اولاد ہوئی وہ ثابت النسب ہے

سوال (۱۱۷۳) زید ہندہ کنواری کے ساتھ زنا کرتا رہا، جب ہندہ نے خود کو پنج شش ماہہ حاملہ محسوس کیا تو زید کو کہا کہ اس حالت میں مجھے میرا باپ بھائی مار ڈالیں گے، لہٰذا تو مجھے بھگا کرلے چل یا میں خودکشی کرتی ہوں، پس اس بنا پر زید ہندہ کو بھگا کرلے گیا۔ ہندہ کے بکر پیدا ہوا جب ہندہ مرگئی تب زید وطن مالوفہ میں آیا، زید کا نکاح ہندہ کے مرتے وقت تک نہ معلوم ہے کہ آیا ان کا نکاح بعد ازاں بھی ہوا یا نہ۔ اس وقت عدم ثبوت نکاح کے دو وجہ ہیں ایک تو اس زمانہ کے لوگ مرگئے ہیں، جس کو عرصہ ستر برس سے زیادہ گذر چکا ہے دوسرے یہ کہ ہندہ کا نکاح نہ اس وقت مشتہر تھا نہ اب۔ اور زید نے اپنی حیات میں بکر کو اپنی املاک سے محروم کردیا تھا، زید نے واپس آکر دوسری شادی بموجب شرع شریف کرلی، جس سے تین لڑکے پیدا ہوئے، ایک تو مرگیا باقی دو لڑکے عمرو اور خالد حیات ہیں جو ورثہ پدری کے متصرف اور قابض ہیں۔

بکر جس کو ولدالزنا کہا جاتا ہے کسی اور جگہ اپنی شادی کرلی جس سے دو بیٹے شاکر و حارث پیدا ہوئے اور خود مرگیا، زید کے مرنے کے بعد اس وقت شاکر ۴۵ برس کا اور حارث ۳۸ برس کا۔ اب شاکر و حارث عمرو اور خالد سے ورثہ جد کا طلب کرتے ہیں آیا شرعاً دونوں مدعی وارث ہوسکتے ہیں یا نہیں، اور صورت مسئولہ میں نکاح زید کا ہندہ سے ثابت ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں شاکر اور حارث کو جو کہ بکر کے بیٹے ہیں اور مدعیان وراثت ہیں ان کو حصہ ترکہ زید سے ملے گا یعنی جس قدر حصہ بکر کو پہنچا اس کے وارث اس کے دونوں پسر شاکر و حارث ہوں گے اور جب کہ شاکر و حارث مدعی اس امر کے ہیں کہ ہمارا باپ بکر زید کا بیٹا تھا اور صحیح النسب تھا اس کا حصہ ہم کو ملنا چاہئے۔ تو شریعت میں ان کا قول معتبر ہوگا اور دعوی صحیح ہوگا کیونکہ

فقہاء نے لکھا ہے کہ نسب کے بارے میں بہت احتیاط کی جاتی ہے، پس جب کہ علم اس کا نہیں ہے کہ زید کا ہندہ سے نکاح ہوا یا نہیں تو زید کا نکاح ہندہ سے شرعاً تسلیم کیا جاوے گا اور یہ سمجھا جاوے گا کہ زید کا نکاح ہندہ سے خفیہ ہو گیا ہوگا یعنی دو گواہوں کے سامنے جس کی خبر عام طور سے مشتہر نہ ہوئی۔ پس حاصل یہ ہے کہ اگر زید کا ایک لڑکا یعنی عمر اور خالد کا بھائی زید کی حیات میں فوت ہو چکا تھا تو اس صورت میں زید کے مرنے کے بعد اس کی وارث تین پسر ہوئے بکر و عمر و خالد۔ ان تینوں کو بحصہ مساوی ترکہ زید کا ملے گا اور حصہ بکر کا اس کی پسران شاکر و حارث کو ملے گا۔ شامی جلد ثانی باب ثبوت النسب میں ہے لا تسمع بینته ولا بینة ورثته علی تاریخ نکاحها بما یطابق قوله لانها شهادة علی النفی معنی فلا تقبل والنسب یحتال لاثباته مهما امکن[1] الخ ۱۲ ص ۶۲۲ الحاصل نفی نکاح پر شہادت معتبر نہیں ہوتی، اور زید کا محروم کر دینا بکر کو املاک سے شرعاً معتبر نہیں ہے، بعد مرنے زید کے بکر وارث اس کا ہوگا۔

نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہو گا ثابت النسب ہوگا

سوال (۱۱۷۴) اگر نکاح سے چھ مہینہ بعد لڑکا پیدا ہوا تو وہ ثابت النسب ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- وہ ولد ثابت النسب ہے، ناکح سے نسب اس کا ثابت[2] ہے۔ فقط

معروف النسب کا نسب کسی کے کہنے سے ختم نہیں ہوتا ہے

سوال (۱۱۷۵) زید کی زبانی و تحریری اقرار سے اور سرکاری کاغذات سے عمر کا زید کا بیٹا ہونا

---

[1] رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۶۲۳ و ص ۶۲۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] فولدت لنصف حول من نکحها الخ مذ نسبه لتصور الوطی حالة العقد ولو ولدته لاقل منه لم یثبت (الدر المختار علی هامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۶۲۶ ج ۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

ثابت ہوتا ہے، کیا دو تین ٹرسٹیوں کے یہ کہنے سے کہ رجسٹر پیدائش میں ماں کے نام سے داخلہ ہے اسلئے بیٹا ہو سکتا ہے یا نہیں، کیا باپ کے اقرار سے ٹرسٹیوں کے کہنے کی زیادہ وقعت ہو سکتی ہے یا نہیں، تمام اہل شہر وغیرہ عمر کو زید کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں، اور ٹرسٹی بھی عمر کو وقف میں سے تنخواہ دیتے ہیں اگرچہ زید عمر کو دستاویز وقف میں محروم کر گیا ہو۔ اس صورت میں عمر زید کا بیٹا اور نسب عمر کا زید سے ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب:- شامی میں ہے والنسب یحتال فی اثباتہ مھما امکن[1] یعنی نسب کے ثابت کرنے میں جہاں تک ممکن ہو احتیاط کی جاتی ہے اور نسب ثابت کیا جاتا ہے، پس معروف النسب کا نسب ٹرسٹیوں کے کہنے سے منتفی نہیں ہو سکتا اور جب کہ زید کا زبانی و تحریری اقرار عمر کے بیٹا ہونے کا ہے اور عام لوگ بھی اس کو جانتے ہیں تو اب وہ نسب کسی کے نفی کرنے سے اور انکار کرنے سے منتفی نہ ہوگا اور زید نے اگر اس کا کچھ حصہ دستاویز وقف میں نہ رکھا تو اس سے عمر کا نسب زید سے منتفی نہیں ہوا۔

نکاح کے بعد بچہ زنا سے ہوا وہ بھی شرعاً ثابت النسب کہا جائیگا

سوال (۱۱۷۶) ہندہ زید کی منکوحہ غیر مدخولہ ہے۔ زید بعد عقد رنگروٹ ہو کر چلا گیا جب واپس آیا تو اس کو حاملہ پا کر طلاق دیدی شرعاً یہ حمل ثابت النسب ہے یا زنا کا۔ ہندہ کا نکاح قبل وضع حمل زانی یا غیر زانی سے درست ہے یا نہیں۔ ایسی عورت کیواسطے عدت طلاق ہے یا نہیں۔

الجواب:- شرعاً حمل مذکور ثابت النسب ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ

---

[1] رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۶۲۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[1] وھٰکذا فی کتب الفقہ اور چونکہ وہ حمل ثابت النسب ہے اور مطلقہ مذکورہ عدت میں ہے اور عدت اس کی وضع حمل پر پوری ہوتی ہے، لہٰذا نکاح اس کا قبل وضع حمل زانی وغیر زانی سے درست نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ[2]۔ فقط

نکاح باطل سے جو اولاد ہو، اس کو ثابت النسب کہا جائے گا

سوال (۱۱۷۷) زید وہندہ دونوں رشتہ میں پھوپی زاد بھائی بہن ہیں، اور دونوں نے ایک ماں کا دودھ پیا ہے۔ زید کا نکاح ہندہ کی دختر زبیدہ سے ہوگیا اور پانچ بچے ہونے کے بعد یاد آیا کہ زید وہندہ نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے، اس نکاح کا کیا حکم ہے اور یہ بچہ حلالی ہیں یا حرامی اور نکاح لڑکیوں کا ثابت النسب لڑکوں سے جائز ہے یا نہ

الجواب:- جب کہ زید وہندہ نے ایک عورت کا دودھ پیا بحالت شیرخوارگی تو زید وہندہ رضاعی بھائی بہن ہوگئی اور ہندہ کی دختر زید کی بھانجی رضاعی ہوئی۔ لہٰذا نکاح زید کا ہندہ کی دختر سے ناجائز اور باطل ہے۔ اور ثبوت النسب میں اختلاف روایات ہے، احوط یہ ہے کہ نسب اولاد کا ثابت کہا جاوے اور اولاد کو ولد الحرام نہ کہا جاوے، اور نکاح ان لڑکیوں کا صحیح النسب لڑکوں سے درست[3] ہے۔

---

[1] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۳۶ ج ۱، ۱۲ ظفیر۔ [2] سورۃ البقرہ ع ۳۰ رکوع ۶، ۱۲ ظفیر۔ [3] والنسب یحتال لاثباتہ مھما امکن (رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۶۴۳ ج ۲) ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدۃ وثبوت النسب الخ (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

زمانہ عدت میں نکاح سے جو اولاد ہو اس کا نسب

سوال (۱۱۷۸) اگر زید نے مطلقہ سے عدت میں نکاح کیا اور فوراً ہی حمل قرار پا گیا تو یہ نکاح جائز اور اولاد حلال ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- وہ نکاح ناجائز اور باطل ہے اور نسب اولاد کا ثابت ہے[1]

شوہر کے مرنے کے بعد دو برس کے اندر بچہ ہو تو وہ ثابت النسب کہا جائے گا

سوال (۱۱۷۹) عمر کے فوت ہونے سے بائیس ماہ کے بعد عمر کی زوجہ ہندہ بیوہ کے لڑکا پیدا ہوا، شرعاً یہ لڑکا عمر کا متصور ہوگا یا کیا حکم ہے۔

الجواب:- عورت متوفی عنہا زوجہا کے اگر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہو تو وہ شوہر متوفی سے ثابت النسب ہے ولد الحرام کہنا اس کو درست نہیں ہے، اور صورت مسئولہ میں چونکہ بائیس ماہ میں بچہ پیدا ہوا جو کہ دو برس سے کم مدت ہے تو بالیقین نسب اس بچہ کا شوہر متوفی سے ثابت ہے قال فی الدر المختار ویثبت نسب ولد معتدۃ الموت لا قل منہما من وقتہ ای الموت[2]

ترجمہ اور ثابت ہوتا ہے نسب ولد معتدہ موت کا وقت موت سے دو برس سے کم میں

شوہر ثانی سے چھ ماہ سے کم میں بچہ ہو یا شوہر اول کی وفات کے دو سال سے زیادہ میں تو ثابت النسب ہوگا

سوال (۱۱۸۰) ایک شخص نے عورت حاملہ سے نکاح کیا چار پانچ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا اس کے بعد شوہر نے اس عورت کو طلاق دیدی۔ اور بوقت ولادت پہلے شوہر کے انتقال کو دو سال یا کچھ کم مدت ہوتی ہے، لہٰذا

---

[1] ومثلہ فی البحر ھناک بالتزوج بلا شہود وتزوج الاختین معا والاخت فی عدۃ الاخت ونکاح المعتدۃ اذا ای ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدۃ وثبوت النسب (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۰ ج ۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

وہ بچہ پہلے شوہر کا ہوگا یا ثانی کا۔ اور نفقہ اس کا کس کے ذمہ ہوگا، اور وارث کس کا ہوگا۔

الجواب:۔ حاملہ متوفی عنہا زوجہا سے نکاح صحیح نہیں ہے اور جو بچہ نکاح ثانی سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو وہ شوہر ثانی کا نہیں ہے، اور شوہر اول سے ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ وفات شوہر اول سے دو برس سے کم میں وہ بچہ پیدا ہوا ہو۔ اگر پورے دو برس میں یا اس کے بعد پیدا ہوا تو وہ بچہ شوہر اول کا نہیں ہے، اس کی طرف نسبت نہ ہوگا اور نہ شوہر ثانی کا ہے بلکہ ولد الزنا ہے اور ان دونوں میں سے کسی کے ذمہ بھی اس کا نفقہ نہیں ہے۔ اور اگر شوہر اول کی وفات سے دو برس سے کم میں وہ بچہ پیدا ہوا تو شوہر اول سے نسب اس کا ثابت ہے اور وہ اس کا وارث ہوگا۔[1] فقط

نکاح کے دس ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۱۸۱) زید اپنی بیوی کو اپنے بھائی خالد کے حوالہ کر کے جنگ پر چلا گیا۔ دس ماہ بعد بچہ پیدا ہوا مخالف کہتے ہیں کہ یہ بچہ خالد کا ہے اور خالد وزینب دونوں زانی وزانیہ ہیں۔ اسی وجہ سے خالد کو برادری سے خارج کرنا کیسا ہے اور بچہ زید کا ہے یا خالد کا۔

الجواب:۔ شرعاً وہ بچہ زید کا ہے اور نسب اس کا زید سے ثابت ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاہر الحجر[2] پس خالد اور زینب کو زانی و مزنیہ کہنے والے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں، ان کو توبہ کرنی چاہیے اور اس اتہام ناجائز کی بناء پر خالد کو برادری سے خارج کرنا جائز

---

[1] ویثبت نسب ولد معتدۃ الموت لاقل منہما من وقتہ ای الموت اذا کانت کبیرۃ (درمختار) لاقل منہما ای من سنتین (رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۸۴/۲) ظفیر۔ [2] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۳۶ ۱۲ ظفیر۔

نہیں ہے اور اہل وطن کا اس مولود ثابت النسب کو ولد الحرام کہنا صریح حدیث الولد للفراش کا خلاف ہے لہٰذا وہ عاصی و فاسق ہیں توبہ کریں۔

شوہر سے ملنے کے سات ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ شوہر کا ہے

سوال (۱۱۸۲) ایک عورت بعد شادی کے دو سال تک اپنے خاوند کے پاس رہی، پھر دو سال تک خاوند سے جھگڑا ہونے پر والدین کے گھر رہی پھر جب خاوند کے گھر آئی تو ساڑھے سات ماہ میں بچہ پیدا ہوا، یہ بچہ خاوند کا ہے یا غیر کا۔

الجواب:- شرعاً وہ بچہ خاوند کا ہی سمجھا جاوے گا اور نسب اس کا اسی سے ثابت ہے لقولہ علیہ السلام الولد للفراش[1] الحدیث فقط

بچہ کا نسب باپ سے ہوتا ہے

سوال (۱۱۸۳) زید کا باپ شیخ یا سید ہے تو زید اور اس کی اولاد شیخ یا سید شمار ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- نسب باپ کی طرف سے ہوتا ہے جس کا باپ شیخ یا سید ہے وہ بھی شیخ یا سید ہے اور اس کی اولاد آگے کو بھی[2]۔

طلاق کے بعد دو برس سے کم میں بچہ ہو تو وہ حلالی ہوگا ورنہ حرامی

سوال (۱۱۸۴) بعد طلاق بائن دوران عدت میں بلا عقد ثانی زید و ہندہ میں تعلق زن و شو کا قائم ہو گیا تو اولاد حلالی ہے یا حرامی۔

الجواب:- طلاق کے وقت سے اگر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب شوہر مطلق سے ثابت ہے اور وہ بچہ ولد الحلال ہے اور اگر دو برس یا زیادہ میں پیدا ہوا تو دعویٰ سے نسب ثابت ہوتا ہے ورنہ نہیں، یعنی اگر مطلق

---

[1] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۳۶ ۱۲ ظفیر

[2] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الولد لصاحب الفراش (الفراش کنایۃ عن الزوج) (بخاری مع حاشیہ ص ۹۹۹/۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

کہے کہ یہ بچہ میرا ہے تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہ ہوگا کما فی الدر المختار کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطاً فی مبتوتۃ جاءت لاقل منھما من وقت الطلاق[۱] ولو لتمامھا لا یثبت النسب الا بدعوتہ لانہ التزمہ (درمختار) ولہ وجہ بان وطأھا بشبھۃ فی العدۃ۔ ھدایہ وغیرھا (شامی)

چچا کے کئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ

سوال (۱۱۸۵) مسماۃ عائشہ نابالغہ کے باپ کا انتقال ہوگیا تھا، اس کا چچا اور والدہ وغیرہ موجود تھے، عائشہ صغیرہ کے چچا نے اس کا نکاح جزیرہ مورس میں کردیا تھا، مگر عائشہ کی والدہ وغیرہ اس نکاح سے ناخوش تھی نہ ان کے مشورہ سے یہ نکاح ہوا تھا۔ عائشہ کی ماں نے دو عالموں سے یہ واقعہ بیان کر کے مسئلہ دریافت کیا اور نکاح فسخ کرانا چاہا مولوی صاحبان نے فرمایا کہ نکاح تو ہوچکا، لیکن اگر تم نکاح فسخ کرانا چاہتی ہو تو جب لڑکی بالغ ہو تب کسی عالم سے فسخ کرالینا، کیونکہ اس وقت قاضی شرعی کوئی نہیں ہے، پس جب لڑکی بالغ ہوئی تو اس لڑکی کی استدعاء پر علمائے مذکورین نے نکاح فسخ کیا اور عائشہ کے چچا کو مورس خبر پہنچائی انھوں نے سکوت کیا۔ اس زمانہ میں حافظ محمد سلیمان صاحب افریقہ میں تھے ان کو اس واقعہ کی مطلقاً خبر نہ تھی۔ چار پانچ سال کے بعد جب حافظ صاحب واپس آئے تو علماء مذکورین اور باشندگان راندیر کی یہ رائے ہوئی کہ عائشہ کا نکاح حافظ صاحب سے ہوجائے، کیونکہ اقرباء میں سے ہیں ہر دو مولوی صاحبان مذکور و دیگر علماء کا اس پر اتفاق تھا کہ نکاح اول فسخ ہوچکا ہے لہٰذا وہ سب اس سعی میں تھے کہ نکاح عائشہ کا حافظ صاحب موصوف سے ہوجاوے۔ اور مسماۃ عائشہ بالغہ بھی اس وجہ سے کہ وہ یہ سمجھتی تھی کہ میرا پہلا نکاح فسخ ہوچکا ہے،

---

[۱] دیکھئے رد المحتار علی ہامش الدر المختار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۵۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

حافظ صاحب سے نکاح کرنے پر راضی تھی، الحاصل حافظ صاحب کا نکاح مسماۃ عائشہ سے ہوگیا، اور اس نکاح میں راندیر، سورت اور اطراف کے معزز علماء شریک تھے، حافظ صاحب کے ایک دختر مسماۃ عائشہ سے پیدا ہوئی جو موجود ہے اور مسماۃ عائشہ کا انتقال ہوچکا ہے۔ پس سوال یہ ہے کہ اس صورت میں نکاح اول مسماۃ عائشہ کا فسخ ہوگیا یا نہیں، اور نکاح ثانی صحیح ہوا یا نہیں، اور اس لڑکی کا نسب حافظ صاحب سے ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب:- روایات فقہیہ سے یہ ظاہر ہے کہ چچا کے کئے ہوئے نکاح کو نابالغہ بعد بلوغ کے فسخ کراسکتی ہے، لیکن اس فسخ کے لئے قضاء قاضی شرط ہے، بدون قضاء قاضی وہ نکاح فسخ نہ ہوگا کما فی الشامی فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء فلذا افتی ع علیہ بقولہ فیتوارثان فیہ ای فی ھذا النکاح قبل ثبوت فسخہ[1] اور کوئی عالم اس بارے میں قائم مقام قاضی ہوکر نکاح کو فسخ نہیں کرسکتا۔ البتہ اگر فریقین کسی کو حکم مقرر کردیں تو حکم قائم مقام قاضی ہوسکتا ہے اور حسب قاعدہ نکاح فسخ کرسکتا ہے بہرحال صورت مسئلہ میں نکاح سابق فسخ نہیں ہوا۔ لیکن ایسی غلطی میں اگر لاعلمی سے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا جاوے اور شوہر ثانی سے اولاد ہو تو مفتی بہا روایت کے موافق نسب اولاد کا شوہر ثانی سے ثابت ہوتا ہے۔ پس صورت مسئولہ میں اس لڑکی کا نسب حافظ محمد سلیمان صاحب شوہر ثانی سے شرعاً ثابت ہے ولد الزنا کہنا اس کو ناجائز اور حرام ہے۔ درمختار میں ہے غاب عن امرأتہ فتزوجت باٰخر وولدت اولاداً ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی علی المذہب الذی رجع الیہ الامام وعلیہ الفتوی کما فی الخانیۃ

---

[1] رد المحتار باب الولی ص۴۲۱ ج۲، ۱۲ ظفیر

والجوهرة والكافى وغيره ا ه وفى الشامى قوله غاب عن امرأته شامل لما اذا بلغها موته اوطلاقه فاعتدت وتزوجت ثم بان خلافه ولما اذا ادعت ذلك ثم بان خلافه شامى جلد ثانى ص۱۳ فصل فى ثبوت النسب - وايضاً فى الدر المختار فى بيان حكم النكاح الفاسد لكن الصواب ثبوت العدة والنسب وفى الشامى فهذا صريح فى ثبوت النسب فيه ا ه وفى الدر المختار والموطوءة بشبهة ومنه تزوج امرأة الغير عالما بحالها ا ه

ان عبارات سے واضح ہے کہ صورت مذکورہ فی الحال میں نسب لڑکی کا شوہر ثانی حافظ محمد سلیمان سے ثابت ہے -

دو برس کے اندر جو بچہ پیدا ہو وہ باپ کا ہوتا ہے

سوال (۱۱۸۶) زید اپنی بیوی کو اس کے والدین کے سپرد کر کے سفر کو چلا گیا - پندرہ ماہ بعد واپس آیا تو اس کی بیوی کے لڑکا پیدا ہوا - اب زید کہتا ہے کہ یہ لڑکا میرا نہیں، اس کی بیوی کہتی ہے کہ لڑکا تیرا ہے اب وہ لڑکا زید کا سمجھا جائے یا ولد الزنا -

الجواب:- وہ لڑکا زید کا ہے ولد الزنا نہیں ہے - زید سے ہی اس کا نسب ثابت ہے شرعاً دو برس تک بچہ شکم میں رہ سکتا ہے کذا فی کتب الفقہ

له دیکھئے رد المحتار علی هامش الدر المختار فصل فى ثبوت النسب ص۸۶۸ ج۲ ۱۲ ظفیر ۲ه دیکھئے رد المحتار علی هامش الدر المختار باب العدة مطلب فى النكاح الفاسد والباطل ص۸۳۶ ج۲ ۱۲ ظفیر ۳ه الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص۸۳۶ ج۲ ۱۲ ظفیر ۴ه اکثر مدته الحمل سنتان الخ فيثبت نسب ولد معتدة الرجعى الخ وان ولدت لاكثر من سنتين الخ كما يثبت بلا دعوة احتياطا فى مبتوتة جاءت به لاقل منهما الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۵۵ ج۲) ظفیر

جو بچہ نکاح کے چار ماہ بعد پیدا ہوا وہ صحیح النسب نہیں

سوال (۱۱۸۷) ایک لڑکی کے والدین نے اس کا نکاح ایک لڑکے سے کردیا، نکاح سے چار مہینہ کے اندر اس دختر کے لڑکا سالم و مکمل مع کل عضو کے مثل بچہ نو ماہ کے پیدا ہوا، اور زندہ ہے ایسے بچہ کا نسب ثابت ہوگا یا نہیں اور دین مہر جب کہ وہ ایام حمل حرام میں ہوا اس لڑکے یعنی شوہر کے ذمہ واجب ہوگا یا نہیں، اور ایام حمل میں جو نکاح ہوا یہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں نکاح اس کا ہوگیا اور اگر شوہر نے وطی اس سے کی ہے تو مہر تام بذمہ شوہر لازم ہوگیا قال فی الدر المختار وصح نکاح حبلیٰ من زنا لا حبلیٰ من غیرہ الخ وان حرم وطؤھا حتی تضع الیٰ ان قال) لو نکحھا الزانی حل لہ وطؤھا اتفاقاً[1] الخ لیکن اگر بچہ چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا ہے وقت نکاح سے تو نسب اس کا شوہر سے ثابت نہیں ہے ھکذا فی کتب الفقہ قال فی الدر المختار اکثر مدۃ الحمل سنتان و اقلھا ستۃ اشھر اجماعاً در مختار[2] وفی باب المھر عنہ وینا کد عند وطی او خلوۃ صحت من الزوج[3] الخ۔ فقط۔

شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہو اس کا نسب ثابت نہ ہوگا

سوال (۱۱۸۸) ایک عورت کو اس کے خاوند کے انتقال کے وقت چار مہینہ کا حمل تھا، شوہر کے انتقال کے چار سال تین ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا۔ کیا وہ لڑکا

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار فصل فی المحرمات ص ۳۸۹ ج ۲۔ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المختار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۵۵ ج ۲ ولابان ولد تہ لاقل من ستۃ اشھر لا یثبت النسب وھذا قول محمد وبہ یفتیٰ (باب العدۃ ص ۸۳۶) ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب المہر ص ۴۵۰ ج ۲۔ ظفیر

ثابت النسب اور اپنے باپ کا وارث ہوگا یا نہ۔

الجواب :- اکثر مدت حمل عند الحنفیہ دو برس ہے، پس شوہر کے مرنے کے بعد اگر دو برس سے زیادہ میں بچہ پیدا ہو تو نسب اس کا شوہر سے ثابت نہ ہوگا اور اس کا وارث نہ ہوگا کما فی الدر المختار (ان ولدت لاکثر منھما من وقتہ (ای الموت شامی) لا یثبت بلا دعوۃ) و لو لھما فکالاکثر بحر۔[1] فقط

شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب نہیں

سوال (۱۱۸۹) بہشتی زیور حصہ چہارم میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند مرجاوے اور دو سال بعد اس کے بچہ پیدا ہو تو وہ خاوند مرحوم کا مانا جائے گا، دوسرے یہ کہ چار ماہ دس دن عدت کے چلے آتے ہیں اور نکاح ہوگیا۔ ایک سال نو ماہ بعد بچہ پیدا ہوا تو بچہ پہلے خاوند کا مانا جائے گا یا دوسرے کا۔

الجواب :- درمختار میں ہے ویثبت نسب ولد معتدۃ الموت لاقل منھما من وقتہ ای الموت الخ ولو اقرت بمضیھا بعد اربعۃ اشھر وعشر فولدت لستۃ اشھر لم یثبت[2] الخ اس مجموعہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا شوہر مرجاوے تو اگر دو برس سے پہلے اس کے بچہ پیدا ہوا اور اس عورت نے چار مہینہ دس دن کے بعد عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کیا ہو تو اس کے بچہ کا نسب شوہر متوفی سے ثابت ہے اور اگر اس عورت نے دس دن چار ماہ کے بعد عدت گذرنے کا اقرار کیا اور دوسرا نکاح کرلیا اور پھر چھ ماہ یا اس سے زائد میں بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب شوہر ثانی سے ثابت ہوگا۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۱ / ۲۶ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۲ / ۲۶ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

سات ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۱۹۰) مسماۃ ہندہ بیوہ نے بیوہ ہونے کے چار سال بعد بکر سے نکاح کیا اور نکاح کے سات ماہ بعد مسماۃ ہندہ کے لڑکا تولد ہوا، اس صورت میں نکاح صحیح ہوا یا نہ اور وہ بچہ کس کا ہے۔

الجواب:- نکاح ہندہ کا بکر سے صحیح ہو گیا اور وہ بچہ بھی شرعاً بکر کا ہے نسب اس بچہ کا بکر سے ثابت[1] ہے۔

جب عورت شادی کا دعویٰ کرتی ہے اور اولاد کا بھی تو وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۱۹۱) (۱) مدعا علیہ کو جو مدعی کا دادا ہے، مدعی کے ثبوت نسب سے اس کو انکار ہے، یعنی یہ کہتا ہے کہ میرے بیٹے نے نکاح اس کی ماں سے نہیں کیا بلکہ کہیں باہر سے اس کو لے آیا تھا اور لانے کے چھ مہینہ بعد اس سے یہ اولاد ہوئی تھی۔ مجھے علم نہیں کہ خفیہ اگر اس نے نکاح کر لیا ہو۔ گواہ کوئی نہیں ہے کیونکہ بہت دنوں کا واقعہ ہے ہاں مدعی کی ماں کو اقرار ہے کہ بیٹا میرا ہے اور اس کے باپ سے میرا نکاح ہوا تھا، اس صورت میں نسب اس کا اپنے باپ سے ثابت ہوگا یا نہ۔

مہر کا حکم

سوال ($\frac{۱۱۹۱}{۲}$) مذکورہ بالا صورت میں مہر کے متعلق عورت کا قول مانا جائے گا یا نہیں۔

غیر شرعی گواہوں کی گواہی

سوال ($\frac{۱۱۹۱}{۳}$) نکاح یا طلاق کے اگر شرعی گواہ نہ ہوں تو غیر شرعی گواہوں کی شہادت مانی جائے گی یا نہیں۔

الجواب:- (۱) نکاح صحیح مانا جائے گا اور نسب ثابت ہوگا، دادا

---

[1] وإذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لأقل من ستة أشهر منذ يوم تزوجها لم يثبت نسبه لأن ... وان جاءت به لستة أشهر فصاعدا يثبت نسبه عنه اعترف به الزوج او سكت لان الفراش قائم والمدة تامة (هدايه باب ثبوت النسب ص $\frac{۴۱۱}{۲}$) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

کا قول اور دعویٰ معتبر نہ ہوگا۔[1]

۲ :- مہر کے بارے میں اگر مدعی گواہ معتبر پیش کرے تو وہ مقدار معتبر ہوگی، ورنہ جس کے قول کی شہادت مہر مثل سے ثابت ہو وہ معتبر ہوگا۔

۳ :- غیر عادل گواہوں کی گواہی سے نکاح وطلاق ثابت نہ ہوں گی مگر جو صورت سوال لڑکی ہے اس میں دعویٰ عورت کا متعلق نکاح وثبوت نسب کے بلا شہادت معتبر ہے اور دادا کا قول گواہی کے ساتھ بھی درباره نفی نسب ونفی نکاح مسموع نہیں قال فی رد المحتار لا تسمع بینتہ ولا بینۃ ورثتہ علی تاریخ نکاحھا بما یطابق قولہ لانھا شھادۃ علی النفی معنیً فلا تقبل والنسب یحتال لاثباتہ مھما امکن والامکان ھھنا یسبق التزوج بھا سرا بمھر یسیر[2] الخ ص ۶۲۷ جلد ثانی شامی باب ثبوت النسب۔

دو گواہ کی موجودگی میں نکاح ہوا ہے تو اولاد صحیح النسب ہوگی

سوال (۱۱۹۲) مسماۃ زبیدہ سے جس پر یکایک عالم غربت آگیا تھا، بکر نے کہا کہ مجھ سے شادی کرلے مگر خفیہ اس پیام کی اطلاع صرف زبیدہ کی ایک بہن کو ہوئی، مسماۃ زبیدہ تیار ہوگئی، یہ دونوں بہنیں ایک دوسرے مکان میں کسی بہانہ سے لے جائی

---

[1] ولدت فاختلفا فی المدۃ فقالت المرأۃ نکحتنی منذ نصف حول وادعی الاقل فالقول لہا بلا یمین وقالا تحلف وبہ یفتی کما سیجیٔ فی الدعوی (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲) قال لغلام ھو ابنی ومات المقر فقالت امہ المعروفۃ بحریتہ الاصل والاسلام انا امنیۃ دعوا بنہ یرثانہ استحسانا (ایضا ص ۸۶۵/۲) ظفیر

[2] رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲ وص ۸۶۴/۲ ۱۲ ظفیر۔

گئیں اور وہاں ان پر یہ ظاہر کیا گیا کہ قاضی اور وکیل موجود ہیں، ایجاب وقبول معرفت وکلا، ہوا۔ یہ دونوں بہنیں نہ قاضی کو جانتی ہیں نہ وکلار کو۔ بکر مسماۃ زبیدہ سے مسماۃ ہی کے مکان پر خفیہ طریقہ سے کبھی کبھی ملتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زبیدہ حاملہ ہوگئی اور لڑکا تولد ہوا، اب سوال یہ ہے کہ یہ نکاح جائز سمجھا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اور کیا یہ لڑکا حلال کا سمجھا جائے گا اور شرعاً زبیدہ کا اور لڑکے کا کچھ حق ہے یا نہ اگر بکر انکار کردے تو کیا حکم ہے۔

الجواب:- اگر عورت مذکورہ نے نکاح پڑھنے والے کو اجازت نکاح پڑھنے کی بذریعہ وکیل وغیرہ کے دیدی، اور ایجاب وقبول کے سننے والے دو مرد مسلمان موجود تھے تو نکاح منعقد ہوگیا[1] اور لڑکا بکر کا ہے اور نسب اس کا بکر سے ثابت ہے اور وہ لڑکا وارث بکر کا ہوگا، بکر کا انکار شرعاً معتبر نہ ہوگا، جب کہ دو گواہ نکاح کے موجود ہیں[2]۔

محارم سے نکاح باطل ہے اس کی اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا

سوال (۱۱۹۳) ہندہ کو ایک جاہل پیر نے فتویٰ دیا۔ ہندہ جاہل لاعلم تھا۔ زوجہ مدخول کو طلاق دے کر اس کی دختر سے جو دوسرے شوہر سے تھی نکاح کیا صحبت کی اس کو حمل ہوگیا۔ جب قاضی علاقہ کو خبر ملی تو درمیان دختر وفدوی تفریق کرائی اور ہندہ نے توبہ کی۔ اب قاضی ترجیح عدم ثبوت نسب کو دیتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے۔

---

[1] وینعقد بایجاب من احد هما وقبول من الآخر الخ کزوجت نفسی او بنتی او موکلتی منک ویقول الآخر تزوجت الخ وشرط حضور شاہدین حرین مکلفین سامعین الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۱/۲) ظفیر۔

[2] ویثبت النسب احتیاطا بلا دعوة وتعتبر مدته من الوطی الخ وقال لا ابتداء المدة من وقت العقد (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۸۲/۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

الجواب :- چونکہ نکاح محارم سے نکاح باطل ہے اسلئے مقتضا اس کا یہی ہے کہ نسب اس کا ثابت نہ ہو کما صرح بہ فی الشامی ولذا لا یثبت النسب فی نکاح المحارم[1]۔ فقط

ڈیڑھ سال کے بعد جو بچہ ہوا اس کا نسب باپ سے ہوگا

سوال (۱۱۹۴) ایک عورت اپنے خاوند سے حاملہ تھی خاوند فوت ہوگیا، ڈیڑھ سال کے بعد لڑکی پیدا ہوئی، یہ لڑکی کس کی طرف منسوب ہوگی ۔

الجواب :- شوہر کے انتقال کے بعد ڈیڑھ برس میں جو لڑکی پیدا ہوئی وہ شوہر کی طرف منسوب ہے اور نسب اس کا شوہر متوفیٰ سے ثابت ہے کیونکہ اکثر مدت حمل کے دو برس ہیں[2]۔

دو برس کے بعد شوہر بیوی کے پاس آیا اور بچہ پانچ ماہ بعد ہوا اس کا نسب کس سے ہوگا

سوال (۱۱۹۵) زید سفر سے دو برس کے بعد ۱۷/ جمادی الاولی ۱۳۴۰ھ کو اپنے مکان پہنچا اور ۲۵/ شوال ۱۳۴۰ھ کو تقریباً پانچ ماہ نو یوم میں اس کی زوجہ کے صحیح سالم زندہ بچہ پیدا ہوا، اس صورت میں بچہ صحیح النسب ہے یا نہیں۔ اور مدت حمل کی کم از کم کس قدر ہے۔

الجواب :- بچہ صحیح النسب ہے اور زید کا ہے اسی کی طرف منسوب ہوگا اور مدت حمل کم از کم چھ ماہ ہے، یعنی وقت نکاح سے اگر چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا تو وہ شوہر کا ہے اور سفر اور حضر کا فرق اس بارے میں شریعت نے کچھ نہیں کیا۔ پس اگر زید کے سفر میں ہوتے ہوئے بھی اس کی زوجہ کے بچہ پیدا ہوگا تو وہ

---

[1] رد المحتار باب المهر ص ۴۵۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] واكثر مدة الحمل سنتان لخبر عائشة رضي الله عنها الدر المختار على هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۵ ج ۲ ظفير

زید کا ہی شمار ہوگا اور نسب اس کا زید سے ثابت ہوگا لقولہ علیہ السلام الولد للفراش وللعاھر الحجرؑ۔ فقط

چھ شادیاں کرنے والے کی اولاد کا نسب

سوال (۱۱۹۶) ایک شخص نے چھ شادیاں کیں ان سب سے اولاد زندہ موجود ہے اس کے مرنے کے بعد اس کا ترکہ و جائیداد جو کہ اس نے چھوڑی سب کی اولاد کو تقسیم ہوگا یا پہلی چار بیبیوں کی اولاد کو اور باقی دو بیبیوں کی اولاد محروم ہوگی۔

الجواب:۔ نکاح فاسد میں بھی نسب اولاد کا شوہر سے ثابت ہوتا ہے، لہٰذا وہ جملہ اولاد ثابت النسب ہوگی۔ کذا فی الشامیؑ۔ فقط

دوسرے کی بیوی کو لے گیا اور اس سے بچہ ہوا اس کا نسب

سوال (۱۱۹۷) ایک شخص نے اپنے بھانجے کی بیوی سے رسم پیدا کر کے لے کر بھاگ گیا اور دس برس تک لے کر پھرتا رہا دو تین اولاد بھی ہوگئی اور وہ کہتا ہے کہ میں نے نکاح کر لیا تھا حالانکہ اس کا بھانجہ زندہ ہے اور طلاق بھی نہیں دی تو وہ نکاح جائز ہے یا نہ اور اولاد حرام کی ہوگی یا نہ اور برادری میں اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جب کہ اس کے شوہر نے طلاق نہیں دی تو وہ عورت اسی کے نکاح میں ہے اور جو شخص اس عورت کو لے گیا تھا اور وہ نکاح کرنے کا مدعی ہے اس کا نکاح نہیں ہواؑ، اور بحکم الولد للفراش جو اولاد ہوئی وہ شوہر

ؑ مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷ ۱۲ ظفیر۔ ؑ وتقدم فی باب المہر ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدۃ وثبوت النسب (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ / ۲) ظفیر۔ ؑ اما نکاح منکوحۃ الغیر فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ / ۲) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

اول یعنی بھانجہ کی شمار ہوگی اور نسب اولاد کا اس بھانجہ سے ثابت ہوگا - اور برادری میں ان کا نکاح ہو سکتا ہے -

ہندو عورت سے اولاد ہوئی اس کا نسب

سوال (۱۱۹۸) زید ایک مشہور شخص تھا اس کا ناجائز تعلق ایک ہندو عورت سے مشہور تھا جس سے اولاد بھی ہوئی لیکن زید نے اپنی حیات میں کوئی تردید نہیں کی - پس اگر اب اس کی اولاد مسلمان اور منکوحہ ہونے کے ثبوت میں ایک نکاحنامہ پیش کرے تو معتبر ہوگا یا نہیں - اور وہ عورت اور اس کی اولاد ان لوگوں کی کفو میں ہوگی یا نہیں جو ماں باپ دونوں کی طرف سے مسلمان ہیں -

الجواب :- اسلام اور نکاح اس عورت کا اور اس کی اولاد کا صحیح النسب ہونا مسلم ہوگا۔ شامی باب ثبوت النسب میں اس کی تصریح ہے اور چونکہ نسب میں اعتبار باپ کا ہے اس لئے اس کی اولاد کفو ہے ان لوگوں کی جو قدیم الاسلام ہیں[1]

اگر کسی کی بیوی کا تعلق ناجائز غیر مرد سے ہو تو اولاد کس کی ہوگی

سوال (۱۱۹۹) ایک شخص نے اپنی بڑی بھاوج سے ناجائز تعلق کر لیا، اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں تو لڑکیاں شوہر کی ہوں گی یا زانی کی یعنی ناجائز تعلق رکھنے والے کی اور نفقہ ان لڑکیوں کا اس ناجائز تعلق والے کے ذمہ ہے یا نہیں۔ حالانکہ مرد اور عورت یعنی زانی وزانیہ دونوں اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ لڑکیاں ناجائز تعلق سے پیدا ہوئی ہیں -

الجواب :- اس صورت میں بحکم الولد للفراش[1] وہ دونوں لڑکیاں عورت کے شوہر کی ہیں اور نسب ان کا اسی سے ثابت ہے۔ جس شخص سے تعلق

---

[1] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الولد لصاحب الفراش (بخاری باب الولد للفراش ص ۹۹۹ ج ۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

ناجائز تھا اس کے ذمہ نفقہ ان لڑکیوں کا نہیں ہے، اور وہ لڑکیاں اس ناجائز تعلق رکھنے والے کی طرف منسوب نہ ہوں گی۔

آٹھ ماہ بعد جو بچہ پیدا ہو وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۲۰۰) ہندہ کا خاوند فوت ہوا، ڈیڑھ سال بعد زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح اس طور پڑھایا گیا کہ ایک مکان کے اندر دو شخص مسلمان عاقل بالغ بلائے گئے۔ ہندہ اور زید بھی اسی مکان میں موجود تھے، ایک اور پانچواں شخص بھی موجود تھا جس نے روبروان دو شخصوں کے ہندہ اور زید کا ایجاب وقبول کرا کر عقد کرادیا۔ عقد نکاح کے وقت حمل اور عدم حمل سے کچھ تعرض اور اظہار نہیں کیا گیا۔ یہاں تک کہ نکاح سے آٹھ ماہ بعد لڑکا تولد ہوا۔ آیا نکاح مذکور شرعاً صحیح اور منعقد ہوا یا نہیں اور وہ لڑکا صحیح النسب ہے یا نہیں جو شخص اس لڑکے کو بلا تحقیق حرامی کہے وہ کس سزا کا شرعاً مستحق ہے

الجواب:- اس صورت میں نکاح شرعاً منعقد ہوگیا، اور نکاح میں کچھ خرابی اور خلل نہیں آیا اور جو لڑکا نکاح سے آٹھ ماہ بعد تولد ہوا اس کا نسب زید سے ثابت ہے، جیسا کہ فقہاء تصریح فرماتے ہیں کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے[۱]، پس نکاح سے چھ ماہ یا زیادہ میں جو اولاد ہوگی اس کا ناکح سے ثابت ہوگا وفی الحدیث الولد للفراش وللعاہر الحجر[۲]۔ پس جو شخص اس بچہ کو ولد الحرام کہے وہ سخت فاسق وعاصی ہے۔

نکاح سے پہلے کا حمل ثابت النسب نہ ہوگا

سوال (۱۲۰۱) زید نے زبیدہ سے زنا کیا اور زبیدہ کو حمل رہ گیا۔ اب چونکہ مسماۃ کو سات ماہ کا حمل زید سے ہے،

---

[۱] واقلها ستة اشهر اجماعاً (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۵ ج ۲) ظفیر۔

[۲] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷ ۱۲ ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

لہٰذا زید نے فی الحال زبیدہ سے نکاح کرلیا ہے، تو زید سے اس کا نسب ثابت ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاهر الحجر۔[1] پس جو حمل نکاح سے پہلے کا ہے اس کا نسب زید سے ثابت نہ ہوگا۔

شوہر سے لڑکا پیدا ہوا اور پھر حمل رہا مگر شوہر منکر ہے

سوال (۱۲۰۲) ایک شخص نے کبرسنی میں جوان عورت سے نکاح کیا، اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ دو سال کے بعد سل و ذیابیطس میں سخت مبتلا ہوا جب کہ اس کی عورت سات ماہ کی حاملہ تھی۔ کہا کہ یہ حمل مجھ سے نہیں ہے اور اس کا دو سالہ بچہ بھی مجھ سے نہیں ہے زنا سے ہے۔ اور طلاق دے کر دونوں جدا رہے۔ بعد وضع حمل مسئول مذکور کا انتقال ہوگیا۔ لہٰذا اس عورت اور دونوں بچے اس کے ترکہ کے مستحق ہیں یا نہیں۔

الجواب:- اگر طلاق کے وقت سے دو سال سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب اس بچہ کا اسی شوہر مطلق سے شرعاً ثابت ہوگا کما فی الدر المختار کما يثبت بلا دعوة احتياطا في مبتوتة جاءت به لاقل منهما اى من سنتين من وقت الطلاق الخ[2] پس صورت مذکور میں دونوں بچہ وارث متوفیٰ کے ترکہ کے ہوں گے اور نسب ان کا اسی متوفی سے ثابت ہوگا، اور عورت مذکورہ وارث اس متوفی کی نہ ہوگی۔ کیونکہ وضع حمل سے عدت اس عورت مطلقہ کی ختم ہوگئی اور بعد عدت کے اس شخص کا انتقال ہوا تو چونکہ بوقت موت شخص مذکور سے کوئی علاقہ نکاح کا باقی نہ رہا تھا لہٰذا وہ عورت وارث اس شخص کی نہ ہوگی۔ اور امرأة الفار بالطلاق کی زوجہ مطلقہ اسی وقت وارث ہوتی ہے کہ اس کی عدت کے

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۵/۲ ۱۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

ختم ہونے سے پہلے اس شخص کا انتقال ہو جاوے۔ کذا فی الدر المختار۔

ہمبستری کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب کہا جائے گا

سوال (۱۲۰۳) زید کی زوجہ کے ہمبستری سے آٹھ ماہ بائیس روز بعد دختر پیدا ہوئی، اس عورت کے کل چار لڑکیاں ہیں، سب سے بڑی نو ماہ دس یوم میں، اس سے چھوٹی نو ماہ بارہ یوم میں، اس سے چھوٹی نو ماہ دو یوم میں پیدا ہوئے، ان لڑکیوں کا نسب زید سے ثابت ہے یا نہ، سب سے پہلی لڑکی کا کیا حکم ہے جب کہ قرائن مشتبہ سے یقین ہوتا ہے کہ یہ اپنے باپ کے نطفہ سے نہیں ہے

الجواب:- ان سب لڑکیوں کا نسب زید سے ثابت ہے۔ اور سب لڑکیاں شرعاً زید کی ہیں اور شبہ و شک کرنا اس میں درست نہیں ہے چھ ماہ میں نکاح کے بعد جو لڑکی لڑکا پیدا ہو وہ صحیح النسب ہوتا ہے اور شوہر کا ہی سمجھا جاتا ہے اور نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا، نواں مہینہ جب شروع ہوجاتا ہے تو عام طور سے وہ ولادت کا وقت ہے، کسی کو نو ماہ سے کچھ زائد میں بچہ پیدا ہوتا ہے ورنہ اکثر نواں مہینہ شروع ہونے کے بعد ولادت ہو جاتی ہے اس میں وہم اور شک نہ کرنا چاہئے۔

نکاح سے پہلے جو بچہ زنا سے پیدا ہوا اس کا نسب بعد نکاح زانی سے نہیں ہوگا

سوال (۱۲۰۴) زید نے اپنی داشتہ عورت سے قبل از نکاح زنا کیا اور اس سے لڑکا پیدا ہونے کے بعد اس سے نکاح کرلیا۔ اب اس لڑکے کا نسب زید سے ثابت ہوگا یا نہیں، اور زید کے ترکہ کا وارث ہوگا یا نہ، اب نکاح کے بعد اس داشتہ عورت کا نان ونفقہ کا ذمہ دار زید ہوگا یا نہیں۔

لہ واقلہا ستۃ اشہر اجماعا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۵۵/ج۲) ظفیر۔

الجواب :- جو لڑکا بے نکاحی عورت سے قبل از نکاح پیدا ہوا اس کا نسب اس شخص سے ثابت نہیں ہے اور وہ اس کا وارث نہیں ہے لیکن اگر اس کو کچھ ہبہ کرنا چاہے تو کرسکتا ہے یا اگر وصیت اس کے لئے کرے تو ایک ثلث تک صحیح ہوسکتی ہے اور جب کہ اس داشتہ عورت سے نکاح ہوگیا تو وہ مثل دیگر زوجات کے مستحق نفقہ وغیرہ ومستحق وراثت ہوگئی۔

شوہر عرصہ دراز سے پردیس ہو تو بیوی کے بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا

سوال (۱۲۰۵) زید اپنے گھر سے پردیس چلا گیا، عرصہ دراز کے بعد اس کی بیوی سے بچہ پیدا ہوا وہ بچہ حرامی سمجھا جاوے گا یا حلالی۔

۲ :- زید کا نکاح ہوگیا رخصتی نہ ہوئی اس کو حلالی کہیں گے یا حرامی، یہ دونوں مسئلہ بہشتی زیور کے ہیں ان کی دلیل کیا ہے۔

الجواب :- بہشتی زیور کے ہر دو مسئلوں کی دلیل یہ حدیث ہے الولد للفراش وللعاھر الحجر اور شوہر سے نسب ثابت ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بعد نکاح کے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا نہ ہو، بلکہ اگر چھ ماہ سے کم میں بچہ ہوگا تو اس کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا، کیونکہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے البتہ نکاح سے پورے چھ ماہ میں یا اس سے زیادہ میں بچہ پیدا ہو تو اس کا نسب شوہر سے ثابت[1] ہوگا، اور دلیل اس کی حدیث مذکور ہے اور فقہاء حنفیہ نے

---

[1] ان الفراش علی اربع مراتب وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینھما سنۃ فولدت لستۃ اشھر من تزوجھا لتصور کرامۃ او استخدام (در مختار) ضعیف وھو فراش الامۃ لا ومتوسط وھو فراش ام الولد الخ وقوی وھو فراش المنکوحۃ ومعتدۃ الرجعی فانہ فیہ لا ینتفی الا باللعان واقوی کفراش معتدۃ البائن (رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۷ ج ۲) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

اس کی تصریح سنتان سے کی ہے، تمام کتب فقہ درمختار و ہدایہ و شامی وغیرہ میں یہ مسئلہ مذکور ہے، بدعتی اگر اعتراض کریں گے تو وہ تمام فقہاء حنفیہ پر اعتراض ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

طلاق کے ڈھائی سال کے بعد پیدا ہونے والے کا نسب طلاق دینے والے سے ثابت نہ ہوگا

سوال (۱۲۰۶) میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا، ایک سال بعد اس کو طلاق دیدی۔ دونیم سال گذر گئے مسماۃ کو فہمائش کی کہ تم مظہر کو اس حمل کی تہمت لگاؤ۔ چنانچہ مظہر نے عدالت کے خوف سے ذمہ لے لیا بظہر رہا ہوگیا۔ مگر قسم خداوند تعالیٰ مظہر نے یہ زنا نہیں کیا نہ مظہر کو اس کا علم ہے۔ اس صورت میں حکم شریعت مطہرہ کیا ہے۔

الجواب:۔ اگر سائل نے واقعی زنا نہیں کیا تو وہ عند اللہ بری ہے اور جب کہ طلاق کو دونیم سال گذر گئے تھے اس کے بعد حمل ظاہر ہوا تو وہ شوہر مطلق کا شرعاً نہیں ہے بلکہ وہ حمل زنا سے ہے[1] البتہ اگر مظہر نے اس کو تین طلاق نہ دی تھی تو اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے۔

بچی شوہر کی ہوگی زانی سے نسب ثابت نہ ہوگا

سوال (۱۲۰۷) زید نے ایک عورت سے نکاح کرلیا، اسی دوران میں بکر کا اسی عورت سے ناجائز تعلق ہوگیا عورت کے لڑکی پیدا ہوئی، بعد ازاں زید نے عورت کو طلاق دیدی، لڑکی کی شکل وشباہت بالکل زید سے ملتی جلتی ہے۔ بکر قریشی ہے اور زید اور عورت ارائین ہیں، تو لڑکی کس قوم کی کہلاوے گی اور ولد الحرام ہوگی یا نہیں۔

[1] کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطاً فی مبتوتۃ جاءت بہ لاقل منھما من وقت الطلاق لجواز وجودہ وقتہ الخ ولو لتمامھما لا یثبت النسب (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ۲/۴۴ ص۵۵۵) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

الجواب: - زید جس قوم کا ہے وہ لڑکی بھی اسی قوم کی کہلادے گی کیونکہ اس وقت تک عورت مذکورہ زید کے نکاح میں تھی[1]، لہٰذا بحکم حدیث شریف الولد للفراش وللعاھر الحجر وہ لڑکی منسوب زید کی طرف ہوگی بکر کی طرف منسوب نہ ہوگی اور نسب اس کا زید سے ثابت ہے وہ ولد الحرام نہ کہلادے گی۔ بہرحال خاندان قریش کا لڑکا اگر اس لڑکی سے نکاح پر راضی ہے اور وہ لڑکی بھی خوش ہے تو نکاح ان کا باہم صحیح ہے۔

جس عورت نے بلا طلاق دوسری شادی کرلی وہ پہلے شوہر کو ملے گی اور دوسرے شوہر کی اولاد شوہر ثانی کو

سوال (۱۲۰۸) زید اپنی منکوحہ زینب اور دختر فاطمہ شیرخوارہ کو چھوڑ کر کہیں چلا گیا۔ زینب چونکہ بدچلن تھی، اس نے ایک شخص کے ہمراہ نکاح کرلیا ہے کہ مجھے خاوند نے چھوڑ دیا ہے، زوج ثانی سے اولاد بھی ہوئی، اب تیرہ سال کے بعد زوج اول واپس آیا ہے تو زوجہ اس کو ملے گی یا نہیں اور جو اولاد زوج ثانی سے ہوئی وہ کس کو ملے گی اور فاطمہ جو زید سے ہے اور اب تیرہ سال کی ہے اس کا نفقہ دے کر سالہائے گذشتہ کا زید اس کو لے سکتا ہے یا نہیں اور نکاح ثانی جو زینب نے کیا تھا وہ صحیح یا فاسد ہے یا کیا؟

الجواب: - وہ اولاد جو زوج ثانی سے ہوئی تھی زوج ثانی کی ہے اور زوجہ شوہر اول کی ہے[2] اسی کو ملے گی اور زید اپنی دختر فاطمہ کو بعد بالغہ ہونے کے

---

[1] اذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لاقل من ستة اشھر منذ یوم تزوجھا لم یثبت نسبہ وان جاءت بہ لستة اشھر فصاعدا یثبت نسبہ منہ اعترف بہ الزوج او سکت لان الفراش قائم والمدة تامة (ھدایہ باب ثبوت النسب ص ۴۱۱ ج ۲) ظفیر

[2] غاب عن امرأتہ فتزوجت بآخر وولدت اولادا ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۹ ج ۲) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

لے سکتا ہے اور بالغ ہونے تک اپنی والدہ کے پاس کے رہے گی بشرطیکہ اس کی والدہ زید کے گھر آجاوے ورنہ زید فی الحال اپنی دختر فاطمہ کو لے سکتا ہے اور گذشتہ زمانہ کا نفقہ اس کے ذمہ واجب نہیں ہے۔ بخلاف نفقۃ القریب فانھا لا تصیر دیناً ولو بعد القضاء والرضاء[1] شامی ص ۶۵۰ ج ۲۔

شادی کے چھ ماہ بعد جو حمل ظاہر ہو وہ شوہر کی طرف منسوب ہوگا

سوال (۱۲۰۹) ایک عورت مسلمان کی کسی کافر سے بد تعلقی کر کے توبہ کر کے مسلمان ہو کر کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کیا، بعد چھ مہینہ کے اس کے شوہر کو حمل کا علم ہونے کے بعد وہ انکار کرتا ہے کہ یہ حمل میری طرف سے نہیں ہے بلکہ اسی کافر کی طرف سے ہے، اس بناء پر وہ اس عورت کو چھوڑنا چاہتا ہے آیا حمل کا انکار صحیح ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں شوہر کا انکار کرنا حمل سے صحیح نہیں ہے وہ حمل اسی شوہر مسلمان کا سمجھا جاوے گا۔ کیونکہ ادنیٰ مدت حمل کی شریعت میں چھ ماہ ہے[2] در مختار۔ فقط

غیر مطلقہ سے شادی کے بعد جو اولاد ہوئی وہ جائز وارث نہیں ہوگی

سوال (۱۲۱۰) زید نے ناجائز طریق پر عمر کی منکوحہ اپنے گھر رکھی اور عرصہ تک عمر سے کہتا رہا کہ تم روپیہ لے کر طلاق دیدو، عمر انکار کرتا رہا۔ بعد ازاں زید نے یہ دعویٰ کیا کہ عمر نے اپنی منکوحہ کو طلاق دیدی ہے، اور ایک مولوی کے پاس اس امر کے

---

[1] دیکھئے رد المحتار للشامی باب النفقہ ص ۹۰۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] اذا تزوج الرجل امرأۃ فجاءت بولد لاقل من ستۃ اشھر منذ یوم تزوجھا لم یثبت نسبہ لان جاءت بہ لستۃ اشھر فصاعدا یثبت نسبہ عنہ اعترف الزوج او سکت لان الفراش قائم والمدۃ تامۃ (ھدایہ باب ثبوت النسب ص ۴۱۱ ج ۲) ظفیر

گواہ پیش کر دیئے کہ ہمارے رو برو اپنی زوجہ کے حق میں حسب ذیل الفاظ کہے ہیں۔ (۱) وہ میری عورت نہیں، وہ میرے کام کی نہیں، میں اس کو آباد کرنا نہیں چاہتا، اس سے میرا کوئی تعلق باقی نہیں ہے، جہاں چاہے چلی جائے میری طرف سے اس کو اختیار ہے۔ مولوی مذکور نے حکم وقوع طلاق کا دیا اور عورت کا نکاح زید سے کر دیا۔ اور اس نکاح سے اولاد ہوئی اور زید مر گیا، مولوی مذکور کا شہادت مذکور پر طلاق کا حکم دینا قضاء ہے یا افتاء۔ یہ الفاظ طلاق کنائی ہیں یا نہ، اور بصورت اول نیت کا ہونا ایقاع طلاق کے لئے شرط ہے یا نہیں۔ بر تقدیر اول بدون غیر حاضری عمر نیت کا پتہ کیسے ہوگا، اگر زید کا نکاح ثابت نہ ہو تو یہ عورت اور اس کی اولاد زید کے مال کی وارث ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- اگر عمر کا اپنی زوجہ کی نسبت الفاظ مذکورہ کا کہنا ثابت بھی ہو جاوے تو ان الفاظ سے بدون نیت طلاق کے طلاق واقع نہیں ہوئی، اور نیت کا حال شوہر ہی سے معلوم ہو سکتا ہے[1]، لہٰذا مولوی صاحب نے جو حکم وقوع طلاق کا مطلقاً کیا ہے یہ فتویٰ صحیح نہیں ہے۔ اور جب کہ طلاق واقع نہیں ہوئی تو عمر کی زوجہ کا نکاح ثانی زید کے ساتھ صحیح نہیں ہوا[2]۔

(۲) یہ الفاظ کنایہ طلاق کے الفاظ ہیں اور وقوع طلاق کے لئے نیت طلاق سے کہنا شرط ہے اور نیت کا حال شوہر ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔

(۳) جب کہ نکاح صحیح نہیں ہوا تو عورت مذکورہ زید کی زوجہ نہیں ہوئی اور

---

[1] فالکنایات لا تطلق بها الا بنیۃ او دلالۃ الحال (ومنحواخی جی داذجی) (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکنایات ص ۶۳۵ ج ۲) ظفیر

[2] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب المحرمات ص ۳۸۲ ج ۲) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

اس سے جو اولاد ہوئی وہ بھی ثابت النسب نہیں ہے لہذا عورت مذکورہ اور اس کے بطن سے جو اولاد زید کے نطفہ سے پیدا ہوئی وہ بھی وارث زید کے ترکہ اور جائداد کی نہ ہوگی۔ فقط

ایک شوہر کو چھوڑ کر دوسرے مرد کے پاس رہنے لگی، اب شوہر کے پاس آنے کے لئے کیا کرے

سوال (۱۲۱۱) ایک عورت منکوحہ اپنے خاوند کو چھوڑ کر دوسرے نامحرم شخص کے ساتھ فرار ہو کر مرتکب زنا ہوئی، اور اس شخص سے اولاد بھی ہوئی، اب وہ عورت توبہ کر کے اپنے پہلے خاوند کے پاس آنا چاہتی ہے تو تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہ؟ اور اولاد جو دوسرے شخص سے پیدا ہوئی وہ کس کی ہے؟

الجواب:۔ اگر شوہر اول نے طلاق نہیں دی تھی تو وہ عورت زوجہ اسی شوہر اول کی ہے نکاح اس کا باقی ہے، تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے[1] اور اولاد جو کچھ شوہر اول سے علیحدہ رہنے کے زمانہ میں ہوئی وہ سب منسوب شوہر اول کی طرف ہوگی لقوله عليه السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر[2]۔ وقد اكتفوا بقيام فراش بلا دخول كتزوج المغربي بمشرقية. در مختار[3]۔ فقط

زنا کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا نہیں

سوال (۱۲۱۲) بے نکاحی عورت سے زانی کے جو اولاد ہوئی اس کا نسب زانی یعنی زید سے ثابت ہوگا یا نہ؟

الجواب:۔ وہ اولاد ولد الحرام ہے زید سے اس کا نسب ثابت

---

[1] ولذا الوصرح بانه من الزنا لا يثبت قضاء ايضا. رد المحتار باب المحرمات ص ۴۰۱ ج ۲۔ ظفیر

[2] ترمذی باب ما جاء ان الولد للفراش ص ۱۳۶۔ ۱۲ ظفیر

[3] الدر المختار على هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۷۶۶ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

نہ ہوگا قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاہر الحجر۔
بے نکاحی عورت سے جو اولاد ہوئی وہ زانی سے ثابت النسب نہیں ہے[1]۔

حاملہ بالزنا سے زید نے نکاح کیا کچھ دنوں بعد اس کو لڑکا ہوا اسکا نسب

سوال (۱۲۱۳) زید نے ہندہ سے نکاح کیا، اور بوقت نکاح ہندہ حاملہ زنا سے تھی بعد نکاح کے چند ماہ میں ہندہ کے لڑکا پیدا ہوا، تو یہ لڑکا زید کا ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر نکاح کے بعد چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا ہے تو اس کا نسب زید سے ثابت نہیں ہے اور نہ وہ لڑکا زید کا وارث ہوسکتا ہے[2]، لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاہر الحجر[3]۔ فقط

نکاح کا علم نہ ہونے کی وجہ سے منکوحۂ غیر سے نکاح کیا تو اولاد صحیح النسب ہوگی

سوال (۱۲۱۴) زید نے ہندہ کے نکاح کا دعوی عدالت میں کیا مگر عدالت نے اس نکاح کو ثابت نہ پایا دعوی خارج کردیا۔ پھر زید نے اپیل کیا وہ بھی نامنظور ہوا، پھر نگرانی کی وہ بھی نامنظور ہوئی۔ ان تینوں عدالتوں کے فیصلہ کے بعد ہندہ کے ورثاء نے ہندہ کا نکاح بکر سے کردیا۔ جس شب کو نکاح ہونے والا تھا، اس سے ایک دن پہلے زید مدعی ناکام نے اپنے دو تین رفیقوں کے ساتھ ہندہ اور اس کی بہن اور باپ کی ناک کاٹ لی، زید وغیرہ کو اس مقدمہ میں

---

[1] فلولاقل من ستۃ اشہر من وقت النکاح لا یثبت النسب ولا یرث منہ الخ لان الوصرح بانہ عن الزنا لا یثبت (ای النسب) قضاء ایضا (رد المحتار باب المحرمات ص ۱۵۲ ج ۲) ظفیر [2] ولو نکحہا الزانی حل لہ وطؤہا اتفاقا والولد لہ ولزمہ النفقۃ (در مختار ص ۱۸۹ ج ۲) قولہ والولد لہ ای ان جاءت بعد النکاح لستۃ اشہر فلواقل من ستۃ اشہر من وقت النکاح لا یثبت النسب ولا یرث منہ (رد المحتار باب المحرمات ص ۱۵۲ ج ۲) ظفیر [3] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۸۶ ج ۱ ۲ ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

سزا ہوئی، اس سزا کے مرحلہ اپیل میں زید نے عذر پیش کیا کہ چونکہ میرا نکاح ہندہ کے ساتھ تھا اور اس سے مجھے محروم کیا گیا ہے، اس غیرت سے میں نے جرم کیا تھا، عدالت اپیل نے ابتدائی کاغذات دیکھ کر تحقیقات کے بعد نکاح کو ثابت قرار دیا۔ اب ہندہ بکر کے گھر میں دو تین بچوں کی ماں ہے، اس صورت میں ہندہ اور بچوں کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب:- قال فی رد المحتار اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ فالدخول فیہ لا یوجب العدۃ ان علم انہا للغیر لانہ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً[1] ص ۶۰۰ باب العدۃ وفی آخر ھذا المذھب من الدر المختار وکذا لا عدۃ لو تزوج امرأۃ الغیر ووطئھا عالما بذلک[2] الخ پس ہندہ جب کہ منکوحہ زید تھی تو بکر کے ساتھ نکاح اس کا باطل ہے اور نسب اولاد شوہر ثانی کا شوہر ثانی سے ثابت نہیں ہے لانہ زنا ولا نسب فی الزنا لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[3]۔ یہ جب ہے کہ بکر کو علم ہو کہ ہندہ منکوحہ زید کی ہے۔ اور اگر اس کو یہ علم نہ ہو، اور اس نے بربنا عدم ثبوت نکاح زید خود نکاح کیا اور بعد میں نکاح زید کا ثابت ہو گیا تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ عورت شوہر اول کو ملے گی یعنی زید کو اور اولاد بکر کی ہے۔ درمختار میں ہے غاب عن امرأتہ فتزوجت باٰخر وولدت اولاداً ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی علی المذھب الخ وفی رد المحتار وانما ذکر المسئلۃ فی الولد اذ المرأۃ

[1] دیکھئے رد المحتار باب العدۃ ص $\frac{۸۳۵}{۲۶۰}$ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العدۃ ص $\frac{۸۳۵}{۲۶۰}$ ۱۲ ظفیر

[3] مشکوۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۶ ۱۲ ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

ترد الی الاولی اجماعاً[۱] ۔ فقط

سوتیلی ماں سے نکاح باطل ہے لہٰذا اس کی اولاد صحیح النسب نہیں ہوگی

سوال (۱۲۱۵) ایک شخص نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کیا اور دخول کیا، اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ یہ لڑکی اپنے باپ کی کہی جاوے گی یا حرام کہی جاوے گی، باپ کی وارث ہوگی یا نہیں اور باپ پر حرام ہے یا نہ۔

الجواب: ۔ قال فی الشامی ص ۲/۲ باب المھر ولہذا لا یثبت النسب ولا العدۃ فی نکاح المحارم ایضاً کما یعلم مما سیاتی فی الحدود[۲] الخ وفی الحدود وحاصلہ ان عدم تحقق الحل من وجہ فی المحارم بکونہ زنا محضا یلزم منہ عدم ثبوت النسب والعدۃ[۳] الخ اقول فعلم ان لا نسب ولا عدۃ۔

ماں کے ذریعہ شیوخ میں شرف

سوال (۱۲۱۶) سیادت کا شرف جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے حضرات حسنین میں آیا ہے وہی شرف سیادت اب بھی بذریعہ ماں کے شیوخ وغیرہ کی اولاد میں آوے گا یا نہیں۔

الجواب: ۔ اگر اس شرف کا بذریعہ ماں کے شیوخ کی اولاد میں بھی آوے گا۔

مسلمان ہونے سے پہلے والی اولاد صحیح النسب نہیں بعد والی صحیح النسب ہے

سوال (۱۲۱۷) ہندہ ایک برہمن عورت نے زید کے ساتھ در پردہ ناجائز

[۱] رد المحتار مع الدر المختار فصل ثبوت النسب ص ۸۶۸/۲ ۱۲ ظفیر

[۲] رد المحتار للشامی باب المھر مطلب فی النکاح الفاسد ص ۴۹۲/۲ ۱۲ ظفیر

[۳] رد المحتار باب الوطؤ الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ ص ۲۱۲/۳ ۱۲ ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

تعلق پیدا کیا اور بعد چندے بے حجابانہ زید کو اپنا شوہر مشہور کرنا شروع کیا تاہم زید اپنی بیوی منکوحہ کے ساتھ رہتا رہا، اور ہندہ سے درپردہ ناجائز تعلق مثل سابق رکھتا رہا، عرصہ بیس سال تک تخمیناً یہ ناجائز تعلق رہا۔ اس اثناء میں نہ صرف زید سے بلکہ اور اشخاص سے یہ تعلق ناجائز رہا، ہندہ کے بطن سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، اور ان کا نام بصورت مسلمان رکھا گیا لیکن یہ تحقیق نہیں ہے کہ یہ اولاد کس کے نطفہ سے پیدا ہوئی، اور نہ زید کو اس اولاد کو اپنی اولاد ہونا اور نہ ہندہ کو اپنی منکوحہ ہونا تسلیم۔ تاہم ہندہ اس اولاد کو زید کے نطفہ سے پیدا ہونا اور اپنے کو زید کی زوجہ منکوحہ ہونا بتلاتی ہے اور یہ اولاد بھی اپنی مادر کے بیان کی تائید کرتے ہیں اس صورت میں اولاد صحیح النسب مانی جائے گی یا نہیں۔ بعد میں زید نے اس عورت ہندہ کو مسلمان کر کے نکاح کر لیا ہے۔

الجواب:- وہ اولاد جو ہندہ کے اسلام لانے سے پہلے اور نکاح سے پہلے بطن ہندہ سے ہوئی وہ بحالت مذکورہ صحیح النسب نہیں ہے۔ اور زید کی اولاد نہ مانی جاوے گی ہاں اگر زید نے بھی مثل ہندہ کے ہندہ کا مسلمان ہونا اور اپنی منکوحہ ہونا بیان کیا ہو تو نکاح صحیح مانا جاوے گا اور اولاد صحیح النسب زید کی سمجھی جاوے گی کذا فی الشامی۔

طلاق کے نو ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ شوہر کا کہا جائے گا	**سوال (۱۲۱۸)** زید نے اپنی منکوحہ کو ۲۰ ذیقعدہ کو قطعاً جدا کر دیا اور مورخہ ۸ محرم کو بائنہ طلاق دیدی

لہ نکح کافر مسلمۃ فولدت منہ لا یثبت النسب منہ ولا تجب العدۃ لانہ نکاح باطل (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۰۱ ج ۲) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

بعد جدائی اور قبل طلاق منکوحہ مذکورہ کے ایام حیض ظاہر ہوئے، جدائی سے نو ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا، اور بعد جدائی زید کے زید کی منکوحہ کا ناجائز تعلق مسمی پرشادے سے ہوگیا تھا تو یہ لڑکا زید کا سمجھا جاوے گا یا حرامی۔

الجواب:- اس صورت میں نسب اس مولود کا زید سے ثابت ہے وہ لڑکا زید کا سمجھا جاوے گا کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطاً فی مبتوتۃ جاءت بہ لاقل منھما من وقت الطلاق الخ درمختار[1]

بنی فاطمہ کی افضلیت

سوال (۱۲۱۹) (۱) سوائے بنی فاطمہ خواہ وہ صدیقی فاروقی، عثمانی، علوی، عباسی وغیرہ ہوں نسباً سید ہوسکتے ہیں یا نہیں، اگر نہیں ہوسکتے تو ان مدعیانِ سیادت نسبی کی کوئی وعید شریعت حقہ حنفیہ میں مقرر ہے یا نہیں۔ اگر سید نسباً ہیں تو کیا دلیل ہے۔

(۲):- سیادت نسبی بنی فاطمہ میں منحصر ہے یا نہیں مع دلیل تحریر فرمایئے۔

الجواب:- (۱ و ۲) بکثرت روایات صحیحہ سے اہل بیت کا سید ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اہل بیت کے جس قدر مناقب احادیث میں مذکور ہیں ان کی بنا پر یہ حکم لگا دینا بے جا نہیں کہ بطون قریش میں سب سے بہتر اور اشرف نسباً اہل بیت ہیں۔ البتہ اہل بیت کی تعیین میں علماء کا خلاف ہے کہ اہل بیت کس کو کہتے ہیں۔ محقق اور راجح یہ ہے کہ اہل بیت صرف بنی فاطمہ نہیں بلکہ وہ ہیں جن پر صدقہ کرنے کی ممانعت کی گئی ہے اور جن کے لئے صدقہ کھانا جائز نہیں ہے فی الھدایہ وھم آل علی وآل عباس وآل جعفر وآل عقیل وآل الحارث ابن المطلب[2]۔ یہ حضرات اہل بیت کہلاتے ہیں۔ ان

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب ثبوت النسب ص۸۵۵ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر
[2] ہدایہ باب من یجوز دفع الصدقات الیہ ومن لا یجوز ص۲۰۶ ج ۱۔ الا اولاد عباس وحارث واولاد ابی طالب من علی وجعفر وعقیل (ردالمحتار باب المصرف ص۹۰ ج ۲) ظفیر۔

سے بنی فاطمہ اور بھی زیادہ افضل ہیں۔ روایات میں جس قدر فضائل بنی فاطمہ کے مذکور ہیں اوروں کے نہیں۔ نیز حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنا بنی فاطمہ کو قرب حاصل ہے اوروں کو نہیں۔ شاید اسی وجہ سے قدیم زمانہ سے برابر یہ عرف چلا آتا ہے کہ بنی فاطمہ ہی کو سید کہتے ہیں۔ غرض کہ یہ عرف بے وجہ اور بے اصل نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلس علی المنبر للخطبۃ الحسن بن علی الیٰ جنبہ وھو یقبل الناس مرۃ وعلیہ اخریٰ ویقول ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ تعالیٰ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین[1]

اس روایت سے اگرچہ بنی فاطمہ کے سیادت نسبی میں منحصر ہونے پر استدلال نہیں کر سکتے۔ البتہ یہ ضرور کہنا ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی زبان مبارک سے کسی پر سید کا اعلان فرمانا بیشک اس کی سیادت نسبی کے لئے کافی ہے۔ اور بھی وہ طغرائے امتیاز ہے جس کے باعث تمام اہل بیت سے فاطمین کا رتبہ زیادہ ہونا چاہئے۔ اہل بیت اگرچہ سید ہیں لیکن بنی فاطمہ سیادت نسبی میں بلاشبہ اوروں سے بڑھ کر ہیں۔ کیونکہ بنی فاطمہ کا نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے۔ طبرانی میں ہے عن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی انثیٰ ینتمون الیٰ عصبتہ الا ولد فاطمۃ فانی عصبتھم فانا ابوھم[2]۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ تمام اہل بیت سید ہیں لیکن جس کو سیادت نسبی کہنا چاہئے بنی فاطمہ میں منحصر ہے۔ بنی فاطمہ سے بڑھکر

---

[1] مشکوٰۃ عن البخاری باب مناقب اہل البیت ص ۵۶۹ ۱۲ ظفیر

نسباً کوئی سید نہیں، کیونکہ حضورؐ فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہر ایک مؤنث کی اولاد اپنے اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے مگر بنی فاطمہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کی عصبیت میری طرف منسوب ہے میں ان کا باپ ہوں۔ یہی اجزاء ہیں جن کے باعث قدیم زمانہ سے یہ عرف چلا آتا ہے کہ بنی فاطمہ کے سوا، اور کسی کو خواہ اہل بیت ہی سے کیوں نہ ہو سید نہیں کہتے۔ اب اس عرف کی بنا پر آج اگر کوئی صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا عباسی یا علوی اپنے آپ کو سید کہے اس کا یہ دعویٰ مسموع نہیں ہو سکتا۔ بنی فاطمہ ہی کو سید کہا جائے گا۔ بنی فاطمہ کے سوا، اہل بیت اگر اپنی سیادت نسبی کے مدعی ہوں تو چونکہ اہل بیت ہونے کی وجہ سے ان کی سیادت نسبی بے اصل نہیں اگرچہ عرف میں اب ان کو سید نہیں کہا جاتا۔ اس لئے ان کے حق میں اس دعویٰ کی نسبت شریعت میں کوئی وعید نہیں۔ البتہ اگر کوئی صدیقی یا فاروقی یا عثمانی اپنے آپ کو سید بتلائے اور یہ جانتا ہو کہ ہم کسی طرح نسباً سید نہیں ہو سکتے ایسے مدعیان سیادت نسبی کے حق میں وعید شدید ہے روی مسلم [۱] عن سعد و ابی بکرۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول من ادعیٰ الیٰ غیر ابیہ و ھو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام (ترجمہ) جو شخص کسی کو یہ کہے کہ وہ میرا باپ ہے اور جانتا ہو کہ یہ میرا باپ نہیں اس پر جنت حرام ہے اس کو عذاب بھگتنا ہوگا بلا سزا پائے جنت میں داخل نہ ہوگا۔

پس معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص باوجود اس کے کہ فاطمی نہیں ہے اپنے آپ کو سید بتلائے عرفاً چونکہ سید کا بنی فاطمہ پر اطلاق کیا جاتا ہے اس لئے ضمناً اس کا یہ دعویٰ ہوا کہ میں بنی فاطمہ سے ہوں، حالانکہ خود جانتا ہے کہ میں فاطمی نہیں

[۱] مسلم شریف ص۵۶ ج۱ ۱۲ ظفیر۔

ہوں، بلاشبہ ایسے شخص کے حق میں وہی وعید شدید ہے جو حدیث میں ذکر کی گئی۔

حضرت فاطمہؓ کے علاوہ سب کا نسب باپ سے ہوتا ہے

سوال (۱۲۲۰) ظاہر ہے کہ نسب شریعت حقہ میں باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ بنی فاطمہ کا نسب فاطمہ زہری رضی اللہ عنہا سے ثابت کیا جاتا ہے، اگر عورت کی طرف سے نسب ثابت ہو سکتا ہے تو ایک سیدہ اور ایک فاروقی سے یا صدیقی سے بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوگا یا ماں کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے، مختار کیا ہے۔

الجواب:۔ روی الحاکم عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی انثی ینتمون الی عصبۃ الا ولدی فاطمۃ فانا ولیھما وعصبتھما۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گو نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے لیکن بنی فاطمہ اس سے مستثنیٰ ہیں، امام حسنؓ اور امام حسینؓ کا نسب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے اور یہ صرف حضرت فاطمہؓ کے سیدۃ النساء ہونے اور ان کی غایت شرافت کی وجہ سے ہوا ہے۔ حضرت حسنؓ اور حسینؓ کی خصوصیت ہے۔ آئندہ کسی عورت کی جانب سے خواہ وہ سیدہ ہی کیوں نہ ہو نسب ثابت نہ ہوگا، باپ کا اعتبار کیا جاتا ہے، باپ اگر فاروقی ہو تو بچہ بھی فاروقی ہوگا، باپ اگر صدیقی ہو تو بچہ بھی صدیقی ہوگا۔

wwwe.besturdubooks.com

ہاشمی کی دلیل سیادت اور اہل بیت کی مراد

سوال (۱۲۲۱) سوائے بنی فاطمہ کے بعض ہاشمی اپنی سیادت نسبی پر یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ ہم پر ہر قسم کا صدقہ حرام ہے اور نیز ہم اہل بیت میں سے ہیں، لہٰذا ہم نسباً سید ہیں۔ پس یہ دلیل ان کی سیادت نسبی کے واسطے کافی ہے یا نہیں اگر کافی نہیں ہے تو صدقہ ان پر کیوں حرام ہے، اور یہ لوگ اہل بیت ہیں یا نہیں اور اہل بیت میں کون کون داخل ہیں اور نیز بنی فاطمہ کی سیادت پر کیا دلیل ہے۔

الجواب:- ان کا سیادت نسبی کے لئے یہ دلیل پیش کرنا صحیح ہے لیکن عرفاً ان کو سید نہیں کہا جائے گا، اہل بیت کے متعلق ابھی کہہ کر آیا ہوں کہ وہ آل علی اور آل عباس اور آل جعفر اور آل حارث بن عبد المطلب اور آل عقیل ہیں۔ صرف بنی فاطمہ ہی نہیں ہیں[1]۔

الغرض بنی ہاشم میں سے جو حضرات اہل بیت کہلاتے ہیں واجب التعظیم اور بطون قریش میں سب سے باستثناء فاطمیین افضل ہیں۔ برعایت عرف اگر کوئی ان کی سیادت نسبی کا منکر ہو تو اس کے لئے شرع میں کوئی جرم نہیں کیونکہ عرفاً ان کو سید نہیں کہتے۔ البتہ جو شخص بغرض اہانت منکر ہوگا اس کے عاصی ہونے میں شبہ ہی نہیں، بسا اوقات اس قسم کے جھگڑوں میں پڑنے سے بڑوں کی شان میں گستاخی اور در پردہ اہانت ہو جاتی ہے، مسلمانوں کو ایسے معاملات میں دخل نہ دینا چاہئے۔ ھذا ما حصل لی واللہ اعلم وعلمہ اتم فان یک صوابا فمن اللہ وان یک خطأ فمنی ومن الشیطان وکان اللہ

---

[1] ولا الی بنی ھاشم (در مختار) تصرفات الزکوٰۃ الی اولاد اذا کانوا مسلمین فقراء الا اولاد عباس وحارث واولاد ابی طالب من علی وجعفر وعقیل (رد المحتار باب المصرف ص ۹۰ ج ۲) ظفیر۔

www.besturdubooks.com

غفوراً رحیما۔

اقول وباللہ التوفیق اس میں شک نہیں ہے کہ بنی ہاشم جن پر صدقہ حرام ہے سیادت نسبی ان کی مسلم ہے بلکہ فقہاء رحمہم اللہ تمام قریش کو باہم ایک دوسرے کا کفو فرماتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں لا تفاضل بینھم فی الدر المختار فقریش بعضھم اکفاء بعض قال فی رد المختار قولہ بعضھم اکفاء بعض اشار الی انہ لا تفاضل فیما بینھم من الھاشمی والنوفلی والتیمی والعدوی وغیرھم ولھذا زوج علی وھو ھاشمی ام کلثوم بنت فاطمۃ لعمر وھو عدوی فلو تزوجت ھاشمیۃ قرشیا غیر ھاشمی لم یرد عقدھا[1] الخ ص۲۸۱ جلد ثانی شامی اور نیز ردالمختار میں اسی صفحہ میں ہے والخلفاء الاربعۃ کلھم من قریش[2] الخ۔ البتہ اس میں بھی کچھ تردد نہیں ہے کہ بنی فاطمہ کو فضیلت زیادہ ہے اور عرفاً سادات وہی کہلاتے ہیں۔ اور نزاع ایسے امور میں لاحاصل ہے۔ والسلام علی من اتبع الھدی۔

باپ سے جو اولاد ہوئی صحیح النسب ہے کسی کے کہنے سے حرامی نہ ہوگی۔

سوال (۱۲۲۲) ہندہ زوجہ بکر تھی، بکر نے ہندہ کو طلاق دے کر نکال دیا۔ ہندہ عرصہ دراز تک بے شوہر رہی، بعد میں ہندہ نے زید سے نکاح ثانی کرلیا۔ اور زید وہندہ اندازاً تیس سال تک بطور زوجہ وشوہر ہم خانہ رہے اور عام باشندگان قصبہ وغیرہ ان کو جائز مرد وعورت جانتے تھے اور وہ خود بھی باہم ایک دوسرے کو نکاحی شوہر وزوجہ بیان کرتے تھے۔ اسی عرصہ میں بطن ہندہ سے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی جن کو زید نے اپنی صلبی ونسبی اولاد ہونا تسلیم کیا اور وقت پیدائش

[1] رد المحتار باب الکفاءۃ [illegible] ۱۲ ظفیر [2] ایضاً ۱۲ ظفیر

ہرسہ کے حسب رواج ملک بہت خوشی وغیرہ کی، اوران ہرسہ کی شادی بھی زید نے اپنے کفو میں کردی، اورقبل وفات زید نے وصیت کی اورجائداد منقولہ وغیر منقولہ حصہ کے موافق ہرسہ کو تقسیم کردی۔ اب عرصہ پانچ سال کا ہوتا ہے کہ زید مرگیا، اوربعد وفات زید ہر چہار وارث جو زید چھوڑ گیا وہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ پر بعد متوفی زید قابض ومالک اس وقت ہیں۔ پسران زید نے نام درج رجسٹر سرکار کرانے کی بابت دعویٰ کیا جس کو عرصہ تین سال کا ہوا، چنانچہ عزیزان زید نے دعویٰ مذکورہ میں یہ عذر کیا کہ عمر وخالد زید کی اولاد ولد الحرام ہیں چونکہ ہندہ کا نکاح زید سے جائز نہیں ہوا، کیونکہ شوہر سابق بکر نے ہندہ کو طلاق نہیں دی، منجانب ہندہ گواہان طلاق پیش ہوکر بیان کرتے ہیں کہ مسماۃ ہندہ کو فلاں مقام پر ہمارے سامنے طلاق بکر شوہر سابق نے دی ہے، پھر عزیزان زید نے یہ عذر کیا کہ مسماۃ ہندہ کا نکاح زید متوفی کے ساتھ نہیں ہوا، اس لئے اولاد ولد الحرام ہے، اس پر گواہان جانب ہندہ اور نکاح خواں واسطے اثبات پیش ہوکر بیان کرتے ہیں کہ مسماۃ ہندہ کا نکاح خود میں نے پڑھایا اور دیگر گواہان نے بیان کیا کہ ہم مجلس عقد میں شریک تھے اورنکاح ہمارے سامنے ہوا،

اب سوال یہ ہے (۱)، جو اولاد بطن ہندہ سے پیدا ہوئی جس کو زید نے اپنی اولاد صلبی تسلیم کیا ہے وہ ہرسہ اولاد نسبی وصلبی زید ہیں یا نہیں۔

اولاد باپ کے جائداد کی وارث ہوگی

سوال (۱۲۲۲/۲) عمر وخالد ہر دو پسران زید متوفی کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے وارث ہیں یا نہیں۔

بیوی کا نکاح ثابت ہے

سوال (۱۲۲۲/۳) وجوہات صدر سے مسماۃ کا نکاح ثابت ہے یا نہیں۔

(ج ۱):- واقعات مندرجہ بالا سے ہندہ کو واقعی طلاق ہونا ثابت ہے

wwwe.besturdubooks.com

یا نہیں۔

(۵):- عزیزان زید متوفیٰ انکار طلاق ونکاح کی شہادت شرع پیش کرتے ہیں یا نہیں، جو حکم شرعی ہو تحریر فرمادیں۔

الجواب:- (۱) جو اولاد زید کی بطن ہندہ سے ہوئی وہ زید سے ثابت النسب ہے اور وارث زید کی ہے۔

(۲):- عمرو خالد اور ان کی ہمشیرہ اور والدہ چاروں وارث زید کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے حسب حصص شرعیہ ہیں۔ پس بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث ان سب پر ترکہ زید کا تقسیم ہوگا علی حسب فرائض۔

(۳و۴):- نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ صحیح مانا جائے گا اور شوہر اول کا طلاق دینا جب کہ دو گواہان عادل سے ثابت ہے تو اس کی طلاق ثابت ہوجاوے گی۔ اور بعد عدت کے جو نکاح زید کا ہوا وہ صحیح تسلیم ہوگا۔

(۵):- اقربا زید کا نفی طلاق ونفی نکاح زید پر گواہان کا پیش کرنا معتبر نہ ہوگا اور وہ گواہی نہ سنی جاوے گی کما فی الشامی والنسب یحتال لاثباتہ مہما امکن الخ اور اس سے پہلے ہے لانھا شھادۃ علی النفی معنیً فلا تقبل الخ شامی جلد ثانی ص۶۲۷ باب ثبوت النسب۔[1]

نکاح کے تین چار ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب نہیں

سوال (۱۲۲۳) زید نے ہندہ سے ۲۷ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ میں عقد نکاح کیا اور ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۵ھ میں ہندہ کے لڑکا تولد ہوا جب کہ یہ کہا جاتا ہے کہ ہندہ اس کے شوہر سابق نے طلاق دے کر ایک سال سے زائد عرصہ ہوا جدا کردیا تھا۔ اس صورت میں اس لڑکے کو زید کا فرزند کہیں گے یا ہندہ کے

[1] فصل فی ثبوت النسب ص۶۲۳/۲ و ص۶۲۴/۲ ۱۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

شوہر سابق بکر کا فرزند کہا جاوے گا۔ ایسے لڑکے کی وراثت کس کی جانب منتقل ہوگی

الجواب:- چھ مہینہ سے کم میں نسب ثابت نہیں ہوتا، پس جو بچہ کہ نکاح سے دو ماہ میں پیدا ہو، اس کا نسب اس ناکح سے یعنی شوہر ثانی سے ثابت نہ ہوگا۔ اور شوہر سابق سے نسب کے ثابت ہونے یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر طلاق رجعی تھی اور مطلقہ نے اقرار عدت کے گذرنے کا نہ کیا تھا تو دو برس میں اور اس سے زیادہ میں اگر بچہ پیدا ہو تو اسی شوہر سابق کا سمجھا جائے گا، اور نسب اس سے ثابت ہوگا، اور ولادت دلیل رجعت قرار پاوے گی اور نکاح ثانی باطل ہوگا۔ اور اگر طلاق بائنہ تھی تو دو برس سے کم میں اگر بچہ پیدا ہوا، اور عدت کے گذرنے کا اقرار نہ کیا تو نسب اس بچہ کا شوہر اول سے ثابت ہوگا اور نکاح ثانی اس صورت میں بھی باطل ہوگا کما فی الدر المختار فیثبت نسب ولد معتدۃ الرجعی الخ وان ولدت لاکثر من سنتین الخ مالم تقر بمضی العدۃ الخ وکانت الولادۃ رجعۃ کما یثبت مبتوتۃ جاءت بہ لاقل منھما من وقت الطلاق الخ درمختار[۱] اور وراثت لڑکے کی شوہر ثانی کی طرف منسوب نہ ہوگی، اور شوہر اول کی طرف اس صورت میں منسوب ہوگی کہ نسب اس کا شوہر اول سے ثابت ہو۔ اور اگر ثابت نہ ہو مثلاً وہ مطلقہ عدت کے گذرنے کا اقرار کر چکی ہو اور وقت اقرار سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا نہ ہوا ہو تو پھر نسب اس بچہ کا شوہر اول سے بھی ثابت نہ ہوگا اور اس سے بھی وراثت ثابت نہ ہوگی، اس حالت میں صرف اپنی ماں کا وارث ہوگا، اور اس کی ماں اس کی وارث ہوگی، باپ اس کا کوئی نہ کہلا وے گا۔

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۵۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر

شوہر والی عورت کی اولاد کا نسب

سوال (۱۲۲۴) ایک شخص ملازم اپنی ملازمت پر ہے، اس کے چھوٹے برادر نے اس کی زوجہ کو اپنے گھر میں رکھا، جس سے حمل قرار پاگیا اب وہ شخص رخصت پر آیا تو اس نے اس بدکام سے غیرت نہیں کی بلکہ خوش ہے۔ آیا ان ہر دو برادران سے اہل اسلام کو تا توبہ اجتناب لازم ہے یا نہیں۔

الجواب:- شوہر والی عورت کا حمل اور ولد جو پیدا ہو وہ شرعاً شوہر کا ہے اور شوہر سے نسب اس کا ثابت ہوتا ہے۔ پس یہ حکم کرنا کہ وہ شوہر کا نہیں ہے بلکہ اس کے بھائی کا ہے غلط ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[1] اور درمختار میں ہے حتی لو نکح مشرقی بمغربیۃ یثبت نسب ولدہ[2] ھا منہ اھ پس جب کہ مسئلہ یہ ہے تو پھر کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ بدون دیکھے زنا کا حکم کرے اور اس حمل کو واقعی زنا کا حمل سمجھے اور ان سے متارکت کرے۔

زمانۂ عدت کے نکاح سے پیدا شدہ اولاد کا حکم

سوال (۱۲۲۵) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دیدی۔ ہندہ چار یوم بعد بکر سے نکاح کرلیا، اور لڑکا پیدا ہوا، لڑکے کو حرامی کہنا جائز ہے یا نہیں اور بکر کا وارث ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے و یجب مھر المثل فی نکاح فاسد وھو الذی فقد شرطا من شرائط الصحۃ

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب۔ وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینھما سنۃ فولدت لستۃ اشھر من تزوجھا لتصورہ کرامۃ او استخدام (ایضاً ص ۷۶۰ باب ثبوت النسب) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

کشہود الخ قال فی رد المحتار قولہ کشہود ومثلہ تزوج الاختین معاً ونکاح الاخت فی عدۃ الاخت ونکاح المعتدۃ والخامسۃ فی عدۃ الرابعۃ والامۃ علی الحرۃ وفی المحیط تزوج ذمی مسلمۃ فرق بینہما لانہ وقع فاسداً فظاہرہ انہما لا یحدان وان النسب یثبت فیہ والعدۃ ان دخل بحر قلت لکن سیذکر الشارح فی آخر فصل فی ثبوت النسب عن مجمع الفتاویٰ نکح کافر مسلمۃ فولدت منہ لا یثبت النسب منہ ولا تجب العدۃ لانہ نکاح باطل۔[1] الحاصل روایات اس بارے میں مختلف ہیں اور احوط بصورت مذکورہ ثبوت نسب وثبوت وراثت ہے یعنی نسب اس لڑکے کا بکر سے ثابت ہے اور وہ لڑکا بکر کا وارث ہے۔

---

[1] رد المحتار باب المہر مطلب فی النکاح الفاسد ص ۴۴۲ ج ۲ وص ۴۴۲ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

باب ہفدہم

بچوں کی پرورش کے متعلق احکام و مسائل

ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۲۶) ایسی نابالغہ لڑکی جس کی عمر چار سال کی ہو، اور ماں اس کی فوت ہو گئی ہو۔ اور یوم پیدائش سے اپنی نانہال میں پرورش پائی ہو، اور ماں نے قبل فوت ہونے کے اپنی ماں یعنی لڑکی کی نانی کے سپرد کر دیا ہو۔ تا سن بلوغ اپنی نانی کے پاس رہے گی یا کہ لڑکی کا باپ جبراً لے سکتا ہے؟ اگر نانی کے پاس رہے گی تو کتنے سال تک؟ اور اس کی پرورش کے خرچہ کا دیندار لڑکی کا باپ ہو گا یا نہیں؟ -

۲ :- جس صورت میں یہ خوف ہے کہ اگر دختر مذکورہ بالا اس کے باپ کے حوالہ کر دی جائے تو وہ اسے کسی عیسائی اسکول میں سپرد کر دے گا تو شرعاً ایسی لڑکی کو ایسے باپ کے حوالہ کر دینا چاہئے یا نانی کے پاس رہے گی؟ -

الجواب :- لڑکی نابالغہ بالغہ ہونے تک نانی کی پرورش میں رہیگی اور صورت مسئولہ میں حق حضانت نانی کو ہے بشرطیکہ کوئی امر مسقط حق حضانت

wwwe.besturdubooks.com

نہ ہو، اور لڑکی کے اخراجات اس کے باپ کے ذمہ لازم ہوں گے قال الشامی واما النفقة على الولد اذا لم تتبرع بها فهل لها الرجوع بها على الاب قيل نعم[1] الخ وقال فى الدر المختار ثم اى بعد الام ام الام الخ وفيه ايضاً فى مقام آخر والام والجدة لاب وام احق بها بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ[2] الخ۔

م۲: ۔ حق پرورش نانی کا ہے بشرطیکہ کوئی امر مسقط حق حضانت نہ ہو۔ باپ نانی سے اس لڑکی کو بالغ ہونے تک نہیں[3] لے سکتا۔

ماں نانی اور خالہ کے بعد حق پرورش پھوپھی کو ہے پھوپھا کو بالکل نہیں

سوال (۱۲۲۷) ایک لڑکا بعمر ڈیڑھ سالہ یتیم ہے، اس کے خاندان کا کوئی وارث موجود نہیں ہے، فقط اس لڑکے کی نانی موجود ہے، اور اس کے تایا کے دو داماد عظیم داد خاں اور چھوٹے خاں ہیں۔ بوقت مرنے کے اس لڑکے کی والدہ وصیت کر گئی تھی کہ عظیم داد خاں وغیرہ تم میرے بچہ کی پرورش کرنا۔ چنانچہ

---

[1] وتجب النفقة بانواعها على الحر لطفله يعم الانثى والجمع الفقير (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص۹۳۲ ج۲) ظفیر۔

[2] يثبت للام الا ان تكون مرتدة الخ او فاجرة الخ ثم اى بعد الام بان ماتت الام الام الخ والام والجدة احق بها اى بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ فى ظاهر الرواية (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص۸۵۵ ج۲ وص۸۶۲ ج۲) ظفیر

[3] وغيرهما احق بها حتى تشتهى وقدر بتسع وبه يفتى وبنت احدعشر مشتهاة اتفاقا زيلعى وعن محمد ان الحكم فى الام والجدة كذلك وبه يفتى لكثرة الفساد زيلعى (ايضاً ص۸۶۲ ج۲) اس سے معلوم ہوا کہ مفتی بہ قول کے مطابق نانی کو پرورش کا حق زیادہ سے زیادہ گیارہ برس کی عمر تک ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر

www.besturdubooks.com

برضا مندی عظیم داد خاں وغیرہ وہ لڑکا اپنی تائی کے پاس رہتا تھا۔ اب اس لڑکے کو اس کی پھوپھی کا لڑکا اس کی تائی سے زبردستی لے گیا ہے اور اس کے مال کو برباد کرنا چاہتا ہے، اس لڑکے کی کفالت کا زیادہ مستحق کون ہے۔

الجواب:۔ اس بچہ کی پھوپی اگر موجود ہو تو ماں، نانی، خالہ وغیرہ کے بعد پرورش کا حق پھوپی کو ہے، لیکن اگر پھوپی اگر موجود نہ ہو تو پھوپی کے بیٹے کو کچھ حق اس بچہ پر نہیں ہے کما فی الدر المختار۔ ولا حق لولد عم وعمة وخال وخالة لعدم المحرمية[1] وفی رد المحتار ولا لابن العمة فی حضانة الغلام[2] الخ پھر شامی نے اس میں یہ بحث کی ہے کہ اگرچہ محرمیت یہاں نہیں ہے لیکن جس صورت میں کچھ اندیشہ فتنہ کا نہ ہو وہاں حق حضانت باقی ہے، مثلاً ابن العم کو لڑکے نابالغ کا حق حضانت حاصل ہے، لڑکی نابالغہ کا حق نہیں ہے۔ اسی طرح پھوپی کے پسر کو نابالغہ دختر پر حق نہیں ہے مگر نابالغ لڑکے پر حق ہے، پس اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ صورت موجودہ میں پھوپی کا بیٹا احق ہے اس کی پرورش کے لئے۔

نانی کے رہتے ہوئے پھوپھی کو حق پرورش نہیں	**سوال** (۱۲۲۸) عبدالرحمٰن متوفیٰ

نے ایک زوجہ اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی نابالغان چھوڑی، پھر زوجہ عبدالرحمٰن بھی فوت ہوگئی۔ اس نے اپنا لڑکا اور لڑکی مذکورہ اپنی والدہ کے سپرد کردیئے کچھ دنوں کے بعد عبدالرحمٰن کی ہمشیرہ نے بطمع مال واسباب نابالغان کو ان کی نانی سے زبردستی چھین لیا۔ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں، اور حق پرورش شرعاً کس کو ہے۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانة ص ۲۶۰۹/ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب الحضانة ص ۲۶۰۹/ ۱۲ ظفیر۔

www.besturdubooks.com

الجواب :۔ والدہ کے بعد پرورش نابالغان کا حق نانی کو ہے، پس پھوپی کو یہ حق شرعاً نہیں ہے کہ وہ نابالغان کو ان کی نانی سے زبردستی لیوے، کذا فی الدر المختار[1]۔

نانی کی موجودگی میں باپ کے چچا کے پوتے کو حق پرورش نہیں ہے

سوال (۱۲۲۹) مسماۃ محمودہ بیگم نے انتقال کیا اور اس نے دو پسر نابالغ ایک شیرخوار اور دوسرا بعمر چھ سال اور ایک دختر نابالغہ بعمر پانچ سالہ چھوڑی، اور یہ تینوں اپنی نانی کے پاس بحق حضانت زیر پرورش ہیں۔ اب ڈیڑھ سال کے بعد محمد عابد باپ نابالغان کا فوت ہوگیا۔ متوفیٰ نے اپنی حیات میں اولاد مذکور کے خورد و نوش میں کچھ نہیں دیا اور نہ آئندہ کے لئے کوئی انتظام کیا۔ اب ایک شخص عبد الباسط متوفیٰ کے باپ کے چچا کا پوتہ اور ایک شخص بہار الدین ماموں متوفی کہ جو خسر بھی ہوتا ہے کہ بعد انتقال زوجہ اولیٰ متوفیٰ نے عرصہ ایک سال کا ہوا، اس کی دختر سے نکاح کرلیا تھا کہ جو حاملہ ہے۔ اب جو سہام حصہ نابالغان میں متروکہ والدین سے پہنچیں ان کا محافظ اور متصرف و ولی مال متوفیٰ کے باپ کے چچا کا پوتہ ہے یا ماموں متوفی کا کہ جو خسر بھی ہے، یا نابالغوں کے نانا اور نانی، کون ہوسکتا ہے، اور شرعاً صرف خورد و نوش یتیموں کے مال میں سے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :۔ حق پرورش ان بچوں کا اس صورت میں ان کی نانی ہی کو ہے[2]، جن کی پرورش میں وہ ہیں۔ اور ولایت نابالغوں کے مال کی باپ کو ہوتی ہے یا باپ کے وصی کو یا دادا کو یا اس کے وصی کو یا قاضی وحاکم کو یا جس کو وہ مقرر کریے۔ اور باپ کے چچا کا پوتہ یا ماموں ولی نابالغوں کے مال کے نہیں

---

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت ۱۲ ام الام لا ثم ام الاب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۷۵ ج ۲، ص ۸۷۲ ج ۲) ظفیر۔ [2] ایضاً ۱۲ ظفیر

جیساکہ شامی میں ہے "واما عدا الاصول من الوصیۃ کالعم والاخ او غیرھم کالام ووصیھا وصاحب الشرطۃ لا یصح اذن ھم لہ لانہ لیس لھم ان یتصرفوا فی مالہ تجارۃ فکذا لا یملکون الاذن لہ فیما ولاولون یملکون التصرف فی مالہ[1] ۱ھ" اس سے معلوم ہوا کہ سوائے باپ دادا وغیرہ کے چچا یا اس کی اولاد یا بھائی کو نابالغ کے مال میں تصرف کا اختیار نہیں ہے۔ اور شامی جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے کہ یتیم کے مال میں اگر صلحائے اہل محلہ کوئی تصرف ایسا کریں جس میں نابالغ کا نفع ہو یا اس کو ضرورت ہو تو جائز ہے اس بناء پر نانا، نانی جن کی پرورش میں وہ نابالغان ہیں تصرف مالِ نابالغان میں موقع ضرورت میں کر سکتے ہیں اور ان کے لئے کوئی چیز خرید سکتے ہیں اور تصرف بیع وشراء کا کر سکتے ہیں، پس نابالغوں کے حصہ کا مال ان کے نانا، نانی ہی کے سپرد کر دینا مناسب ہے اور ان کو یہ جائز ہے کہ نابالغوں کے خورد ونوش کے لئے ان کے حصہ میں سے صرف کریں اور حسب ضرورت تصرف بیع وشراء کریں۔ رد المحتار جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے "قلت وذکر دامثل ھذا فی وصی الیتیم وانہ لو تصرف فی مالہ احد من اھل السکۃ من بیع او شراء جاز فی زماننا للضرورۃ وفی الخانیۃ انہ استحسان وبہ یفتی[2] ۱ھ"

مطلقہ ماں جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے حق پرورش رکھتی ہے

سوال (۱۲۳۰) زید نے ہندہ کو طلاق دی۔ طلاق کے بعد اسی وقت ہندہ اپنے والدین کے مکان پر چلی گئی، ایک لڑکا ساڑھے پانچ برس کا اور ایک لڑکی

[1] رد المحتار کتاب الماذون مطلب فی تصرف الصبی ومن لہ الولایۃ علیہ ص $\frac{152}{5}$ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار کتاب الوقف مطلب ولایۃ نصب القیم الی الوقف ص $\frac{566}{3}$ ۔ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

نوبرس کی مرد کو دے کر چلی گئی اور طلاق دینے کو عرصہ تین ماہ کا گذرا، اور اب تک دو بچے زید کے ہمراہ ہیں۔ اب تین ماہ کے بعد ہندہ نے پرورش کرنے کا دعویٰ ہے۔ آیا بچوں کے پرورش کا حق کس کو ہے ہندہ کو یا زید کو، خلاصہ تحریر کریں، بینوا توجروا۔

الجواب:۔ پرورش کا حق والدہ کو ہے جب تک کہ وہ بچوں کی غیر محرم سے اپنا نکاح نہ کرے اور مذکر لڑکے کا حق پرورش سات برس تک ہے اور مونث لڑکی کا حق پرورش سن بلوغ تک[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

گیارہ سالہ لڑکی کو دلی پھوپھی سے لے سکتا ہے

سوال (۱۲۳۱) مسماۃ شرم خاتون کی والدہ پہلے مرچکی ہے، پرورش کے واسطے نانی کے پاس رہی اور متروکہ باپ سے گذارہ کرتی رہی، بعد مرنے نانی کے دادی کے پاس پرورش پاتی رہی پھر دادی بھی مرگئی، اس وقت پرورش کے لئے پھوپی مسماۃ صاحب خاتون کے پاس رہی، اب وہ لڑکی گیارہ سالہ ہوچکی ہے، محمد بخش متوفی کا بڑا چچا حسین بھی مرچکا ہے۔ اب احمد مذکور لڑکی مذکورہ کو اس کی پھوپی مسماہ صاحب خاتون سے واپس لینا چاہتا ہے۔ صاحب خاتون انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میرا حق پرورش لڑکی کے بلوغ تک ہے، اس کے قبل نہیں دونگی کیا اس صورت میں احمد مسماۃ شرم خاتون کو اس کی پھوپی صاحب خاتون سے

[1] الحضانۃ تثبت للام الا ان تکون مرتدۃ او فاجرۃ الخ او غیر مامونۃ الخ او متزوجۃ بغیر محرم الصغیر الخ والحاضنۃ اما او غیرها احق به ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبه یفتی الخ واحق بها ای بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایۃ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۶۳۸ و ص ۶۴۰ ج ۲) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

لے سکتا ہے یا نہیں، اور حسین متوفیٰ کا لڑکا اللہ دتہ موجود ہے، وہ اگرچہ عصوبۃ میں احمد مذکور سے کم ہے مگر لڑکی مذکورہ کا ماموں بھی ہوتا ہے وہ لڑکی کا متولی بننے میں احمد سے زیادہ تر مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب:- درمختار میں ہے وغیرھما احق بھا حتی تشتھی وقدر بتسع وبہ یفتی وبنت احدی عشر مشتھاۃ اتفاقاً[1] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سوائے ماں اور نانی اور دادی کے دیگر حاضنہ کو حق پرورش لڑکی کے مشتہاۃ ہونے تک ہے اور گیارہ برس کی لڑکی باتفاق مشتہاۃ ہے، لہٰذا مسمیٰ احمد جو ولی نابالغہ کا ہے اس کو صاحب خاتون سے لے سکتا ہے۔ اور اللہ دتہ پسر مسمیٰ حسین کو بموجودگی احمد مذکور کے حق ولایت حاصل نہیں ہے۔

ماں کو حق پرورش ہے جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے

سوال (۱۲۳۲) زید نے ہندہ کو طلاق دی اور ہندہ نے مہر معاف کیا، اور بچوں سے لادعویٰ ہونے کا اقرار کیا، اب ساڑھے تین ماہ کے بعد بچوں کی پرورش کا دعویٰ کرتی ہے۔ آیا حق پرورش کس کو ہے، اور ہندہ کے اقرار توڑنے پر طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب:- جبتک ہندہ بچوں کے غیر محرم سے نکاح نہ کرے حق پرورش شرعاً ہندہ کو ہے[2]۔ اور طلاق جو ہو چکی ہے وہ اب باطل نہیں ہو سکتی۔ فقط

ماں کو لڑکا لڑکی کا حق پرورش

سوال (۱۲۳۳) زید نے اپنی زوجہ سے رنج و تکرار کر کے علیحدگی اختیار کی، زید سے اس عورت کی ایک لڑکی بعمر آٹھ سال، اور

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب الحضانۃ ص۸۶۶ ۱۲ ظفیر

[2] الحضانۃ تثبت للام الا ان تکون مرتدۃ او فاجرۃ او متزوجۃ غیر محرم الصغیر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص۸۶۳ و ص۸۶۷ ج۲) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

ایک لڑکا بالعمر چار سال موجود ہے، زید نے جبراً لڑکی کو لے کر اس کا نکاح کر دیا اور لڑکے کو بھی جبر سے لینا چاہتا ہے، قانون عدالت دس کی عمر سے کم اجازت نہیں دیتا کہ بچہ اس کی ماں سے علٰحدہ کرا دیئے جاویں، شرعاً کیا حکم ہے، زید کس عمر میں ان بچوں کو ان کی ماں سے لے سکتا ہے۔

الجواب:۔ حکم شرعی در بارہ حق پرورش یہ ہے کہ لڑکی ماں کے پاس بالغہ ہونے تک اور حائضہ ہونے تک رہ سکتی ہے، اور لڑکا سات برس تک اس سے پہلے بدون کسی امر مانع وسقوط حق حضانت کے باپ اپنی اولاد کو ان کی والدہ سے جبراً نہیں لے سکتا۔[1] اور نکاح کا اختیار باپ کو ہے، نکاح کا ولی وہی ہے، اس کو اختیار ہے نابالغوں کا نکاح جہاں مناسب سمجھے کر دیوے اس میں ماں کو کچھ دخل اور اعتراض نہیں ہو سکتا۔ الغرض نکاح مذکور صحیح ہو گیا، البتہ حق پرورش والدہ کو لڑکی کے بالغہ ہونے تک ہے۔ فقط

سوال (۱۲۳۴) زید کی بیوی بدچلن ہے، اس لئے زید نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی، دو لڑکے جن کی عمر ساڑھے پانچ سال اور ساڑھے تین سال ہے زید کے پاس رہنے چاہئے یا زید کی بیوی کے پاس، اگر زید کی بیوی کے پاس رکھے جائیں تو ان کے خرچہ کا کون ذمہ دار ہوگا۔

حق پرورش ماں کو ہے اور نفقہ باپ پر ہے

الجواب:۔ حق پرورش ان بچوں کی والدہ کو حاصل ہے لڑکی کے

---

[1] الحضانۃ تثبت للام الی ان قال والحاضنۃ اما او غیرھا احق بہ ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع الی ان قال والام والجدۃ احق بھا ای بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاھر الروایۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۴۲ و ص ۸۴۴ ج ۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

لئے حق پرورش بلوغ تک ہے، اور لڑکے کے لئے سات برس ہیں،[1] اور نفقہ ان کا باپ کے ذمہ ہے، لیکن ماں کی بدچلنی کی وجہ سے اگر بچوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو ماں کا حق ساقط ہے پھر اگر اور کوئی حاضنہ پرورش کنندہ مثل خالہ پھوپی وغیرہ نہیں ہے تو باپ لے سکتا ہے۔

ناجائز بچہ کا بار ماں پر ہے

سوال (۱۲۳۵) ہندہ کے ناجائز حمل سے جو لڑکا پیدا ہوا، اس کے بار پرورش کا کون ذمہ دار ہے۔

الجواب:- اس کی پرورش بھی ماں کے ذمہ ہے[2]۔

ولد الزنا کی پرورش کرنا گناہ نہیں

سوال (۱۲۳۶) ایک عورت سے زنا کیا لڑکی پیدا ہوئی، جب لڑکی سات ماہ کی ہوئی تو ماں مرگئی، لڑکی کا نانا اس کی پرورش کرتا ہے، لوگ معترض ہیں تو نانا اس کو پرورش کرے یا نہ کرے۔

الجواب:- نانا کا پرورش کرنا اس لڑکی کو کچھ گناہ نہیں ہے بلکہ ثواب کا کام ہے اور ضروری ہے، پس اس وجہ سے چھوڑنا نانا کو درست نہیں ہے۔

ماں، نانی اور دادی کو حق پرورش

سوال (۱۲۳۷) زید نے ایک لڑکا چھ ماہ کا چھوڑ کر انتقال کیا، زید کے بھائی نے کچھ خبر گیری نہ کی، اب زوجہ زید مسماۃ ہندہ عقد ثانی کرنا چاہتی ہے، عمر ہندہ کے لڑکے کو لینا چاہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ہندہ بلا عقد رہے تو لڑکا اس کا ہے ورنہ عمر لے لیگا، شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:- مسئلہ یہی ہے کہ اگر ہندہ اپنا نکاح ایسے شخص سے کرے گی

---

[1] الحضانۃ تثبت للام ولو کانت مرتدۃ او فاجرۃ فجورا یضیع الولد به کزنا وغناء وسرقۃ کما فی البحر الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۷۶ / ۲ و ص ۸۷۲ / ۲ ظفیر

[2] الحضانۃ تثبت للام النسبیۃ (ایضاً ص ۸۷۴ / ۲) ظفیر

جو لڑکے کا محرم نہ ہو تو ہندہ کا حق پرورش ساقط ہوجاوے گا[1]، اور ماں کے بعد حق پرورش عورتوں کا حق ہے جیسے نانی، دادی، خالہ، پھوپی وغیرہ، ان کا حق ہوجاوے گا، عمر کا حق اس وقت ہوگا کہ کوئی مذکورہ بالا... عورتوں میں سے نہ ہو[2]۔ فقط

ماں، نانی، دادی اور خالہ کے بعد پھوپی کو حق پرورش حاصل ہوتا ہے

سوال (۱۲۳۸) زید و بکر دونوں حقیقی بھائی ہے زید کا بیٹا عمر ہے، اس کی ایک لڑکی پانچ سال ہے جس کو چھوڑ کر عمر فوت ہوگیا۔ اس کی زوجہ نے نکاح ثانی کرلیا، عمر متوفی کے ایک حقیقی ہمشیرہ موجود ہے اور تین بھائی چچازاد ہیں، اس صورت میں حق پرورش کس کو ہے۔

الجواب:- محمد عمر متوفی کی زوجہ نے اگر نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو لڑکی کا محرم نہیں ہے تو اس کا حق پرورش ساقط ہوگیا، اب بصورت موجودہ جب کہ لڑکی کی نانی، دادی، خالہ کوئی نہیں ہے تو حق پرورش لڑکی کی پھوپی یعنی محمد عمر کی ہمشیرہ کو ہے[3]۔ فقط

ماں جب غیر سے شادی کرے اور نانی نہ ہو تو دادی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۳۹) شکر اللہ نے انتقال کیا ایک لڑکا نابالغ اسمٰعیل اور ایک برادر حقیقی اور

---

[1] والحضانة یسقط حقہا بنکاح غیر محرمہ ای الصغیر (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانة ص۸۵۰ ج۲) ظفیر

[2] ثم ای بعد الام بان ماتت او لم تقبل او تزوجت باجنبی ام الام ... ثم ام الاب ... ثم الاخت ... ثم الخالات کذلک ثم العمات کذلک (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانة ص۸۵۰ و ص۸۵۱ ج۲) ظفیر

[3] فان لم یکن له ام فام الام ... فان لم تکن له ام الام فام الاب فان لم تکن لجدۃ فالاخوات ... ثم الخالات ... ثم العمات ... وکل من تزوجت من ھولاء یسقط حقہا (ھدایہ باب الحضانة ص۴۱۲ ج۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

زوجہ حشمت جس نے نکاح ثانی کرلیا ہے اور والدہ وارث چھوڑے، تو حق پرورش کس کو ہے یعنی اسمٰعیل کی دادی کو یا اسمٰعیل کے نانا کو۔

الجواب:- اسمٰعیل کا حق پرورش بعد نکاح کرلینے حشمت کے غیر سے اسمٰعیل کی دادی کو ہے اور ولایت نکاح اس کے چچا حقیقی کو ہے، نانا کو کچھ حق پرورش نہیں [1] ہے۔

ماں، نانی اور دادی کے بعد حق پرورش بہن کو ہے، ماموں کو نہیں۔

سوال (۱۲۴۰) ایک لڑکی نابالغہ یتیمہ کی پرورش دو سال سے جب سے والدین راہی عدم ہوئے ہیں اس لڑکی کی بڑی بہن کے ذمہ ہے، اور خالہ زاد بہن بھی متکفل ہے۔ اب اس لڑکی کو اپنے قبضہ میں لینے کے لئے حقیقی ماموں نے دعویٰ عدالت کیا ہے اس صورت میں ولایت نکاح اور ولایت پرورش کا حق کس کو ہے۔

الجواب:- نابالغہ کا حق پرورش ماں، نانی، دادی کے بعد اس کی بہن کو ہے، بہن کی موجودگی میں ماموں کو حق پرورش نہیں ہے اور اختیار نکاح کا بھی بصورت نہ ہونے عصبات کے ماں وغیرہ کے بعد بہن کو ہے، ماموں کو کچھ اختیار اور ولایت نکاح نابالغہ کی اس صورت میں نہیں ہے، درمختار میں ہے فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ للام الخ للاخت الخ ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال [2] الخ۔

---

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت او لم تقبل او تزوجت باجنبی ام الام الخ ثم ام الاب الخ والحاضنۃ یسقط حقہا بنکاح غیر محرمہ ای الصغیر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۶۳۸ ج ۲) الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ الخ بلا توسط انثی (ایضاً باب الولی ص ۴۲۸ ج ۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۸ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

ماں جب غیر سے نکاح کرے تو اس کا حق پرورش ختم ہوجاتا ہے

سوال (۱۲۴۱) زید ایک زوجہ اور دختر ڈھائی سالہ چھوڑ کر فوت ہوا، دو سال کے بعد عورت نے نکاح ثانی کرلیا، زید کے چچازاد بھائی لڑکی کو لے جانا چاہتے ہیں تو عورت لڑکی کو رکھ سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: اگر اس عورت نے نکاح ثانی ایسے شخص سے کیا ہے جو لڑکی کا محرم نہیں ہے تو اس عورت کا حق پرورش ساقط ہوگیا اس کو کچھ حق لڑکی کے روکنے کا اور جبراً رکھنے کا نہیں[1] ہے۔

نانی نہ ہو تو نانا کو حق پرورش نہیں ہے

سوال (۱۲۴۲) زید کی زوجہ فوت ہوگئی، دو لڑکیاں ایک ۱۲ سالہ ایک ۸ سالہ ہیں، زید ان کو اچھی طرح سے پرورش کرسکتا ہے، لڑکیوں کی بہن شادی شدہ اور چچا چچی دادا موجود ہیں، لیکن لڑکیوں کا نانا اپنا حق پرورش بتلاکر روکتا ہے، آیا بمقابلہ زید کے نانا کو حق حضانت حاصل ہے یا نہیں۔

الجواب: والدہ کے بعد حق پرورش نابالغان کا نانی کو ہے پھر دادی کو پھر بہن کو[2] پس اگر نانی، دادی نابالغان کی کوئی نہیں ہے، تو حق پرورش ان کی بہن کو ہے نانا کو اس صورت میں کچھ حق روکنے کا نہیں ہے[2] اگر نانی زندہ نہ ہو، اور ولایت و اختیار نکاح باپ کو ہے ھکذا فی کتب الفقہ[3]۔

---

[1] الحاضنۃ یسقط حقھا بنکاح غیر محرمہ ای الصغیر (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۸۴ ج ۲) ظفیر [2] ثم ای بعد الام ام الام ثم ام الاب ثم الاخت لاب وام ثم الخالات ثم العمات (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۸۴ و ص ۸۸۵ ج ۲) ظفیر [3] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ (ایضاً باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

لڑکا آٹھ سال کے بعد ولی کے سپرد ہوگا کسی کو حق پرورش نہیں

سوال (۱۲۴۳) سندر خاں کا باپ منو خاں فوت ہو گیا اس نے ایک زوجہ بھوری جان اور ایک پسر سندر خاں نابالغ بھوری جان کے بطن سے اور ایک پسر خان محمد خاں بالغ پہلی زوجہ متوفیہ کے بطن سے چھوڑی، اس وقت سندر خاں کی عمر آٹھ سال کی ہے۔ اور اس کی والدہ بھوری جان بدچلن آوارہ ہے۔ تو اس کو حق پرورش سندر خاں کا حاصل ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں سندر خاں پسر منو خاں کا حق حضانت اس کی والدہ مسماۃ بھوری جان کو نہیں ہے کیونکہ اول تو اس کی عمر آٹھ سال کو پہنچ گئی ہے اس حالت میں کسی کو بھی حق حضانت اس کا باقی نہ رہا۔ اور بھوری جان کو بوجہ بدچلنی وغیرہ کے سندر خاں کا حق حضانت اس حالت میں بھی باقی نہ رہتا، جب کہ سندر خاں لائق حضانت ہوتا جیسا کہ عبارت در مختار اس پر صراحۃً دلالت کرتی ہے الّا ان تکون مرتدۃ او فاجرۃ فجوراً یضیع الو[1] پس اب سندر خاں اپنے ولی کے سپرد کیا جاوے گا جو کہ صورت موجودہ میں اس کا علاتی بھائی خاں محمد خاں ہے جیسا کہ شامی میں ہے واذا استغنی الغلام فالعصبۃ اولی الاقرب فالاقرب[2] الخ اور اس سے پہلے یہ عبارت مذکور ہے واذا استغنی الغلام عن الخدمۃ اجبر الاب او الوصی او الولی علی اخذہ[3] اور استغناء کی مدت سات برس کی عمر ہے۔ کما فی الدر المختار وقدر بسبع[4] الخ۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۴۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۵۴ ج ۲ ظفیر [3] ایضاً ۱۲ ظفیر

[4] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۵۳ ج ۲ ۔ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

بچہ کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے

سوال (۱۲۴۴) بچہ کو دودھ پلوانا والدین میں سے کس پر فرض ہے خواہ وہ غریب ہوں یا امیر۔

الجواب: - دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے، یعنی یہ کہ اگر ماں دودھ نہ پلاوے تو باپ کسی مرضعہ کو مقرر کرے کہ وہ ماں کے پاس رہ کر دودھ پلاوے لیکن اگر باپ غریب ہے اور ماں کو کوئی عذر نہیں ہے تو ماں کے ذمہ بچہ کو دودھ پلانا ضروری ہے۔[1]

ماں کے بعد حق پرورش نانی کو ہے

سوال (۱۲۴۵) ماں کے بعد نانی کو نابالغان کی حضانت کا اختیار ہوتا ہے یا کسی دیگر رشتہ دار کو۔

الجواب: - حق حضانت ماں کے بعد نانی کو ہے[2]۔

لڑکی کے بالغ ہونے تک حق پرورش ہے

سوال (۱۲۴۶) لڑکی کے حائضہ ہونے سے پہلے اور جب کہ لڑکی اپنی نانی کے پاس رہنا چاہتی ہو کہ جس نانی نے اسے پرورش کیا اور جس کو اس لڑکی کی حضانت کا اختیار ہو، اس صورت میں اس لڑکی کو کوئی مرد رشتہ دار البعید جو مجرد ہو اور نامحرم لڑکی کا ہو تو وہ شخص لڑکی کو بجبر اس کی نانی سے کیا لے سکتا ہے؟

الجواب: - حق حضانت لڑکی کے حائضہ ہونے تک نانی کو ہے

---

[1] الحضانة تثبت للام الخ ولا تجبر من لم الحضانة عليها الا اذا تعينت لها ولم ياخذ ثدی غیرها او لم یکن للاب ولا للصغیر مال به یفتی (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۶ ج ۲) ظفیر

[2] ثم بعد الام بان ماتت او لم تقبل الخ ام الام وان علت (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۶ ج ۲ و ص ۸۷۸ ج ۲) ظفیر

www.besturdubooks.com

دور کا رشتہ دار اگرچہ وہ ولی نکاح کا ہو، نانی سے اس کو نہیں لے سکتا۔[1]

زمانہ گذشتہ کا نفقہ نانی ولی سے نہیں لے سکتی

سوال (۱۲۴۷) اگر لڑکی کی حضانت کا زمانہ ختم ہو گیا ہو، اور لڑکی کا ولی لڑکی کو اس عورت سے کہ جس کی حضانت میں وہ رہی ہو، لینا چاہے تو کیا اس عورت کو خرچہ پرورش جو اس کی پرورش میں خرچ ہوا ہے اس شخص سے کہ جو اپنے قبضہ میں لے لینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- زمانہ گذشتہ کا خرچہ نانی وغیرہ جس کو حق حضانت ہے، ولی عصبہ سے نہیں لے سکتی۔[2]

بالغ ہونے سے پہلے لڑکی کو ماں سے جدا نہیں کیا جا سکتا ہے

سوال (۱۲۴۸) لڑکی کے حائضہ ہونے سے پہلے بغیر رضامندی لڑکی کے نانی سے کوئی جدا کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- نہیں۔[3]

---

[1] ثم بعد الام ام الام الخ والحاضنة الخ احق به الخ والام والجدة لام ولاب الخ احق بها اى بالصغيرة حتى تحيض اى تبلغ فى ظاهر الرواية (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۴۴ ج ۲ و ص ۸۸۰ ج ۲) ظفير

[2] والنفقة لا تصير دينا الا بالقضاء او الرضا اى اصطلاحهما على قدر معين اصنافا الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۰۹ ج ۲) ظفير

[3] فان لم تكن له ام فام الام اولى من ام الاب والام والجدة لام او لاب احق بالجارية حتى تحيض (هدايه باب حضانة الولد ص ۴۱۳ ج ۲ و ص ۴۱۴ ج ۲) ظفير۔

wwwe.besturdubooks.com

حق پرورش کی مدت

سوال (۱۲۴۹) دختر کو اس کی ماں کو اور ماں نہ ہو تو نانی کو حق حضانت کس مدت تک ہے، اور دختر کے باپ کا چچازاد بھائی دختر کو اس کی نانی سے بجبر لینے کا مجاز ہے یا نہیں۔

الجواب:- ماں کو اور اس کے بعد نانی کو حق حضانت لڑکی کا اس لڑکی کے حائضہ ہونے تک ہے یعنی بالغہ ہونے تک ہے، اور ولایت نکاح نابالغہ کے عصبات کو ہے علی ترتیب الارث والحجب۔ اور اگر کوئی ولی محرم لڑکی کا نہ ہو بلکہ غیر محرم ہو تو لڑکی بعد پورا ہونے حق حضانت کے اس کے سپرد نہ کی جاوے گی، بلکہ جس کے پاس ہے مثلاً نانی وغیرہ کے اسی کے پاس چھوڑی جاوے گی، درمختار میں ہے والام والجدۃ لام او اب احق بھا ای بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاہر الروایۃ الخ وفی رد المحتار وفی الخلاصۃ وغیرھا واذا استغنی الغلام او بلغت الجاریۃ فالعصبۃ اولی یقدم الاقرب فالاقرب ولا حق لابن العم فی حضانۃ الجاریۃ الخ قلت بقی ما اذا انتھت الحضانۃ ولم یوجد لہ عصبۃ ولا وصی فالظاہر انہ یترک عند الحاضنۃ[1] الخ وفیہ ایضاً وبتعلیلھم بان ابن العم غیر محرم وانہ لا حق لغیر المحرم۔

ماں کے بعد نانی کو پھر دادی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۵۰) زید کا انتقال ہو گیا اور زید کے تین لڑکیاں صغیر سن ہندہ بیوۂ زید کے بطن سے ہندہ کے پاس موجود ہیں، انتقال زید کے دو برس بعد ہندہ نے بچوں کے نامحرم سے نکاح ثانی کر لیا تو حق حضانت لڑکیوں کا ان کی نانی کو ہے یا علاتی بہن اور پھوپی کو، جب کہ علاتی بہن اور پھوپی لڑکیوں کا صرف خود اپنے پاس سے اٹھا دیں۔

---

[1] رد المحتار باب الحضانۃ ص ۲۲/۸۶۲ ۱۲ ظفیر

الجواب:- قال فی الدر المختار ثم ای بعد الام بان ماتت او لم تقبل ... ام الام و ان علت ثم ام الاب و ان علت ثم الاخت لاب و ام ثم لام ثم لاب[۱] الخ وفی الشامی ارادت ام امہ تربیتہ باجر وام ابیہ ترضی بذلک مجانا فاجبت بانہ یدفع للمتبرعۃ[۲] الخ ص ۶۳۵

روایت در مختار سے یہ معلوم ہوا کہ نانی اور دادی کے بعد بہن کا حق ہے اور روایت شامی سے معلوم ہوا کہ ان میں سے جو مفت پرورش کرے وہ احق ہے، لہٰذا صورت مذکورہ میں لڑکیاں علاتی بہن اور پھوپی کے پاس چھوڑی جائیں گی تاکہ لڑکیوں کا نقصان مالی نہ ہو۔

نابالغ کا حق پرورش

سوال (۱۲۵۱) زید فوت ہوا۔ اس نے ایک زوجہ تین لڑکیاں چھوڑی، ایک کی عمر ڈھائی برس کی ہے، حق پرورش کس کو ہے۔

الجواب:- پرورش کا حق اول اس کی والدہ کا ہے، پھر نانی کا، پھر دادی کا اور پھر بہنوں کا حق ہے[۳]۔

بلوغ کے بعد ولی کے حوالہ

سوال (۱۲۵۲) اس لڑکی کا مال بالغ ہونے پر اسی کو دیا جاوے یا کیا کیا جاوے۔

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۷۴ ج ۲ ظفیر

[۲] رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۷۴ ج ۲ ظفیر

[۳] احق الناس بحضانۃ الصغیر حال قیام النکاح او بعد الفرقۃ الام ... وان لم تکن له ام تستحق الحضانۃ ... فام الام اولی من کل واحدۃ ... فان لم یکن للام ام فام الاب اولی ممن سواها ... والاخت لاب و ام ... عالمگیری مصری کتاب الطلاق الباب السادس عشر فی الحضانۃ ص ۵۴۱ ج ۱ ظفیر

www.besturdubooks.com

الجواب: - بالغ ہونے پر اسی کو دیا جاوے گا[1] -

پرورش کا خرچ

سوال (۱۲۵۳) خرچ پرورش کس کے ذمہ ہے اور کس قدر اور کتنی مدت تک -

الجواب: - اگر خود اس لڑکی کا مال موجود ہے تو اس میں سے اس کا خرچہ لیا جاوے گا، اور اگر اس کے پاس نہیں ہے یعنی اس کے باپ نے کچھ نہیں چھوڑا تو والدہ وغیرہ کے ذمہ ہے اور ترتیب اس کی کتب فقہ میں مذکور ہے۔ کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جس کے ذمہ اس کا نفقہ ہے اس کے ذمہ یہ خرچ پرورش کا ہے[1] اور مدت حضانت مذکر کے لئے سات برس ہے اور مؤنث کیلئے بلوغ یعنی حیض کا آنا ہے[2] -

بچہ کا ولی کون ہوگا

سوال (۱۲۵۴) بعد پرورش کون ولی ہوگا -

---

[1] نفقة الاولاد الصغار على الاب لايشاركه فيها احد (الى) ارضاع الصغير اذا يوجد من ترضعه انما يجب على الاب اذا لم يكن للصغير مال و اما اذا كان له مال فتكون مؤنة الرضاع فى مال الصغير كذا فى المحيط (الى) ونفقة الصبى بعد انفطام اذا كان له مال فى ماله (الى) وان كان الاب زمنا وليس للصغير مال يقضى بالنفقة على الجد ولا يرجع الجد بذلك على احد (عالمگیری مصری کتاب الطلاق الباب السابع عشر فى النفقات فصل رابع ص ۲۹۶/۱ و ص ۲۹۸/۱) ظفیر -

[2] والام والجدة احق بالغلام حتى يستغنى وقدر بسبع سنين و قال القدورى حتى ياكل وحده ويشرب وحده ويستنجى وحده وقدره ابوبكر الرازى بتسع سنين والفتوى على الاول والام والجدة احق بالجارية حتى تحيض (عالمگیری مصری کتاب الطلاق الباب السادس فى الحضانة ص ۲۸۳/۱) ظفیر

www.besturdubooks.com

الجواب: - ولی عصبات ہوتے ہیں علی ترتیب الارث والحجب کمافی الدر المختار پس اس صورت میں اگر دادا وغیرہ موجود نہیں ہے تو چچا ولی ہے۔[1]

سوال (۱۲۵۵) نابالغوں کا حق پرورش کس کو ہے | زید نے انتقال کیا چار لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑ کر، اس میں ایک لڑکا اور لڑکیاں بالغہ زوجہ اول متوفیہ سے ہیں، اور تین لڑکے نابالغ زوجہ ثانیہ موجودہ سے ہیں، نابالغان کی حق پرورش اور جائداد کا محافظ اور امین کون ہے۔

الجواب: - نابالغان کا حق حضانت یعنی حق پرورش اس صورت میں ان کی والدہ کو ہے[2]، اور ولی نکاح نابالغان کا ان کا بھائی علاتی ہے جو کہ بالغ ہے[3]، اور حصہ جائداد وغیرہ جو نابالغان کا ہے وہ ان کی والدہ کے پاس رکھا جاوے۔

---

[1] الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فان لم یکن عصبة فالولایة للام (در مختار) قوله فیقدم ابن المجنونة الخ ثم یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق ثم لاب الخ ثم ابن الاخ الشقیق ثم لاب ثم العم الشقیق ثم لاب ثم ابنه (رد المحتار باب الولی ص۴۲۶ وص۴۳۲ ج۲) ظفیر

[2] اذا وقعت الفرقة بین الزوجین فالام احق بالولد (هدایه باب حضانة الولد ص۴۱۳ ج۲) ظفیر.

[3] الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۶ ج۲) ظفیر.

www.besturdubooks.com

خالہ اور چچا میں حق پرورش کس کو ہے

سوال (۱۲۵۶) ایک لڑکی نابالغہ کے والدین مر چکے ہیں، صرف خالہ اور چچا موجود ہیں، اس صورت میں حق حضانت کس کو ہے۔

الجواب:- اس صورت میں حق حضانت نابالغہ کا خالہ کو[1] ہے اور ولی نکاح کا اس کا چچا ہے، کذا فی الدر المختار۔[2]

حق پرورش ماں کو ہے اور حق ولایت عصبات کو

سوال (۱۲۵۷) زید نے زوجہ اول مرحومہ سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا بالغ اور زوجہ ثانیہ موجودہ سے تین لڑکے نابالغان چھوڑ کر انتقال کر گیا، نابالغہ ثلاثہ کا حق پرورش اور جائداد و نکاح کا ولی کون ہے۔

الجواب:- حق پرورش نابالغان کا ان بچوں کی والدہ کو ہے اور ولایت نکاح عصبات کو ہوتی ہے، لہذا اس صورت میں اگر دادا ان نابالغوں کا موجود نہیں تو ان کے نکاح کا ولی ان کا علاتی بھائی ہے، اور جائداد کی ولایت بھائی کو نہیں ہے، اس صورت میں حکام جس کو منتظم مقرر کر دیں وہ انتظام کرے[3]

حق پرورش نانی کو ہے اور ولایت نکاح تایا کو ہے

سوال (۱۲۵۸) ایک لڑکی بعمر تخمیناً گیارہ برس کی اپنی نانی حقیقی کے پاس رہتی ہے اس وجہ سے کہ اس کے والدین مر چکے ہیں۔ البتہ اس لڑکی کا تایا زندہ ہے، اس صورت میں حق پرورش

[1] ثم الخالات اولی من العمات ترجیحاً لقرابتہ الام (ھدایہ باب حضانۃ الولد ومن احق بہ ص۴۳۱ ج۲) ظفیر

[2] الولی فی النکاح لا العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۶ ج۲) ظفیر

[3] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب (در مختار) لا المال فان الولی فیہ الاب ووصیہ والجد ووصیہ والقاضی ونائبہ فقط (رد المحتار باب الولی ص۴۲۶ ج۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

لڑکی مذکورہ کا اور ولایت نکاح کی کس کو ہے۔

الجواب: - اس صورت میں حق پرورش لڑکی کا اس کی نانی کو ہے حیض آنے تک یعنی بالغہ ہونے تک وہ نانی کے پاس رہے گی اور تایا اس کو نہیں لے سکتا[1]، البتہ ولایت اور اختیار نکاح نابالغہ کا اس کے تایا کو ہے جبکہ اس سے قریب تر کوئی عصبہ موجود نہیں[2] اور یہ ولایت اور اختیار لڑکی کے عدم بلوغ تک ہے بعد بالغہ ہونے کے کسی ولی کا جبر اس پر نہیں ہوسکتا خود لڑکی بالغہ کی اجازت ورضا سے اس کا نکاح ہوسکتا ہے[3]۔

پھوپی اور تائی میں حق پرورش کس کو ہے

سوال (۱۲۵۹) ایک لڑکا بعمر ڈیڑھ سال ہے اس کے والدین فوت ہوگئے ہیں، اب ورثاء میں جھگڑا ہو رہا ہے، لڑکے کی پھوپی کہتی ہے کہ لڑکا اور مال مجھ کو ملنا چاہئے، اور تائی کہتی ہے کہ مجھ کو ملنا چاہئے، لڑکے کا چچا تایا کوئی زندہ نہیں ہے، پھوپی اور پھوپی زاد بھائی اور تائی زندہ ہے، مال اور لڑکا کس کے پاس رہے گا۔

الجواب: - اس صورت میں اس لڑکے کی پرورش کا حق اس کی

---

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت او ام الام او و ام الام والجدۃ لام اولاب احق بھا للصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاھر الروایۃ (در مختار) وبلوغھا اما بالحیض او الانزال او السن ط (رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۶۳ و ص ۸۷۳ ج ۲) ظفیر۔

[2] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۷ ج ۲) ظفیر

[3] لا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح لانقطاع الولایۃ بالبلوغ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۲ ج ۲) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

پھوپی کو ہے، تائی اور پھوپی زاد بھائی کو کچھ حق بمقابلہ پھوپی کے نہیں ہے، چنانچہ درمختار میں خالہ کے بعد پھوپی کا حق لکھا ہے۔ ثم الخالات ثم العمات كذلك[1] اھ

حق پرورش ماں کو ہے

سوال (۲۶۰): زید کے پاس ایک داشتہ عورت موجود ہے، یہ عورت جس وقت زید کے پاس آئی تو اپنے ساتھ ایک لڑکا ہشت سالہ لائی، زید نے اس متبنیٰ دیپالک کو اپنے پاس رکھا اور پرورش کی، وہ لڑکا جب بالغ ہوا تو اس کا نکاح ہندہ سے کر دیا، بطن ہندہ سے دو لڑکے ہوئے، ایک کی عمر چار سال دوسرے کی چھ سال ہے۔ دو سال ہوئے ہندہ کا زوج مرگیا، زید نے مسماۃ کے پاس جس قدر زیورات وکپڑے واثاث البیت وغیرہا تھے بروز وفات شوہر ہندہ زبردستی چھین لیے، مسماۃ میکہ میں چلی آئی اور اس کا باپ اس کی اور دونوں صغیر بچوں کی پرورش کرتا ہے، وہ عورت اپنے شوہر کے پاس زید سے علیحدہ دوسری جگہ رہتی تھی اور اس کا شوہر آٹھ سال سے زید سے علیحدہ رہتا تھا۔ اور زیور واثاث البیت مال ومتاع سب مکسوبہ زوج مسماۃ تھا۔ اب زید نے عدالت میں دعویٰ کیا ہے کہ دونوں اطفال صغیر مجھے دلوائے جاویں، میں ان کی پرورش کروں گا عدالت نے اس مقدمہ کو پنچائت کے سپرد کیا، پنچوں نے یہ لکھا ہے جس صورت میں دونوں بچے صغیر ہیں اور ماں ان کی پرورش کی درخواست کرتی ہے تو فی الحال وہ بچے زید کو نہ دیئے جاویں، بلکہ ماں کے پاس رہیں، کیونکہ نورالہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ جلد ۲ باب الحضانت میں صفحہ ۳ میں ہے کہ تربیت کی حقدار اول ماں ہے اس پر جبر نہ کریں گے اگرچہ اس میں اور خاوند میں تفریق ہو جاوے یعنی طلاق دی ہو، اس لئے کہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہ ایک عورت نے

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۲۔ ۱۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بیٹا تھا، پیٹ میرا اس کا برتن، چھاتی میری اس کی مشک گود میری اس کا مکان، اس کے باپ نے مجھے طلاق دی اور چاہتا ہے کہ اس کو مجھ سے چھین لے، سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہ تو زیادہ حقدار ہے اس کے رکھنے کی جب تک کہ نکاح نہ کرے، روایت کیا اس کو ابوداؤد و احمد وحاکم نے اور صحیح کہا اس کو، اور اس واسطے کہ ماں کی شفقت زیادہ ہے تو اس کو دینا اچھا ہوگا، حضرت ابوبکرؓ نے نہ دیا حضرت عمرؓ کو بلکہ سپرد کیا اس کو اس کی ماں کے وقت وقوع فرقت کے، روایت کیا اس کو مالکؒ نے اور زیادہ کیا بیہقی نے کہ کہا ابوبکرؓ نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ نہ جدا کی جاوے والدہ اپنے لڑکے سے، اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت عمر ابن الخطابؓ نے طلاق دی جمیلہ بنت عاصم بن ابی الافلح کو، تو اس نے نکاح کیا، اور آئے حضرت عمرؓ اور لے لیا اپنے بیٹے کو اور پکڑا اس کو اس کی ماں نے، یہاں تک کہ مرافعہ کیا دونوں نے حضرت ابوبکرؓ کے پاس، تو فرمایا حضرت ابوبکرؓ نے کہ چھوڑ دو اس لڑکے کی ماں اور اس لڑکے کو تو لے لیا اس کی ماں نے لڑکے کو، اور ایک روایت میں مصنف کے ہے کہ فرمایا حضرت ابوبکرؓ نے کہ چھونا ماں کا، گود اس کی، بو اس کی بہتر ہے اس کے لئے تم سے یہاں تک کہ جوان ہو جاوے لڑکا تو اختیار کرے اپنے نفس کو انتہی۔ اور مجموعۃ الفتاویٰ جلد ۳ ص۸۱ مولانا عبدالحئی بجواب ایں سوال کہ عصبات را ہم حق حضانۃ است یا نہ، لکھتے ہیں، ہرگاہ مادر یا خالہ یا مادرِ مادر یا مانند آنہا نباشند یا آنکہ بعذرے حق اینہا ساقط شود برائے پرورش بعصبات دادہ خواہد شد، در عالمگیریہ می آرد اذا وجب الانتزاع من النساء اولم یکن للصبی امرأۃ من اھلہ یدفع الی العصبۃ[1] انتہی۔ اور بنور جواب

---

[1] عالمگیری مصری باب الحضانۃ ص۵۴۲ ج۱ - ظفیر

سوال باوجود مادر وخواہرش جدہ را حق حضانت می رسد یا نہ، تحریر فرماتے ہیں فی الدر المختار ثم ای بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقها او تزوجت باجنبی ام الام وان علت عند عدم اهلية القربیٰ ثم ام الاب وان علت انتهی۔[1] اور اسی کتاب کے جلد ۳ ص۸۵۰ میں باب الحضانۃ میں ہے، سوال حق حضانۃ کہ مادر راست بکدام عذر ساقط می شود، جواب بعذر آنکہ مرتد شود یا فاجرہ باشد بزنا یا غنا یا سرقہ یا نیاحۃ یا مانند آں یا پرورش نہ نماید کہ طفل را گذاشتہ اکثر اوقات از خانہ می برآید یا آنکہ بغیر محرم دختر را نکاح کرد۔ در درمختار می آرد والحضانۃ تثبت للام ولو بعد الفرقۃ الا ان تکون مرتدۃ او فاجرۃ فجوراً یضیع الولد بہ کزنا وغنا وسرقۃ ونیاحۃ کما فی البحر او غیر مامونۃ ذکرہ فی المجتبیٰ بان تخرج کل وقت وتترک الولد ضائعا او متزوجۃ بغیر محرم الصغیرۃ انتهی۔[2] بناءً علیہ بچے صغیرہ والدہ کی پرورش میں رہیں گے، یہ فیصلہ پنچوں کا صحیح ہے یا نہ۔

الجواب:۔ اس میں شبہ نہیں کہ حق حضانت اول والدہ کو ہے پھر نانی کو پھر دادی کو الیٰ آخر الترتیب اور لڑکے کی پرورش کا حق والدہ وغیرہ کو سات برس کی عمر تک ہے اور لڑکی کی پرورش کا حق والدہ اور جدہ کو بالغہ ہونے تک موافق ظاہر الروایۃ کے ہے۔ اور امام محمدؒ کے قول کے موافق نو برس تک[3]۔ بہرحال

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانۃ ص۸۷۶ ج۲۔ ظفیر [2] ایضاً ص۸۷۷ ج۲۔ ظفیر

[3] الحضانۃ تثبت للام ولو بعد الفرقۃ الخ ثم ای بعد الام بان ماتت الخ ام الام ثم ام الاب الخ والام والجدۃ احق بها ای بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایۃ الخ وغیرهما احق بها حتی تشتهی وقدر بتسع وبہ یفتی وعن محمد ان الحکم فی الام والجدۃ کذلک وبہ یفتی (ایضاً ص۸۸۱ ج۲) ظفیر

www.besturdubooks.com

مدت مذکورہ میں دونوں بچوں کی پرورش کا حق والدہ کو ہے اور اگر باپ ان بچوں کا نہیں ہے تو زید کو کچھ حق ولایت نہیں، حق نابالغان کا بھی نہیں ہے، پس فیصلہ پنچان جو متعلق حق حضانت والدہ کے ہوا، صحیح موافق شریعت کے ہے۔ اور عبارات کتب معتبرہ مع ترجمہ خود فیصلہ پنچان میں درج ہیں۔ اور کسی عبارت کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

صورت مسئولہ میں حق پرورش دادی کو ہے

سوال (۱۲۶۱) ہندہ مرگئی اور اس کے چار بچے ہیں ہر بچہ سات برس سے کم ہے۔ ان بچوں کے نانا اور دادا اور دادی وخالہ اور پھوپی وباپ موجود ہیں، اس صورت میں کون ان بچوں کو رکھ سکتا ہے۔

الجواب:- حق حضانت دادی کو ہے اور ولایت نکاح باپ کو ہے[1]

پرورش کی کیا مدت ہے اور اس کے بعد کیا حکم ہے

سوال (۱۲۶۲) پرورش کرنے کی مدت کتنی ہے؛ اور کتنی مدت کے بعد والد اپنے لڑکے بچے کو لے سکتا ہے۔

الجواب:- حق پرورش لڑکے میں سات سال ہے اور لڑکی میں حیض آنے تک، بعد مدت مذکورہ والد اپنے بچوں کو لے سکتا ہے، والحاضنة احق بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبه یفتی و بالصغیرة حتی تحیض فی ظاهر الروایة۔ درمختار[3]

ماں جب فاجرہ ہو تو اس کو حق پرورش حاصل نہیں رہتا

سوال (۱۲۶۳) میرا بھائی چھ سال ہوئے انتقال کر گیا، اور اس نے اپنی دختر کو جس کی عمر چار سال

---

[1] ثم ای بعد الام اذا ام الام ثم ام الاب وان علت الدر المختار علی هامش رد المختار باب الحضانة ص۸۴۸ ج ۲ ظفیر [2] الولی فی النکاح العصبة بنفسه بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب ایضا باب الولی ص۴۲۶ ج ۲ ظفیر

[3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص۸۵۹ ج ۲، ۱۲ ظفیر

کی تھی اپنے بڑے بھائی اور چھوٹی بہن کے سپرد کر گیا، ڈیڑھ سال ہوا کہ بڑا بھائی بھی فوت ہو گیا، بعد ازاں لڑکی میری چھوٹی بہن کی سپردگی میں رہی، اس وقت لڑکی میرے پاس ہے جس کی عمر دس برس کی ہو چکی ہے، میری بھاوج یعنی لڑکی کی والدہ کے ایک لڑکا فعل حرام سے تولد ہوا، اس صورت میں لڑکی کی پھوپی لڑکی کی ولی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - درمختار میں ہے کہ اگر ماں مرتدہ ہو جاوے یا زانیہ ہو یا غیر مامون ہو تو اس کا حق پرورش ساقط ہو جاتا ہے اور اس کے بعد جس کا حق ہے اس کے پاس بچہ رہے گا، پس اس صورت میں جبکہ پھوپی کے سوا، ماں کے بعد اور کوئی حقدار نہیں ہے تو پھر پھوپی کو حق پرورش ثابت ہو جاوے گا لڑکی کے بالغہ ہونے تک پھوپی اس کو رکھ سکتی ہے۔ اور جب لڑکی بالغہ ہو جاوے تو اس کی اجازت سے پھوپی اس کا نکاح بھی کر سکتی ہے درمختار میں ہے الا ان تکون مرتدۃ او فاجرۃ فجوراً یضیع الولد بہ کزنا الخ او غیر مامونۃ[1] الخ۔ فقط

حق پرورش کی ترتیب **سوال (۱۲۶۴)** نابالغہ کی پرورش کا حق ماں کے بعد اول نانی کو ہے یا بہن کو، اور ولایت نکاح میں کس کا درجہ مقدم ہے۔

الجواب: - ثم ای بعد الام الخ ام الام الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت درمختار[2] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حق پرورش نابالغہ میں ماں کے بعد نانی کا حق بہن سے مقدم ہے اور ولایت نکاح نابالغہ میں بھی نانی مقدم ہے بہن سے۔ و ادلاہ ھم الام ثم الجدۃ ثم الاخت لاب و ام الخ شامی[3] باب الولی۔ فقط

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۷۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر
[2] ایضاً ص ۸۷۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر [3] رد المحتار باب الولی ص ۴۲۹ ج ۲ - ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

جیسا بھی ماحول ہو ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۶۵) میرا لڑکا عبدالقادر جس کی عمر ۳ ½ سال ہے، کچھ عرصہ چار ماہ ہوا اس کی والدہ انتقال کرگئی، وہ اپنے نانا، نانی کے یہاں مقیم ہے جہاں پر اس کی تربیت اسلام کے خلاف گالی گلوج اور لغویات سے ہو رہی ہے، لیکن اس کے نانا، نانی اس کو میرے پاس آنے نہیں دیتے تو از روئے شریعت اس کو وہاں اسی حالت میں رہنے دیا جاوے یا تربیت اسلام کے واسطے کوشش کرکے ان سے لے لیا جاوے۔

الجواب:- آپ کے لڑکے عبدالقادر سلمہٗ کی والدہ چونکہ انتقال کرگئی ہے تو بحالت موجودہ ان کی پرورش کا حق اس کی نانی کو ہے، سات برس تک وہ رکھ سکتی ہے، اس کے بعد آپ لے سکتے ہیں اور اپنے پاس رکھ کر ہر قسم کی تعلیم شروع کرا سکتے ہیں، یہ عمر ایسی ہے کہ اگر کچھ وہاں کی صحبت سے لڑکے میں جو برے اثرات کچھ پیدا بھی ہوں گے تو ان اثرات کا ازالہ جلد ہو سکتا ہے، ھکذا فی کتب الفقہ[1]۔ فقط

نو سال کے بعد لڑکا کو باپ اس کی ماں سے لے سکتا ہے

سوال (۱۲۶۶) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اس کے ایک لڑکا صغر سن تھا جس کی عمر سات سال سے کم تھی، کچھ عرصہ کے بعد عورت نے نکاح ثانی کرلیا بچہ کے غیر محرم سے اور بچہ کی عمر بھی نو سال کی ہوگئی تو عورت سے بچہ کا مطالبہ اس کے باپ نے کیا، لیکن اس کی ماں دینا نہیں چاہتی، اس صورت میں باپ کی موجودگی

---

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت ۱۲ ام الام ۱۲ والحاضنة اما او غیرها احق به ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبه یفتی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۶ ج ۲ وص ۸۸۱ ج ۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

میں کوئی دوسرا ولی ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: لڑکے کی پرورش کا حق والدہ وغیرہ کو سات برس کی عمر تک رہتا ہے۔ اس کے بعد اس کو کچھ حق نہیں رہتا کما فی الدر المختار والحاضنۃ اما او غیرھا احق بہ ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی[1]، اور نیز والدہ کا حق پرورش بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لینے سے ساقط ہو جاتا ہے، والحاضنۃ یسقط حقھا بنکاح غیر محرمہ الخ در مختار[2]۔ لہٰذا اس صورت میں کسی طرح والدہ، نانا، نانی وغیرہ کو اس لڑکے کے روکنے کا کچھ حق نہیں ہے، باپ اس کو لے سکتا ہے اور باپ اس کا ہر طرح حقدار ہے، اور باپ کی موجودگی میں دوسرا کوئی ولی اقرب اس لڑکے کا نہیں ہے۔

والدہ کے بعد حق پرورش نانی کو سات سال کی عمر تک ہے

سوال (۱۲۶۷) میری زوجہ ثانی کا انتقال ہوگیا ہے، ایک بچہ جس کی عمر تقریباً پانچ سال ہے، اپنے نانا کے پاس ہے۔ ان کو بھوپال روانہ کرنے میں اصرار ہے یا میرے مقابلے میں اس کا ولی نانا یا ماموں ہوسکتا ہے۔

الجواب: اس لڑکے نابالغ کے مال اور نکاح کی ولایت آپ کو ہے، اور حق پرورش سات برس کی عمر تک والدہ کے بعد اول نانی کو اس کے بعد دادی کو اس کے بعد بہنوں کو ہے، پس اگر نانی بچہ کی موجود ہے اور وہ اس کو اپنی پرورش میں رکھنا چاہتی ہے تو آپ سات برس کی عمر ہونے پر اس کو لے سکتے ہیں، اور اگر نانی بچہ کی موجود نہیں ہے تو حق پرورش بچہ مذکور کا اس کی دادی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ج ۲ ص ۸۹۱ ۱۲ ظفیر

[2] ایضاً ص ۸۷۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

اور بہنوں کو[1] ہے، ان کے حضانت میں نانا اور ماموں کو حق پرورش نہیں ہے
بلکہ نانا اور ماموں کا درجہ حق پرورش میں باپ وغیرہ کے عصبات کے بعد ہے
اور پرورش کرنے والی لڑکے کو آپ کی اجازت سے بھوپال لے جا سکتی ہے

---

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت الام ام الام ثم ام الاب الخ ثم الاخت لاب وام ثم لام الخ والحاضنة اما او غیرها احق به ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبه یفتی (الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب الحضانة ص ۸۷۶ ج ۲ و ص ۸۸۱ ج ۲) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

باب ہشدہم

نان و نفقہ سے متعلق احکام و مسائل

شوہر کے خلاف مرضی جب بیوی میکے چلی جائے تو حق نفقہ نہیں رہتا

سوال (۱۲۶۸) ایک عورت کے پیٹ میں لڑکا مر گیا، ڈاکٹر سے نکلوایا گیا جس کے صدمہ سے دونوں مقام ایک ہو گئے، مرد کے کام کی نہیں رہی، اس نے دوسرا نکاح کیا، یہ اس دوسری عورت سے بھی لڑی اور تنگ کیا، پھر اپنا اور اس دوسری عورت کا کل زیور لے کر اپنے باپ کے مکان میں چلی گئی اور اس سے انکار کرتی ہے کہ میں نہیں لائی۔ اب شوہر کو یہ خیال ہے کہ اگر طلاق دوں تو کوئی شخص اس سے نکاح نہ کرے گا، یہ خیال ہے کہ اس کو اس کے باپ کے گھر خرچ دیدیا کرے۔

الجواب:۔ جب کہ وہ عورت شوہر کے گھر سے خلاف مرضی شوہر کے اپنے باپ کے گھر چلی گئی، نفقہ اس کا ساقط ہو گیا، اگر وہاں رہتے ہوئے شوہر اس کو نفقہ نہ دے گا تو گنہگار نہیں ہے۔ اور اگر دیدیوے تو

wwwe.besturdubooks.com

تو یہ شوہر کا تبرع اور احسان ہے گنہ کچھ نہیں۔ فقط

گذشتہ سالوں کے اخراجات کی ادائیگی شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۲۶۹) زید اپنی زوجہ کو سسرال میں رکھتا تھا اور کل خرچہ اس کا اس کے والدین اٹھاتے تھے، زید نے کبھی کچھ نہیں دیا، اب اس کے والدین اس سے خرچہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ مذکورہ بالا اخراجات جو زوجہ زید کے والدین نے اپنی لڑکی پر صرف کئے ان کے مطالبہ کا حق اس کے والدین کو نہیں ہے۔ قال فی الدر المختار والنفقۃ لا یصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء الخ۔ فقط

شوہر نفقہ بند کردے تو کیا کیا جائے

سوال (۱۲۷۰) خاوند بسبب ناراضگی کے بیوی کا نفقہ بند کردے تو کیا کرنا چاہئے۔

الجواب:۔ شریعت میں اس کا علاج یہ ہے کہ شوہر کو مجبور کیا جائے کہ نان و نفقہ دیوے یا طلاق دیوے۔ فقط

بیویوں کا حق مکان ہے، بہتر ہونا ضروری نہیں

سوال (۱۲۷۱) ایک شخص کے دو بیبیاں ہیں اور ہر ایک بیوی کو ایک مکان علیحدہ علیحدہ دیا، اب عرصہ کے بعد ایک بیوی مکان بدلنا چاہتی ہے، کیونکہ ایک کے پاس کڑی چھت کا ہے، اور دوسری کے پاس کھپریل کا ہے۔ اب آیا زوج کو مکان کا بدل دینا ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر نہ بدلے تو کچھ گنہ تو نہیں؟

لہ ولا نفقۃ لاحد عشر الی ان قال وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۹۰/۲) ظفیر

لہ ایضاً ص ۹۰۶/۲ ظفیر لہ ویجب (الطلاق) لوفات الامساک بالمعروف (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۷۰/۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

الجواب: - اس میں زوج پر کچھ گناہ نہیں ہے، حق سکونت ہر دو زوجہ کا ادا ہوگیا، اور اب دوسری زوجہ کو بدلنے کا کچھ حق نہیں[1]۔

خسر سے عدت کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں

سوال (۱۲۷۲) (م) شوہر (ز) اپنی زندگی میں اپنے باپ کے ساتھ اکٹھا رہتا تھا، اب بعد انتقال (م) کے (ز) اپنے خسر سے اپنے زمانہ عدت کے نفقہ اور مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں؟ نیز بعد وفات (م) (ز) کے لڑکا پیدا ہوا، اور پندرہ ماہ زندہ رہ کر فوت ہوگیا، اس کا پندرہ ماہ کا خرچہ لے سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: - ز منکوحہ م کی اپنے خسر سے مطالبہ نفقہ عدت وغیرہ کا نہیں کر سکتی، اگر م نے کچھ ترکہ مملوکہ اپنا چھوڑا ہے تو مہر اپنا اس ترکہ شوہری میں سے لے سکتی ہے، اور حصہ میراث اپنا اور اپنے پسر کی طرف سے جو اس کو پہنچا وہ لے سکتی ہے،

شوہر بیوی کو نکال دے تو اس کا نفقہ اس پر واجب ہے

سوال (۱۲۷۳) اگر شوہر زوجہ را از خانہ خود بدر کند و طلب نہ نماید، نفقہ اش بذمہ شوہر واجب است یا نہ؟ واگر زوجہ بسبب عدم ادائے حقوق طلاق طلب کند عاصی ہست یا نہ؟ -

الجواب: - اگر شوہر زوجہ را از خانہ خود بدر کند و طلب نہ نماید نفقہ اش بذمہ شوہر واجب است[2] زوجہ نالش کردہ بگیرد[3]۔ واگر بسبب عدم ادائے

---

[1] وعلی الزوج ان یسکنہا فی دار مفردۃ لیس فیہا احد من اہلہ (ہدایہ باب النفقہ ص ۲۱/۴۲۰) ظفیر [2] النفقۃ واجبۃ للزوجۃ علی زوجہا مسلمۃ کانت او کافرۃ اذا اسلمت نفسہا الی منزلہ فعلیہ نفقتہا وکسوتہا وسکناہا (ایضاً ص ۱۹/۴۱۷) ظفیر [3] تجب للزوجۃ علی زوجہا النفقۃ الی قولہ ولو ہی فی بیت ابیہا اذا لم یطالبہا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی ولکن اذا طالبہا ولم تمتنع او امتنعت للمہر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۶/۲) ظفیر

www.besturdubooks.com

حقوق زوجہ طلاق طلب کند عاصی نیست و بر شوہر واجب است کہ در صورت عدم ادائے حقوق او طلاق بدہد[1]۔ فقط

نفقہ اور سامان جہیز کا حکم

سوال (۱۲۷۴) زید نے ہندہ زوجہ خود کو بوجہ تنہائی کے چھ برس سے اپنی خوشی سے اس کے میکے میں چھوڑ آیا، اور ایک ماہ کا نان نفقہ دے کر کہا کہ آئندہ اسی طرح دیتا رہوں گا، مگر بعد اس کے اس نے کچھ نہیں دیا، اور اب اس نے طلاق دیدی تو اب ہندہ اپنا مہر اور نان نفقہ میکے میں رہنے کی مدت کا اور بعد اس کے زمانہ عدت کا نان نفقہ اور سامان جہیز وغیرہ جو اس کے والدین نے دیا تھا پانے کی مستحق ہے یا نہیں ؟

الجواب: ۔ اس صورت میں ہندہ اپنا مہر اور نفقہ والدین کے گھر رہنے کی مدت کا اور نفقہ عدت کا لینے کی مستحق ہے، شوہر سے مطالبہ اس کے لینے کا کرسکتی ہے[2]، اور سامان جہیز جو اس کو والدین سے ملا ہے وہ اس کی ملک ہے اس کو بھی لے سکتی ہے هکذا فی کتب[3] الفقہ۔

زوجہ متوفی عنہا کی عدت کا نفقہ

سوال (۱۲۷۵) زوجہ پسر متوفی کی عدت میں ہے، اس کی عدت کے اخراجات کس کے ذمہ ہیں کیا شوہر کے باپ کے ذمہ

---

[1] ویجب (الطلاق) لو فات الامساک بالمعروف (الدر المختار علی هامش رد المختار کتاب الطلاق ص ۲۲۵ ج ۲) ظفیر

[2] فتجب للزوجة علی زوجها (الی قوله) ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی (در مختار) فتجب النفقة من حین العقد الصحیح وان لم تنتقل الی منزل الزوج اذا لم یطالبها (رد المختار ص ۹۲۹ ج ۲) ظفیر

[3] وجهز ابنته بجهاز وسلمها ذلک مالیس له الاسترداد منها ولا لورثته بعده (الدر المختار علی هامش رد المختار ص ۵۰۳ ج ۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

ہے؟ اگر شوہر کا پدر کچھ زوجہ کے صرف میں خرچ کرے تو زوجہ کے حقوق میں سے مجرا کر سکتا ہے یا نہ؟

الجواب:- کسی کے ذمہ نہیں ہیں، کیونکہ شوہر تو مرگیا اس کے ذمہ نفقہ عدت کا نہیں ہے اور شوہر کے باپ کے ذمہ یہ اخراجات نہیں ہیں، پدر جو کچھ خرچ کرے وہ تبرع ہے مجرا نہیں کرسکتا[1]۔

مرنے والے کے لڑکے کا ولی کون ہے

سوال (۱۲۷۶) پسر متوفیٰ نے ایک پسر جس کی عمر چھ سال کی ہے چھوڑا، اس کا ولی کون ہے، اور حق پرورش کس کو حاصل ہے؟

الجواب:- ولی اس بچہ کا اس کا دادا ہے اور حق پرورش اس کی والدہ کو[2] ہے۔

زید نے نان نفقہ کی ضمانت لی تو نفقہ کی اس سے مستحق ہے یا نہیں

سوال (۱۲۷۷) زید نے بکر کے فرزند کے ساتھ عمر کی دختر کا نکاح اس معاہدہ پر کرایا کہ تم اپنی لڑکی کا نکاح اس لڑکے کے ساتھ کردو، اور کسی بات کا اندیشہ نہ کرو، میں اس کے نان نفقہ و مہر کا ذمہ دار ہوں، اب لڑکا اپنی زوجہ کو عمر کے گھر چھوڑ گیا ہے اور نان نفقہ نہیں دیتا اور نہ بلاتا ہے، اس صورت میں زید سے جو ضامن ہے نفقہ و مہر کا دعویٰ ہو سکتا ہے یا نہ؟

الجواب:- زید ضامن سے نفقہ اور مہر کا مطالبہ شرعاً ہو سکتا ہے، ولا یطالب الاب بمهر ابنه الصغير الفقير الا اذا ضمنه على المعتمد كما في النفقة[3] الخ و في الشامي اى اداء ضمان الولى الكبير منه لما فظاهر لانه كالاجنبى الخ شامى

---

[1] لمر لا نفقة المتوفى عنها زوجها (هدايه ص۴۲۴ ج۲) ظفير۔ [2] واذا وقعت الفرقة بين الزوجين فالام احق بالولد (هدايه ص۴۳۴ ج۲) ظفير

[3] الدر المختار باب المهر ص۴۹۱ ج۲ على هامش رد المحتار۔ ظفير

wwwe.besturdubooks.com

زوجہ مطلقہ ثلثہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے

سوال (۱۲۷۸) زوجہ مطلقہ ثلثہ کی عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہ؟

الجواب: - واجب ہے[1]۔ فقط

اولاد کی پرورش اور شادی باپ کے ذمہ ہے یا نہیں

سوال (۱۲۷۹) اولاد کی شادی و پرورش اور تعلیم باپ کے ذمہ ضروری ہے یا نہ؟ خصوصاً جبکہ اولاد کے پاس مال نہ ہو۔

الجواب: - باپ کے ذمہ اولاد کا نفقہ اس وقت ہے کہ اولاد کے پاس مال نہ ہو، اگر اولاد کے پاس مال ہو تو اولاد کے مال میں سے ان پر خرچ کرے[2]۔

مطلقہ کی عدت اور اس کا نفقہ

سوال (۱۲۸۰) معتدہ طلاق مستحق نفقہ از شوہر خود است یا نہ؟ و عدت معتدہ طلاق کہ جوان باشد حیض است، اگر تا سہ چہار سال می گوید کہ ہنوز سہ حیض از من از وقت طلاق منقضی نہ شدہ اند قول وی را اعتماد کردہ شود یا نہ؟ و نفقہ مدت مذکورہ بر شوہر لازم است یا نہ؟

الجواب: - وتجب لمطلقة الرجعی والبائن النفقة الخ ولو ادعت امتداد الطہر فلہا النفقة[3] الخ پس معلوم شد کہ نفقہ مطلقہ تا

---

[1] واذا طلق الرجل امرأته فلہا النفقة والسكنى فی عدتہا رجعیا کان او بائنا (الی قولہ) سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول للمطلقة الثلث النفقة والسكنى ما دامت فی العدة (ہدایہ ص ۴۲۱ ج ۲) ظفیر

[2] وتجب النفقة بانواعہا علی الحر لطفلہ یعم الانثی الجمع الفقیر الحر فان النفقة المملوك علی مالكہ والغنی فی مالہ الحاضر (درمختار) الفقیر ای ان لم یبلغ حد الكسب (ردالمحتار باب النفقہ مطلب الصغیر المكتسب نفقة فی كسبہ ص ۹۲۳ ج ۲) ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۲۱ ج ۲ - ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

انقضائے عدت واجب است و در امتداد طہر قول مطلقہ معتبر است۔ الا ان یقیم الزوج البینۃ علی اقرارہا بانقضاء العدۃ او تبلغ سن الایاس بعد ثلثۃ اشہر کذا فی الشامی

صغیرہ کا نفقہ

سوال (۱۲۸۱) نفقہ صغیرہ کہ بعمر دو سال است از پدر گرفتہ شود یا نہ؟ و مدت حضانت چیست؟

الجواب: نفقہ صغیرہ بذمہ پدر است، حسب عرف نفقہ از پدر گرفتہ شود و تا ہفت سال نزد حاضنہ، ام یا ام الام یا غیر او شاں بماند[۱]۔ فقط

مطلقہ کی عدت کا نفقہ بذمہ شوہر

سوال (۱۲۸۲) عورت حاملہ ہے بعد بچہ پیدا ہونے کے اس کا نان ونفقہ شوہر پر واجب ہوگا یا نہ؟

الجواب: مطلقہ کا نفقہ عدت میں شوہر پر لازم ہے، اور بچہ پیدا ہونے پر بچہ کا نفقہ باپ کے ذمہ لازم ہے[۲]۔

بیوی شوہر کے ساتھ سفر میں جانے سے انکار کرے تو نفقہ کا کیا حکم ہے

سوال (۱۲۸۳) زوجہ اپنے شوہر کے ہمراہ جانے سے سفر میں انکار کرتی ہے اگر شوہر نفقہ بند کردے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: درمختار میں ہے او ابت الذھاب الیہ او السفر

---

[۱] وتجب النفقۃ بانواعہا علی الحر لطفلہ یعم الانثی والجمع (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۲۳ ج ۲) والام والجدۃ احق بالغلام (الی قولہ) والخصاف قدر الاستغناء بسبع سنین اعتبارا للغالب (ھدایہ ص ۴۱۶ ج ۲) ظفیر۔ [۲] اذا طلق الرجل امرأتہ فلہا النفقۃ والسکنی فی عدتہا رجعیا کان او بائنا (ھدایہ ص ۴۲۲ ج ۲) ونفقۃ الاولاد الصغار علی الاب لا یشارکہ فیہا احد الخ (ھدایہ ص ۴۲۳ ج ۲) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

معہ او مع اجنبی بعثہ ماینقلہا فلہا النفقہ[1]۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے، نفقہ نہ دینے میں شوہر گنہ گار ہوگا۔

زوجہ کا حق بسلسلہ سکنیٰ

سوال (۱۲۸۴) زید نے زر دین مہر کل معجل اپنی زوجہ کو ادا کر دیا، مسماۃ ہندہ حقوق زوجیت ادا نہیں کرتی، اور بخانہ شوہر کے بھی آنے سے انکار کرتی ہے، اس صورت میں زید مسماۃ ہندہ زوجہ خود کو بخانہ اپنے سکونت پذیر کر کے حقوق زوجیت ادا کرنے کا شرعاً مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب:- زید کو بیشک یہ حق ہے کہ اپنی زوجہ کو علیحدہ مکان میں رکھے اور زوجہ کے ذمہ اس کی اطاعت اور ادائے حق شوہری لازم ہے[2]، ورنہ وہ عورت ناشزہ اور نافرمان ہے، فقہاء یہ لکھتے ہیں کہ اگر زوجہ بے وجہ شوہر کے گھر نہ جاوے تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر نہیں رہتا[3]۔

بلا وجہ شوہر کے مکان میں عورت نہ جائے تو وہ شرعاً نافرمان ہے

سوال (۱۲۸۵) ایک شخص بہ ثبت اقرار نامہ بدیں الفاظ اپنی شادی کراتا ہے کہ میں اپنے خسر کے ہمراہ رہوں گا، اگر کسی قسم کی ناچاقی ہو جاوے تو مکان اسی محلہ میں کرایہ پر لے کر رہوں گا، اس شادی کو تین سال ہو گئے، ایک لڑکا بھی بعمر دو سال موجود ہے اب داماد اور خسر میں ایسا تنازعہ ہو گیا کہ نبھاؤ مشکل ہے، اس غرض سے داماد گھر چھوڑنے پر مجبور ہوا، اور آئندہ اس محلہ میں رہنا نہیں چاہتا، دوسرے محلہ میں مکان

---

[1] الدر المختار باب النفقہ ص۲۶۷ ج۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا الرجل دعا زوجتہ لحاجتہ فلتاتہ وان کانت علی التنور (مشکوۃ ص۲۸۱) ظفیر۔ [3] لا نفقۃ لاحد عشر مرتدۃ الا خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ہامش رد المختار ص۹۹۶ ج۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

کرایہ پر لیا ہے، لڑکی اس مکان میں جانے سے انکار کرتی ہے، اس صورت میں لڑکی خاوند سے نان نفقہ پانے کی مستحق ہو سکتی ہے یا نہ اور لڑکا اپنی ماں کے ہمراہ رہے

الجواب:- اگر عورت اس مکان میں شوہر کے ساتھ بلا وجہ نہ جاویگی، تو ناشزہ ہوگی، اور شوہر سے نفقہ پانے کی مستحق نہ ہوگی ھکذا فی الدر المختار[1] وغیرہ، اور لڑکا ماں کے پاس ہی رہے گا[2]۔

بچہ اور بیوی کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے

سوال (۱۲۸۶) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کا مہر ادا کر دیا اور ہندہ کو اس کے والدین کے یہاں پہنچا دی، ہندہ کے ہمراہ ایک چھوٹا بچہ ہے، زید نہ اس کی پرورش کرتا ہے اور نہ ہندہ کو نان نفقہ دیتا ہے، کوئی حق زوجیت ادا نہیں کرتا اور گھر رکھنے سے انکار کرتا ہے، اور طلاق بھی نہیں دیتا، اس صورت میں ہندہ کے گذر اوقات کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

الجواب:- نالش کرکے شوہر سے نان و نفقہ مقرر کرائے یا وہ طلاق دے گا یا نفقہ دے گا، شریعت کا یہ حکم ہے کہ حاکم شوہر سے زبردستی نفقہ دلوائے[3]۔

عدت کے ایام میں جب عورت شوہر کے گھر سے بلا وجہ نکل جائے تو مستحق نفقہ عدت نہیں

سوال (۱۲۸۷) زوجہ بعد وفات شوہر چوتھے روز مکان اپنے شوہر کا جہاں شوہر فوت ہوا تھا چھوڑ کر اپنے بھائیوں کے یہاں چلی گئی اور ایام عدت مکان شوہر میں نہیں گذارے، ایسی حالت میں شوہر کے ترکہ سے اس کو نان و نفقہ کا استحقاق تا اختتام

---

[1] لا نفقة خارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة مختصراً (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۹۶ ج ۲) ظفیر۔ [2] تربية الولد تثبت للام النسبية ولو بعد الفرقة الا ان تكون مرتدة او فاجرة او متزوجة بغير محرم الصغير (ايضاً باب الحضانة ص ۸۸۰ ج ۲) ظفیر [3] فتجب للزوجة بنكاح صحيح الخ على زوجها الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۸ ج ۲) ويجب (الطلاق) لو فات الامساك بالمعروف (ايضاً كتاب الطلاق ص ۵۹۵ ج ۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

عدت حاصل ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- بعد وفات شوہر عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے وہ نکلے یا نہ نکلے، پس شوہر کے ترکہ میں سے عدت کا نفقہ عورت کو نہ ملے گا، فی الدر المختار لا تجب النفقۃ بانواعھا لمعتدۃ موت اھ[1]

والدین کا نفقہ اولاد کے ذمہ

سوال (۱۲۸۸) زید کے دو لڑکے ہیں زید اپنے لڑکوں سے کہتا ہے کہ تم اپنی کمائی میں سے میرا حصہ جدا کردو، شرعاً زید اور اس کی بیوی ضعیف و نادار ہیں، بیٹوں کے مال میں سے کچھ حصہ زید و اس کی زوجہ کا ہے یا نہیں، لڑکے کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی قوت بازو سے کمایا ہے، آپ کا ہماری کمائی میں کچھ حصہ نہیں، کیا حکم ہے۔

الجواب:- ماں باپ کا جب کہ محتاج وضعیف و نادار ہوں، ان کا نفقہ اولاد کے ذمہ واجب ہے، پس دونوں کے ذمہ ماں باپ کا خرچ لازم ہے بقدر حاجت پوشاک وخوراک کے لئے ان کو دیویں، اور کوئی حصہ علاوہ نفقہ کے لازم نہیں ہے، و تجب علی موسر النفقۃ لاصولہ الفقراء اھ ملخصاً در مختار[2]۔

جب تک نکاح باقی ہے بیوی کو نفقہ کا حق حاصل ہے

سوال (۱۲۸۹) زید عرصہ چار سال سے افریقہ چلا گیا، اور اپنی منکوحہ عورت کو چھوڑ گیا تین سال تک اس نے اپنی منکوحہ کی خبر تک نہ لی، ناچار بمعرفت وکیل نان نفقہ کے لئے نوٹس دیا تو اس نے دو سو روپیہ بھیجدیا، اب سنا جاتا ہے کہ وہ اس جگہ خمر خواری میں مشغول ہے اور کوئی عورت بھی بغیر نکاح کے رکھی ہوئی ہے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ مطلب فی نفقۃ المطلقۃ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۳۱ ج ۲ و ص ۹۳۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

اور وہ کہتا ہے کہ میں وطن کو کبھی جانا ہی نہیں، اور نہ وہ اب خرچ دیتا ہے نہ آباد کرتا ہے نہ چھوڑتا ہے، ایسی صورت میں عورت کو کیا کرنا چاہیے۔

الجواب:- اقول وباللہ التوفیق مذہب حنفیہ اس بارہ میں یہ ہے کہ بدون طلاق دیئے شوہر کے اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی، نفقہ کے لئے حکام کی طرف رجوع کرے اور حکام شوہر کو مجبور کریں کہ عورت کی خبرگیری کرے اور نفقہ دے ورنہ طلاق دیدے، خود حاکم تفریق نہیں کراسکتا۔ قال فی الدر المختار ولا یفرق بینهما بعجزه عنها بانواعها الثلاثة ولا بعدم ایفائه لو غائبا حقها ولو موسرا وجوزه الشافعی باعسار الزوج وبتضررها بغیبته ولو قضی به حنفی لم ینفذ[1] الخ والتحقیق فی الشامی۔

سوال (۱۲۹۰) اگر زوجہ اپنے شوہر کو خدا کا واسطہ دے کر یہ کہے کہ تو میرے پاس مت آیا اس گھر میں مت آ، حالانکہ گھر اس کے شوہر کا ہو، تو ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے

بیوی اپنے شوہر کو گھر میں آنے سے روکنے کا حق نہیں رکھتی

الجواب:- زوجہ کو یہ حق نہیں کہ وہ شوہر کو اس کے گھر میں آنے سے روکے اور منع کرے، اور نہ شوہر کو اس میں عورت کا کہنا ماننا ضروری ہے، عورت کو کچھ اختیار نہیں ہے کہ وہ خدا کا واسطہ دے کر ایسا کہے اور اس کو یہ کہنا درست نہیں ہے[2]

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص۲۵۹ ج۲ صاحب حیلۂ ناجزہ حضرت تھانویؒ نے حالات سے مجبور ہو کر راستہ پیدا کیا ہے، تفصیل اس میں دیکھی جائے ۱۲ واللہ اعلم۔ ظفیر

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرأة اذا صلت خمسها وصامت شهرها واحصنت فرجها واطاعت بعلها فلتدخل من ای ابواب الجنة شاءت رواه ابو نعیم فی الحلیة (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء ص۲۸۱) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

نکاح کرکے خبر نہ لینا

سوال (۱۲۹۱) ایک شخص نے نکاح کرکے پھر اپنی زوجہ کی خبر نہیں لی جس کو تین سال گذر گئے، اب کیا حکم ہے؟

الجواب:- جب تک شوہر طلاق نہ دے گا، اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی، بدون طلاق کے اور بدون گذرنے عدت کے دوسرا نکاح نہیں کرسکتی، چاہیے کہ نان نفقہ کا اس پر دعویٰ کیا جاوے یا اس سے طلاق لے لی جاوے[1]۔

بعد ختم عدت مطلقہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں

سوال (۱۲۹۲) زید کی زوجہ نے بذریعہ نالش زید سے تاحیات اپنے نان نفقہ کی رجسٹری کرالی، پھر کچھ دنوں بعد زید نے زوجہ کو طلاق دیدی، اور اس کے ماں باپ کو بھی بذریعہ رجسٹری اطلاع دیدی، اب بعد انقضائے عدت زید نے زوجہ کو طلاق پوری دیدی یعنی رجعت نہیں کی بلکہ بالکل نکال دی اور نان نفقہ بند کردیا، اب زوجہ نے پھر نان نفقہ کی نالش کی ہے، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ شریعت میں بعد طلاق وبعد انقضائے عدت نان نفقہ فرض ہے۔

الجواب:- نفقہ زوجہ کا بذمہ زوج حالت نکاح میں اور بعد طلاق عدت کے ختم تک لازم ہے، اس کے بعد نفقہ واجب نہیں رہتا، قال فی الدر المختار فتجب للزوجۃ علی زوجھا الخ وفیہ ایضاً وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن والفرقۃ بلا معصیۃ النفقۃ والسکنی[2] الخ فقط

---

[1] اس شخص پر بھی واجب ہے کہ یا حقوق ادا کرے ورنہ طلاق دیدے، ویجب لو فات الامساک بالمعروف (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۷۰/۲) ظفیر۔ [2] ایضاً باب النفقہ ص ۹۲۱/۲۷۰، ۱۲ ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

مطلقہ جب اپنے باپ کے گھر چلی جائے تو عدت کا نفقہ نہیں ہے

سوال (۱۲۹۳) ایک شخص نے اپنی عورت کو تین دفعہ طلاق دیدی اور عورت اپنے خاوند کے گھر نہیں رہی اپنے والدین کے گھر پر چلی گئی، اب وہ عدت کا نفقہ طلب کرتی ہے، کیا وہ مستحق نفقہ کی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر عورت مطلقہ شوہر کے گھر سے چلی جاوے، اور عدت وہاں پوری نہ کرے تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر لازم نہیں ہے۔ کذا فی الشامی[1]۔

بغیر طلاق شوہر بیوی کے جرم کی وجہ سے علحدگی اختیار کرے تو بھی نفقہ واجب ہے

سوال (۱۲۹۴) زید نے اپنی اہلیہ کو ایک شخص کے ساتھ مجامعت کرتے دیکھا اور زید نے اپنی منکوحہ سے کنارہ کشی اختیار کی اور نفقہ سے بھی دست بردار ہو گیا، جس کو عرصہ ایک سال کا ہوتا ہے۔ کیا ایسی صورت میں بھی زید کو مہر اور نفقہ دینا ہوگا، نیز بعد خلوت صحیحہ کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے جو مہر مرد کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے۔

الجواب:- اس صورت میں زید کے ذمہ مہر اور نفقہ لازم ہے کیونکہ بعد خلوت صحیحہ کے مہر شوہر کے ذمہ لازم و مؤکد ہو جاتا ہے کما فی الدر المختار ویتاکد عند وطی او خلوۃ صحت[2] الخ فقط

---

[1] وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن النفقۃ والسکنی والکسوۃ (در مختار) وفی المجتبی نفقۃ العدۃ کنفقۃ النکاح وفی الذخیرۃ وتسقط بالنشوز وتعود بالعود واطلق فشمل الحامل وغیرھا والبائن بثلاث (رد المحتار باب النفقہ ص ۹۲۱/۲) ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المہر ص ۴۵۴/۲ ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

دوسری شادی سے خسر نہیں روک سکتا ہے اور نہ گھر بیٹھا کر لڑکی کا نفقہ لے سکتا ہے

سوال (۱۲۹۵) ایک شخص کی شادی ایک لڑکی سے ہوئی، تھوڑے عرصہ بعد کسی قسم کا تعلق نہیں ہونے پایا کہ لڑکی ایک عارضہ میں مبتلا ہوئی کہ چہرہ بالکل مسخ ہوگیا دیکھنے سے بھی طبیعت کراہت کرتی ہے۔ ہر چند علاج کیا گیا لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا، لڑکے کے والدین چاہتے ہیں کہ لڑکے کی دوسری شادی کردیں، لیکن لڑکی کے والدین کہتے ہیں کہ ہم دوسری شادی نہیں ہونے دیں گے جب تک کہ لڑکی کے خورد و نوش کی ماہانہ رقم مقرر نہ کرو، اور وہ علٰحدہ رہے گی، تمہارے یہاں نہیں جاوے گی لیکن رقم تم کو ادا کرنی ہوگی، اور لڑکے کے والدین نے صدہا مرتبہ لڑکی کو اپنے گھر بلایا وہ آنے سے انکار کرتی ہے، صورت مذکورہ میں لڑکی کے والدین کو نکاح شوہر سے مانع ہونے کا حق ہے یا نہیں، اور شوہر طلاق دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ زوجہ کے والدین کو شوہر کو دوسرے نکاح سے منع کرنے کا کوئی حق شرعاً نہیں ہے، اور صورت مسئولہ میں چونکہ شوہر کے والدین بمجبوری وبضرورت اپنے پسر کے دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں تو بحالت موجودہ ان کو دوسری شادی سے منع کرنا سخت ظلم اور معصیۃ ہے، اور ماہانہ زوجہ کا نفقہ مقرر کرانا باوجودیکہ زوجہ اپنے شوہر کے گھر نہیں جاتی اور وہاں نہیں رہتی یہ بھی خلاف حکم شرع ہے، نفقہ زوجہ کا اسی وقت لازم ہوتا ہے کہ وہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہ کرے، اور انکار کرنے کی صورت میں نفقہ ساقط ہوجاتا ہے کما فی الشامی قوله دالاٰ لا ای وان امکن نقلها الی بیت الزوج بمحفة ونحوها فلم تنتقل لا نفقة لها[1] شامیؒ جلد ۲ باب النفقہ، اور شوہر کو طلاق دینا بھی جائز ہے۔

[1] رد المحتار باب النفقہ ص ۹۹۹/۲ ۱۲ ظفیر

بدچلن بیوی کا نفقہ

سوال (۱۲۹۶) زید کی بیوی بدچلن ہے، اس لئے زید نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی، زید کی بیوی کو جب تک طلاق نہیں دی گئی، نان و نفقہ کی حقدار ہے یا نہیں۔

الجواب: نفقہ کی حقدار ہے[1]۔

شوہر کے خلاف ماں باپ کے یہاں رہ کر نفقہ کی مستحق نہیں

سوال (۱۲۹۷) ایک عورت بلا رضامندی شوہر اپنے والدین کے پاس رہ کر نان و نفقہ طلب کرتی ہے باوجودیکہ شوہر اس کو بلانے گیا اور وہ نہ آئی، آیا ایسی حالت میں وہ اپنا نان و نفقہ شرعاً پا سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: ایسی حالت میں عورت نان و نفقہ کی مستحق نہیں ہے جب تک وہ شوہر کے گھر نہ آوے گی اس کو نفقہ نہ ملے گا، البتہ اگر باجازت شوہر وہاں یعنی والدین کے گھر رہی یا کوئی وجہ شرعی اور عذر شرعی نہ آنے کا ہو تو اس وقت وہ نفقہ پا سکتی ہے[2]۔

نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۲۹۸) زید کے دو بیبیاں ہیں، پہلی بی بی سے آٹھ اولاد پانچ ذکور تین اناث۔ اور دوسری بی بی سے صرف ایک اولاد ذکور ہے، پہلی بی بی نہایت شریف وفادار خدمت گذار فرمانبردار خوش اخلاق و نیک نفس و نیک بخت ہے، اور دوسری بی بی سخت بدخلق و بدزبان، بے وفا، باغی و سرکش ہے جو اپنے شوہر کی برائی، بدنامی و بربادی کی ہمیشہ

---

[1] تجب للزوجۃ بنکاح صحیح الخ علی زوجہا لانہا جزاء الاحتباس (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۹۶ ج ۲) ظفیر

[2] لا نفقۃ لاحد عشر منہا خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۹۹ ج ۲، ص ۸۹۹ ج ۲) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

خواہاں وجویاں رہتی ہے، اور از وقت عقد تا ایندم شوہر کے ساتھ رہنے سے انکاری ہے، اگرچہ زید نے اس پر کبھی کسی قسم کی سختی وغیرہ نہیں کی، کیونکہ زید نہایت نیک نفس ونیک مزاج ہے، مگر وہ زوجہ اپنی اعزہ کی صلاح بد ونیز اپنی ذاتی و خلقی کج خلقی وسرکشی کی وجہ سے باوجودیکہ زید کی خواہش وفہائش اور نصیحت وپند کی وہ اپنی سرکشی ونافرمانی سے باز نہیں آتی اور ساتھ نہیں رہتی تو ایسی صورت میں اس کا نان ونفقہ دینا زید پر واجب ہے یا نہ۔ اور کیا زید کو اس کا حق نہیں ہے کہ وہ اپنی اولاد اس سرکش دبے وفا زوجہ سے لے لے، اس معاملہ میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب: ایسی عورت نافرمان کا نفقہ جو کہ شوہر کے پاس نہ جاوے اور باوجود طلب شوہر کے جانے سے انکار کرے اور عدول حکمی شوہر کی کرے شوہر کے ذمہ سے ساقط ہے جیسا کہ درمختار میں ہے لا نفقۃ لاحد عشر مرتدۃ الخ وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود[1] الخ اور حق پرورش بچہ کا والدہ کو سات برس تک ہے، اب اگر وہ لڑکا سات برس کا پورا ہو گیا ہے تو اس کا باپ اس کو اس کی والدہ سے لے سکتا ہے[2]، اور جب تک وہ لڑکا والدہ کے پاس رہے گا اس کا خرچہ باپ کو دینا ہوگا بشرطیکہ اس لڑکے کی ملک میں کچھ مال نہ ہو، اور اگر اس کے پاس مال ہے تو اس کے مال میں سے اس کا خرچ دیا جاوے گا[3]۔

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۹۹/۲ و ص ۹۰۰/۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] والحاضنۃ اما او غیرها احق بہ ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی (ایضاً باب الحضانۃ ص ۹۳۰/۲) ظفیر۔ [3] وتجب النفقۃ بانواعها علی الحر لطفلہ الفقیر الحر فان نفقۃ المملوک علی مالکہ والغنی فی مالہ الحاضر (ایضاً باب النفقہ ص ۹۲۳/۲) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

جب شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرے تو نفقہ کی مستحق نہیں

سوال (۱۲۹۹) زید کی زوجہ اگر زید کے مکان پر نہ جاوے یا زید جہاں نوکر ہو وہاں نہ رہے، اور اپنے والدین کے مکان پر رہے تو نفقہ زید سے لے سکتی ہے یا نہیں، اور زید اس کو اپنی ساتھ مکان یا نوکری پر لے جا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- زوجہ اگر شوہر کے گھر جانے اور اس کے ساتھ جانے سے باوجود طلب شوہر کے انکار کرے تو نفقہ اس کا ساقط ہو جاتا ہے کما فی الدر المختار (وهي في بيت ابيها اذا لم يطالبها الزوج بالنقلة به يفتى)[1] لیکن اس کے بعد در مختار میں کہا اگر سفر میں شوہر کے ساتھ جانے سے انکار کرے تو نفقہ اس کا ساقط نہ ہوگا بخلاف ما اذا خرجت من بيت الغصب او ابت الذهاب اليه او السفر معه او (درمختار) اى بناءً على المفتى به من انه ليس له السفر بها لفساد الزمان فامتناعها بحق (الشامی)[2] جلد ۲

بیوی جان کے خوف کی وجہ سے جب شوہر کے یہاں نہ رہے تو بھی نفقہ پائے گی

سوال (۱۳۰۰) جب کہ زوجہ زید کو زید کے ساتھ رہنے میں اپنی جان کا خوف ہے تو زوجہ اپنے شوہر سے علیحدہ رہ کر نان ونفقہ لے سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- ایسی حالت خوف ومجبوری میں عورت اپنے شوہر سے نفقہ گھر بیٹھے لے سکتی ہے، کیونکہ اس حالت میں وہ ناشزہ نہیں ہے، پس یہ نہ جانا اس کا شوہر کے گھر نافرمانی اور نشوز نہ ہوگا جو کہ مسقط نفقہ ہے، جیسا کہ شامی سے وسئلت عن امرأة اسكنها زوجها في

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۹/۲ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۰/۲ و ص ۹۱۱/۲ ۱۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

بلاد الحرب دزالملحدین ثم امتنعت وطلبت منہ السکنیٰ فی بلاد الاسلام خوفاً علی دینہا ویظہرلی ان لہا ذلک الا قولہ او السفر معہ ای بناءً علی المفتی بہ من انہ لیس لہ السفر بہا لفساد الزمان فامتناعہا بحق (۱) ۔ فقط ۔

شوہر کی مرضی سے میکے میں بھی رہے گی تو نفقہ پائے گی

سوال (۱۳۰۱) ایک شخص کا نکاح ایک جوان عورت سے ہوا تخلیہ ہوا مگر شوہر حق ادا نہ کر سکا، بلکہ صاف لفظوں میں بی بی سے کہا کہ مجھے بیماری ہے میں رنگون جاتا ہوں اپنی دوا کر کے بہت جلد آؤں گا، بعد ایک ہفتہ کے رنگون چلے گئے اور پانچ برس میں واپس آئے، اور عورت زمانہ نکاح سے تا ایندم اپنے میکہ میں ہے تو نان ونفقہ کی مستحق ہے یا نہیں، اور عورت خلع چاہتی ہے تو مہر وزیور وغیرہ شوہر سے پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔

الجواب :- شرعاً نکاح صحیح ہوگیا اور چونکہ اب قضاۃ اسلام نہیں ہیں جو تاجیل وتفریق کریں، اس لئے بدون طلاق دیئے شوہر کے علیحدگی نہ ہوگی اور خلع اگر کرنا چاہیں تو زوجین کی رضامندی سے ہوسکتا ہے، خلع کے بعد عورت اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہوجاوے گی، اور خلع سے مہر وغیرہ ساقط ہوجاتا ہے، اور اگر عورت خلاف مرضی اپنی شوہر کے اپنی میکہ میں نہیں رہی بلکہ شوہر کی مرضی واجازت سے رہی تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر لازم ہے (۲) ھٰذا کلہ فی کتب الفقہ۔

---

(۱) رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر (۲) ولو ھی فی بیت ابیہا اذا لم یطالبہا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی وکذا اذا طالبہا ولم تمتنع (در مختار) فیجب للزوجۃ و ھذا ظاہر الروایۃ فیجب النفقۃ من حین العقد الصحیح وان لم تنتقل الی منزل الزوج اذا لم یطالبہا (رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۶ ج ۲) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

گزشتہ نفقہ بغیر قضائے قاضی واجب نہیں

سوال (۱۳۰۲) زید نے ہندہ کو یہ الفاظ کہے اہم نے اس کو چھوڑ دیا اور ہم کو اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے مگر اسی سال مذکورہ میں ہندہ نے قرض لے کر حوائج ضروریہ میں صرف کیا ہے تو ادا کی کیا صورت ہے۔

الجواب: - کتب فقہ میں ہے کہ پچھلا نفقہ بدون قضاء یا رضاء کے شوہر کے ذمہ دین نہیں ہوتا، لہذا ماضی کا نفقہ شوہر سے وصول نہیں کیا جاسکتا، البتہ اگر وہ خوشی سے دیدیوے تو دوسری بات ہے، درمختار میں ہے

والنفقة لا تصير ديناً الا بالقضاء او الرضا[1] فقط

گزشتہ چودہ سال کا نفقہ واجب ہوگا یا نہیں

سوال (۱۳۰۳) مسماۃ گجرا دختر فاطمہ کو اس کے شوہر کلن نے چودہ برس سے اپنے پاس نہیں رکھا اور نہ روٹی کپڑا دیا اور بار گجرا کا اس کی والدہ نے برداشت کیا، لہذا ایسی حالت میں چودہ برس کا خرچہ اور زر مہر شوہر کلن سے دلایا جائے گا یا نہیں۔

الجواب: - درمختار میں ہے والنفقة لا تصير ديناً الا بالقضاء او الرضا[2] اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ گذشتہ کا نان ونفقہ عورت بلا قضاء یا رضاء کے نہیں لے سکتی اور مہر مؤجل کا مطالبہ بعد طلاق یا موت کے ہوسکتا ہے ابھی مطالبہ مہر کا شوہر سے نہیں ہوسکتا ہے۔

غائب مفقود الخبر کے ذمہ بیوی کا نفقہ

سوال (۱۳۰۴) سلیمان کی شادی عائشہ کے ساتھ ہوئی، سلیمان شادی سے ایک ماہ بعد افریقہ چلا گیا، جس کو ستائیس برس کا عرصہ ہوا، زوج نے افریقہ سے زوجہ کے لئے نان ونفقہ وخط نہیں بھیجا، مگر زوج کا افریقہ میں زندہ ہونے کا یقین ہے، زوجہ میں افریقہ

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۱۰ ج ۲ ظفیر [2] ایضاً ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

جانے کی طاقت نہیں، زوجہ کا نفقہ کس کے ذمہ ہے، اور زوجہ کو دوسرا نکاح کرنا اس صورت میں درست ہے یا نہیں۔

الجواب: - جب کہ سلیمان زندہ ہے اور مفقود الخبر بھی نہیں ہے تو بدون سلیمان کے طلاق دینے کے اس کی زوجہ عائشہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی اور نفقہ عائشہ کا بذمہ سلیمان کے واجب ہے کما فی الدر المختار فتجب للزوجة[1] علی زوجها الخ ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة الخ به یفتی[2] الخ فقط

عنین کے ذمہ بیوی کا نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۰۵) ایک شخص عنین نے دھوکہ دے کر ایک عورت باکرہ سے نکاح کیا اور خلوت اول میں وہ ہاتھ نہیں لگا سکا، کیا وہ نکاح جائز ہے اور عورت کو ایسے شخص پر حقوق زوجیت حاصل ہوں گے یعنی اس سے وہ مہر اور نان ونفقہ لے سکتی ہے، اور اس کے ورثہ میں حصہ پا سکتی ہے اور درصورت علیحدگی عدت لازم آتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - یہ نکاح صحیح ہے، اور نفقہ زوجہ کا بذمہ شوہر لازم ہے اور بعد خلوت کے اگر علیحدگی ہو تو پورا مہر بذمہ شوہر لازم ہے اور عدت بھی واجب ہے اور شوہر کے مرنے کے بعد وہ عورت حصہ پاوے گی۔

گذشتہ سالوں کا نفقہ واجب الادا نہیں ہوتا

سوال (۱۳۰۶) محمد اسحاق کی ایک نابالغ لڑکی اس کی مطلقہ عورت کے ساتھ چلی گئی تقریباً پانچ سال ہوگئے، لڑکی کی ماں نے قرض لے کر اس کو پرورش کیا، مدت منقضیہ کا نان ونفقہ محمد اسحاق

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص۹۰۹ و ص۹۰۶ ج۲ ظفیر

[2] فتجب للزوجة بنکاح صحیح الخ علی زوجها لانها جزاء الاحتباس (ایضاً ص۸۹۶ ج۲ و ص۹۰۶ ج۲) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

پر عائد ہوگا یا نہیں ۔

الجواب:۔ اصل یہ ہے کہ نفقہ ماضی کا ساقط ہوجاتا ہے، بدون قضاء یا رضاء کے دین بذمہ شوہر نہیں ہوتا، کمافی الدر المختار والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء[1] الخ پس موافق اس قاعدہ کے جب کہ قضاء یا رضاء کسی مقدار نفقہ پر نہیں ہوئی تو وہ ساقط ہوگیا ۔

بلا اجازت جو بیوی میکے چلی جائے اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں

سوال (۱۳۰۷) حاملہ بیوی جو اپنے شوہر کے بیماری کی حالت میں بلا اجازت شوہر اپنے باپ کے ساتھ مع چند زیورات کے جو اس کے مہر کے نصف حصہ کے قریب ہیں ساتھ لئے ہوئے اپنے میکہ میں چلی گئی ہو، اور باوجود مکرر سکرر شوہر کی طلبی کے اپنے باپ کی رائے کے موافق شوہر کے گھر آنے کو انکار کرتی ہو تو نان ونفقہ اور مہر کی طلب کرنے کی حقدار ہے یا کیا ۔

الجواب:۔ اس مدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم نہیں ہے[2]، اور مہر اگر موجل ہے تو اس کا مطالبہ عورت ابھی نہیں کرسکتی، اس کا وقت موت یا طلاق ہے

مطلقہ مہر اور نفقہ عدت کی مستحق ہے

سوال (۱۳۰۸) اگر کوئی مشرکہ مسلمان ہونے کے بعد کسی مسلمان سے نکاح کرے پھر مسلمان اس کو طلاق دیدے تو وہ سوائے مہر ونان ونفقہ عدت کے کسی دوسرے شے کی مستحق ہوسکتی ہے یا نہیں یا دوامی نفقہ دلایا جاسکتا ہے ۔

الجواب:۔ وہ مطلقہ سوائے مہر اور نفقہ عدت کے اور کسی شئی

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۱۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] لا نفقۃ لاحد عشر منھا الا خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ ج ۲ وص ۹۰۴ ج ۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

کی مستحق نہیں ہے، اور اگر طلاق بائنہ ہے تو بلا نکاح جدید کے شوہر اس کو نہیں رکھ سکتا، البتہ طلاق رجعی میں بدون نکاح کے عدت میں رجوع کر سکتا ہے اور مطلقہ کے لئے بعد عدت کے نفقہ نہیں ہے، پس دوامی نفقہ اس کو شرعاً نہیں دلایا جا سکتا[1]۔

نافرمان بیوی جب شوہر کے پاس رہتی ہے تو اس کا نفقہ ضروری ہے

سوال (۱۳۰۹) زید کی زوجہ نافرمان ہے اپنے شوہر کی رضاجوئی کی پرواہ نہیں کرتی باوجود تقاضہ وتاکید کے صوم وصلوٰۃ کی پابندی نہیں باوجود تنبیہ اور ممانعت کے غیر محرموں کے سامنے بے حجابا آتی ہے، زید تنگ آکر دوسرا عقد کر لیا، اب زوجہ اول اپنے نان ونفقہ اور عدل کی مدعی ہے تو کیا زوجہ اول اپنے حقوق کے مطالبہ میں حق بجانب ہے اور آیا ایسے نافرمان عورت کا جو نماز روزہ کی پابندی ضروری نہیں سمجھتی اور خلاف مرضی شوہر غیر محرموں کے سامنے آتی ہے، شوہر کے ذمہ نان ونفقہ اور عدل واجب ہے یا نہیں۔

الجواب: - زید کی زوجہ اولیٰ کا نان ونفقہ وعدل کے بارے میں مطالبہ کرنا حق بجانب ہے، اس کا نان ونفقہ زوج کے ذمہ جب تک وہ شوہر کے گھر ہے اور جب تک وہ نافرمان ہو کر اس کے گھر سے نکل نہ جاوے واجب[2] ہے اور عدل ومساوات درمیان ہر دو زوجہ کے واجب ولازم ہے۔

[1] وتجب لمطلقة الرجعي والبائن الخ النفقة والسكنى والكسوة ان طالت المدة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۱۲ ج ۲) واذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى في عدتها الخ سمعت رسول الله عليه السلام يقول للمطلقة الثلث النفقة والسكنى ما دامت في العدة۔ (هدايه باب النفقة ص ۴۲۴ ج ۲) ظفير [2] النفقة واجبة للزوجة على زوجها الخ اذا سلمت نفسها الى منزله (هدايه باب النفقة ص ۴۱۷ ج ۲) ظفير۔

wwwe.besturdubooks.com

زانیہ بیوی کا نفقہ

سوال (۱۳۱۰) زید نے ایک لڑکی سے نکاح کیا اس کے چار ماہ بیس روز کے بعد لڑکا پیدا ہوا، تو شرعاً نکاح و مہر وغیرہ حقوق زوجیت کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں نکاح زید کا صحیح ہو گیا، کیونکہ حاملہ عن الزنا سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن اگر نکاح اس حاملہ کا غیر زانی سے ہو تو تا وضع حمل اس کو وطی کرنا جائز نہیں ہے، پس جب کہ بوجہ لاعلمی کے وطی ہوئی تو زید کو کچھ گناہ نہیں ہوا، اور نکاح قائم ہے، اور نان و نفقہ زوجہ کا جب کہ وہ شوہر کے مکان پر رہے بذمہ شوہر واجب ہے[1] اور مہر بعد صحبت کے پورا واجب ہو جاتا ہے۔

جب تک شوہر کے پاس بیوی نہ رہے نفقہ واجب نہیں ہوتا

سوال (۱۳۱۱/۱) شادی کے بعد لڑکی کے والدین پر یہ فرض ہے کہ نہیں کہ وہ لڑکی کو اس کی سسرال بھیجدیں جب کہ اس کا شوہر اس کو کوئی تکلیف نہ دیتا ہو، اور اگر لڑکی شوہر کے یہاں نہ جاوے بیں والدین کے پاس رہے تو نان و نفقہ اس کا شوہر کے ذمہ ہے یا نہیں، اور اولاد کا خرچ کس کے ذمہ ہوگا۔

سوال (۱۳۱۱/۲) جب کہ ہندہ اپنے شوہر کے حقوق پوری طور پر ادا نہیں کرتی تو اگر زید سے کوئی گناہ کبیرہ ہو جاوے تو خدا کے یہاں جوابدہ زید ہوگا یا اس کی بی بی۔

الجواب:۔ (۱و۲) والدین کے ذمہ یہ ضروری ہے اور شوہر اس کو زبردستی لے جا سکتا ہے، اور اگر نہ جاوے اور خلاف رضائے شوہر

---

[1] النفقة واجبة للزوجة على زوجها اذا سلمت نفسها الى منزله (هدایہ باب النفقہ ص ۴۱۷/۲۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

اپنے والدین کے پاس رہے تو شوہر کے ذمہ اس کا نان ونفقہ نہیں ہے اور دعوی اس کا اپنے نان ونفقہ کے بارے میں باطل ہے[1]، اور اولاد کا خرچ باپ کے ذمہ ہے[2]۔

نفقہ میں گرانی وارزانی کی وجہ سے ردوبدل کرنا جائز ہے

سوال (۱۳۱۲) نابالغان کے نفقہ میں بوجہ گرانی وارزانی کے باپ کے ذمہ کمی وبیشی ہوسکتی ہے یا نہ، یعنی اگر حاکم نے ایک دفعہ ایک مقدار مقرر کردی ہو تو اس کے بعد بوجہ گرانی نرخ کے اس مقدار مقررہ پر زیادتی کا حکم صادر ہوسکتا اور کہا جاسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- نفقہ میں بقدر ارزانی وگرانی کمی بیشی ہوسکتی ہے کما فی الدر المختار ویقدرها بقدر الغلاء والرخص[3] (درمختار) ای یراعی کل وقت او مکان بما یناسبه وفی البزازیة اذا فرض القاضی النفقة ثم رخص تسقط الزیادة ولو لم یبطل القضاء وبالعکس لها طلب الزیادة او وکذا لو صالحته علی شیٔ معلوم ثم غلا السعر او رخص کما سیذکره المصنف والشارح الا انه لو صالحت زوجها عن نفقة کل شهر علی دراهم ثم قالت لا تکفینی زیدت[4] در مختار۔ فقط

---

[1] لانفقة لاحد عشر منها مرتدة او خارجة من بیته بغیر حق وهی الناشزة حتی تعود (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ج۲ ص۹۰۳) ظفیر
[2] والنفقة علی الاب علی ما ذکر (هدایه باب حضانة الولد ص۴۲ ج۲) ظفیر
[3] رد المحتار باب النفقه ص۸۹۵ ج۲ ظفیر۔ [4] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ص۸۹۵ ج۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

بیوی کا نفقہ واجب ہے اور ماں صاحب جائداد کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۱۳) زید کی والدہ اور اہلیہ میں بیحد نا چاقی ہے، زید نے ہر طریق پر اتفاق کی کوشش کی لیکن ناکام رہا، والدہ زید کا سوائے زید کے اور کوئی بچہ نہیں ہے، اور والدۂ زید کے پاس محض اسی کی قابل جائداد ہے، زید پریشان ہے کہ دونوں میں سے اس کے واسطے کوئی ایسا نہیں کہ جس سے علیحدہ ہو۔ اس کی تنخواہ اتنی نہیں کہ وہ دونوں کے اخراجات کا علیحدہ علیحدہ کفیل ہو سکے، اگر وہ ان دونوں میں سے ایک شخص کو اپنی ہمراہ رکھے اور خرچ دیوے تو ماخوذ ہوگا یا نہ۔

الجواب:۔ زید کے ذمہ اس کی اہلیہ کا پورا نفقہ لازم ہے[1]، اور اس کی والدہ کے پاس جب کہ جائداد بقدر اس کی گذر کے موجود ہے تو زید کے ذمہ اس کا خرچ واجب نہیں دیتے[2] ان کے خوش رکھنے کو کچھ خدمت کرتا رہے اور محبت وادب سے پیش آتا رہے۔

گذشتہ سالوں کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں

سوال (۱۳۱۴) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح ہوا، چند روز بعد لڑکی کا شوہر کہیں چلا گیا، اور چھ سال تک مفقود الخبر رہا، اس عرصہ میں لڑکی اپنے والدین کے یہاں رہی اور بالغہ ہو کر اپنی قوت بازو سے کما کر کھاتی رہی، اب شوہر آ گیا ہے زوجہ کو گھر لے جانا چاہتا ہے تو

---

[1] النفقة واجبة للزوجة على زوجها إلا إذا اسلمت نفسها إلى بيته (هدايه باب النفقه ج۲ ص۴۱۷) ظفير۔ [2] وتجب على موسر إلا النفقة لأصوله ولو أب أمه الفقير أو لو قادرين على الكسب إلا بالسوية (در مختار) قوله لأصوله إلا الأم المتزوجة فإن نفقتها على الزوج قوله الفقير أو قيد به لأنه لا تجب نفقة الموسر إلا الزوجة (رد المحتار باب النفقه ج۲ ص۹۳۱ و ص۹۳۲) ظفير

www.besturdubooks.com

چھ سال کا نفقہ اس سے لے سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: - کتب فقہ میں ہے والنفقۃ لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضاء[1] لہٰذا گذشتہ زمانہ کا نفقہ شوہر سے نہیں لے سکتی لیکن اگر وہ خوشی سے دیدیوے تو لینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

سفر میں جو بیوی ساتھ نہ جائے اس کا نفقہ بھی ضروری ہے

سوال (۱۳۱۵) ایک شخص ہجرت کرنا چاہتا ہے، اس کے دو بیبیاں ہیں، ایک کا نام چھوٹی ایک کا بڑی ہے، چھوٹی کے ایک لڑکا خورد سال ہے بڑی کے ایک لڑکا ۱۹ سالہ ہے، اور ایک لڑکی ۲۷ سالہ بال بچوں والی ہے چھوٹی ہجرت کے لئے تیار ہے، بڑی کا لڑکا ہجرت کرنا چاہتا ہے مگر وہ خود ہجرت کرنا نہیں چاہتی، دریافت طلب یہ ہے کہ بعد ہجرت مہاجر پر بڑی کا نان ونفقہ کس قدر واجب رہے گا۔

الجواب: - درمختار میں ہے بخلاف ما اذا خرجت من بیت الغصب او ابت الذہاب الیہ او السفر معہ او مع اجنبی بعثہ لینقلہا فلہا النفقۃ[2] الخ شامی میں ہے قولہ او مع السفر معہ) ای بناء علی المفتی بہ من انہ لیس السفر بہا لفساد الزمان فامتناعہا بحق[3] الخ یعنی عورت کا شوہر کے ساتھ نہ جانا نافرمانی اور نشوز میں داخل نہیں ہے جو کہ نفقہ کو ساقط کرنے والا ہے۔ پس حاصل یہ ہے کہ اس عورت کا نفقہ جو ساتھ نہ جاوے بذمہ شوہر لازم ہے اس کا انتظام شوہر کو کرنا چاہئے۔

باپ نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اولاد کا نفقہ ماں کے ذمہ ہے

سوال (۱۳۱۶) مریم صغیرہ کا باپ مرگیا ہے ایک برادر چچازاد اور ماں موجود ہے، صغیرہ کے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب النفقہ ص۹۱۵ ج۲ ۱۲ ظفیر

[2] ایضاً ص۸۹۴ ج۲ ۱۲ ظفیر [3] رد المحتار باب النفقہ ص۸۹۵ ج۲ ۱۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

نفقہ کا کفیل کون ہے اور کس عمر تک، مریم ایسی قوم کی لڑکی ہے جس کی سات آٹھ سالہ لڑکی اپنے کسب سے روٹی حاصل کرسکتی ہے۔

الجواب:- اولادِ صغار کا نفقہ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں ان کی ماں کے ذمہ ہے، شامی میں ہے وھی اولی بالتحمل من سائر الاقارب[1] باقی یہ کفالت نفقہ اسی وقت تک ہے، جب تک کہ وہ خود کوئی کسب نہ کرسکیں اور جب کہ سات آٹھ سالہ بچہ اس قوم کا خود کسب حلال کرسکتا ہے تو ان کا نفقہ بھی صرف اتنی ہی عمر تک واجب ہوگا قال خیر الرملی لو استغنت الانثیٰ بنحو خیاطۃ وغزل یجب ان تکون نفقتھا فی کسبھا ۱۲ شامی[2] جلد ۲

نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۳۱۷) ہندہ ایک مالدار کی لڑکی ہے، والدین کی سازش سے ہمیشہ اپنے شوہر سے نافرمان ہوکر والد کے گھر میں بیٹھ گئی، باوجود بھانے کے بھی شوہر کے گھر نہیں گئی، اب چھ مہینے سے اس کا شوہر مجنون ہوکر پاگل خانہ میں زیر علاج ہے، اب ہندہ مجنون کے بھائی سے بھائی سے نان ونفقہ لے سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے کہ ناشزہ عورت کا نفقہ جو کہ شوہر کے گھر سے بلا عذر شرعی کے چلی جاوے ساقط ہوجاتا ہے اور جب تک وہ شوہر کے گھر واپس نہ آوے، اس وقت تک نفقہ کی مستحق نہیں ہے، لہٰذا اس صورت میں دعویٰ نفقہ کا باطل اور غیر مسموع ہے قال فی الدر المختار لا نفقۃ لاحدیٰ عشرۃ منھا خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود والقول لھا فی عدم النشوز بیمینھا الخ[3]

---

[1] رد المحتار باب النفقہ ص۹۲۲/۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] ایضاً ص۹۲۳/۲ ۱۲ ظفیر

[3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص۸۹۵/۲ و ص۸۹۰/۲ ۱۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

اگر شوہر کے ساتھ رہے تو بیوی کا نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۱۸) میرا عقد ۴ مارچ ۱۹۲۷ء کو دختر نذر محمد خاں کی ساتھ ہوا، بوقت عقد مجھ سے پندرہ روپیہ ماہوار خرچ پاندان کے نان ونفقہ کے لکھوا کر رجسٹری کرالی علاوہ ازیں پانچ ہزار کا مہر موجل تحریر کرایا گیا، اب میری منکوحہ بے حد نافرمان ہے اور اپنے میکہ چلی گئی ہے اور حقوق زوجیت ادا کرنا نہیں چاہتی اپنے میکہ میں رہنا چاہتی ہے جو میرے خلاف ہے، اس صورت میں نکاح منعقد ہوا یا نہیں، اور مبلغ پندرہ روپیہ خرچ پاندان جو مجھ سے لکھوایا گیا اور نیز مہر کے متعلق شرعاً کیا حکم ہوگا۔

الجواب:۔ شوہر کے ذمہ بعد نکاح کے علاوہ مہر مقرر کے نفقہ زوجہ کا حسب حیثیت لازم ہوتا ہے اور وہ بھی اس وقت تک کہ عورت کی طرف سے نافرمانی اور شوہر کے گھر سے چلا جانا نہ پایا جاوے، اور اگر ایسا ہوا یعنی زوجہ کی طرف سے نافرمانی اور خروج پایا گیا تو اس مدت کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ نہیں رہتا پس اس صورت میں نکاح منعقد ہوگیا، اور بصورت نافرمانی اور نکل جانے عورت کے نفقہ اس مدت کا کہ جب تک عورت خاوند کے گھر واپس نہ آوے شوہر کے ذمہ لازم نہیں ہے اور پندرہ روپیہ ماہوار خرچ پاندان جو شوہر سے لکھوایا گیا وہ بھی شرعاً شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہے، البتہ مہر جس قدر مقرر ہوگیا وہ شوہر کے ذمہ واجب ہوگیا، مگر مطالبہ اس کا بعد طلاق یا موت کے ہوسکتا ہے کذا فی کتب[1] الفقہ۔

---

[1] فتجب بنکاح صحیح الخ علی الزوجها لانها جزاء الاحتباس الخ لا نفقة لاحدی عشرہ مرتدة الخ وخارجة من بیته بغیر حق وهی الناشزة حتی تعود (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ص ۸۸۶ ج ۲ و ص ۸۸۹ ج ۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

نفقہ کی مقدار

سوال (۱۳۱۹) نان و نفقہ کا نقدی مقدار و اندازہ ماہوار و سالانہ متوسط اقوام میں کس قدر ہوگا، شرعاً اس کی تعیین یا اندازہ ہے یا کہ ملک و وسعت کے مطابق۔

الجواب:۔ اس کی کوئی مقدار شرعاً معین نہیں ہے، متوسط نفقہ جس زمانہ میں نرخ اجناس وغیرہ کی اعتبار سے ہوتا ہے، اس کی مقدار باہمی مصالحت سے یا جماعت کے مشورہ سے طے ہو، اور شوہر اس کو تسلیم کرے وہی مقدار مقرر ہو سکتی ہے[1]۔

نکاح فاسد کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۲۰) زید نے ہندہ کو سہ بار طلاق بائن دی، پھر چار یا پانچ سال کے بعد یہ خیال کر کے کہ وہ صرف طلاق بائن دی تھی باخفاء نکاح ثانی کیا، اسی نکاح سے ایک لڑکی ایک سال کی ہو کر فوت ہو گئی، اب ہندہ کو علم ہوا کہ زید نے مجھ سے نکاح ثانی بغیر حلالہ کے کیا تھا جو کہ حرام تھا تو اتنی مدت تک کا ہندہ زید سے نفقہ پانے کی مستحق ہے یا نہ؟

الجواب: ۔ اس صورت میں زید کے ذمہ نفقہ واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ دوسرا نکاح نکاح فاسد ہوا تھا، اور کتب فقہ میں تصریح ہے کہ نکاح فاسد موجب نفقہ نہیں، والنکاح الفاسد لا یوجب النفقۃ[2] خانیہ ج ۱۔ فقط

---

[1] ویقدرہا بقدر الغلاء والرخص ولا تقدر بدراہم ودنانیر (در مختار) ای یراعی کل وقت ومکان بما یناسبہ وفی البزازیہ اذا فرض القاضی النفقۃ ثم رخص تسقط الزیادۃ ولا یبطل القضاء وبالعکس لہا طلب الزیادۃ وکذا الومصالحۃ علی شئ معلوم (رد المختار باب النفقۃ ص ۹۰۹ ج ۲) ظفیر

[2] فلا نفقۃ علی مسلم فی نکاح فاسد لانعدام سبب الوجوب (ایضاً ص ۸۸۶ ج ۲) ظفیر

www.besturdubooks.com

شوہر کے ذمہ بیوی کا علاج لازم نہیں

سوال (۱۳۲۱) میری زوجہ مریضہ کا علاج اس کے اقارب نے اپنی خوشی سے کیا، اب وہ لوگ جو کہ انھوں نے علاج میں رقم صرف کی ہے مجھ سے طلب کرتے ہیں، اور جس زمانہ میں میری زوجہ بیمار رہی ہے اس زمانہ کا نان ونفقہ بھی طلب کرتے ہیں، تو کیا وہ رقم جو انھوں نے صرف کی ہے مجھ پر واجب الادا ہے، اور نان ونفقہ بھی واجب ہے یا نہ؟

الجواب: شوہر کے ذمہ زوجہ مریضہ کی دوا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ تبرع محض ہے، پس صورت مسئولہ میں جن لوگوں نے اس کی بیماری میں دوا وغیرہ کے سلسلہ میں جو کچھ خرچ کیا ہے اس کا ادا کرنا شوہر کے ذمہ ضروری نہیں، کیونکہ اس کا وجوب خود اس کے اوپر بھی نہیں تھا، چہ جائیکہ دوسروں کے کرنے سے اس پر وجوب ہو جائے ولا یجب الدواء للمرض ولا اجرة الطبیب ولا الفصد[۱] عالمگیریہ۔ البتہ اس زمانہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے کما فی الدر المختار، او مرضت فی بیت الزوج فان لها النفقة استحسانا لقیام الاحتباس[۲]۔ فقط

خود شوہر جب بیوی کو میکہ بھیجدے تو اس کا نفقہ لازم ہوگا۔

سوال (۱۳۲۲) ایک شخص نے بادلِ ناخواستہ اپنی بیوی کو اس کے عزیزوں کے اصرار پر ناخوش ہو کر اس کے والدین کے یہاں بھیجدیا، وہاں سے بیوی بلا اجازت شوہر و بلا اطلاع اپنی ماں کے ساتھ پردیس میں جاکر غیر مردوں کو دیکھتی ہے تو وہ عورت خاوند سے نفقہ پانے کی مستحق ہے یا نہ، اور نکاح سے خارج تو نہیں ہوئی؟

---

[۱] کما لا یلزمہ مداواتها ای اتیانہ لها بدواء المرض ولا اجرة الطبیب ولا الفصد والحجامة هندیه (رد المحتار باب النفقه ص ۹۰۹ ج ۲) ظفیر

[۲] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ص ۸۹۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

الجواب:- اس صورت میں عورت مذکورہ اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور جب کہ شوہر نے زوجہ کے اصرار پر خود اس کے والدین کے گھر بھیجا ہے اگرچہ اس کا دل نہ چاہتا تھا تو عورت مذکورہ نفقہ پانے کی مستحق ہے کما فی الدر المختار ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها وکذا اذا طالبها ولم تمتنع او امتنعت للمهر[1] یعنی زوجہ نفقہ پانے کی شوہر سے مستحق ہے اگر وہ اپنے باپ کے گھر ہو، جب کہ اس کے خاوند نے اس کو بلایا نہ ہو یا بلایا ہو اور اس نے انکار نہ کیا ہو یا مہر کی وجہ سے انکار کیا ہو لیکن عورت کا بدون اجازت شوہر کے اپنی والدہ کے ساتھ پردیس جانا درست نہیں ہے اور غیر مردوں کو دیکھنا کسی حال میں جائز نہیں ہے، خواہ شوہر کی اجازت ہو یا نہ ہو۔ فقط

تنگ دست شوہر سے تفریق | **سوال (۱۳۲۳)** زید اپنی بیوی کا نان و نفقہ دینے سے بالکل انکار کرتا ہے، اور عدالت سے بھی کچھ نہیں ہوا، اب شوہر کا پتہ بھی نہیں قرض بھی کوئی نہیں دیتا، اب عورت کو حق فسخ نکاح حاصل ہے یا نہیں۔ کوئی صورت ہے جس سے تفریق ہو جاوے اور بوقت عدم ادائیگی نفقہ و انکاری ہونے کے کوئی صورت تفریق کی ہے یا نہیں۔

الجواب:- حنفیہ کا مذہب اس صورت میں یہ ہے کہ عورت کو حق فسخ نہیں ہے بلکہ شوہر سے نفقہ کو کہا جاوے، اگر وہ نہ دے تو بذریعہ حکام اس کو مجبور کیا جاوے اور اس سے کہا جاوے کہ یا نفقہ ادا کرے ورنہ طلاق دیدے صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے کہ اس صورت میں قاضی ان میں تفریق کرا سکتا ہے۔ ومن اعسر بنفقة امرأته لم یفرق بینهما ویقال لها استدینی علیه وقال الشافعی رحمه الله یفرق لانه عجز عن الامساك بالمعروف

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۶۰ ج ۲ ط ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

فمناب القاضی منابہ فی التفریق[۱] اور مختار میں ہے وجوز الشافعی باعسار الزوج وبتضررها بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ نعم لو امر شافعیاً فقضی بہ نفذ[۲] اور شامی میں ہے قال فی غرر الاذکار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائباً ممن مذھبہ التفریق بینھما اذا کان الزوج حاضراً وابی عن الطلاق الیٰ ان قال وعلیہ یحمل ما فی فتاویٰ قاری الھدایہ حیث سئل عمن غاب زوجھا ولم یترک لھا نفقۃ فاجاب اذا اقامت بینۃ علیٰ ذٰلک وطلبت فسخ النکاح من قاض یراہ ففسخ نفذ وھو قضاء علی الغائب وفی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذہ یسوغ للحنفی ان یزوجھا من الغیر بعد العدۃ الخ ص ۶۵۶ ج ۲ شامی[۳]۔

پس اس صورت میں تفریق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایسے قاضی سے رجوع کیا جاوے جس کا مذہب تفریق کا ہو، وہ اگر تفریق کردے گا تو صحیح ہے اور بعد عدت کے نکاح ثانی جائز ہے۔

بیوی جب شوہر کے گھر سے بلا اجازت چلی جائے تو اس کا نفقہ واجب نہیں رہتا

سوال (۱۳۲۴) ایک شخص کی عورت باوجود تاکید نہ تو نماز پڑھتی ہے نہ روزہ کی پابند ہوتی ہے نہ اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہے، بلکہ بدچلنی اس کی ثابت ہونے پر اس فاحشہ عورت کو طلاق دیدی، بعد طلاق کے وہ عورت اس بات کی مدعی ہے کہ طلاق سے پہلے ایام نافرمانی کا نان نفقہ دیا جاوے اور مہر ادا کیا جاوے

---

[۱] ہدایہ باب النفقہ ص ۴۴۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر [۲] الدر المختار علیٰ ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر [۳] رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۴ ج ۲ و ص ۹۰۵ ج ۲ ۱۲ ظفیر

www.besturdubooks.com

اس صورت میں نان نفقہ اور مہر کے بارے میں کیا حکم ہے، عورت مذکورہ کو ایام نافرمانی قبل از طلاق کے نان نفقہ لینے کا حق شرعاً حاصل ہے یا نہیں اور جب کہ طلاق بدچلنی کے سبب سے دی جاتی ہے تو مہر دینا ہوتا ہے یا نہیں ایسے ہی ایام عدت کے نان نفقہ کا دعویٰ بھی درست ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- زوجہ اگر خاوند کی نافرمان ہو کر اس کے گھر سے چلی جاوے تو نفقہ اس کا ساقط ہو جاتا ہے اور اگر شوہر کے گھر رہے تو نفقہ واجب ہے[۱] پس طلاق سے پہلے جب تک وہ عورت شوہر کے مکان پر رہے نفقہ اس کا واجب ہوتا ہے، لیکن یہ بھی مسئلہ ہے کہ گذشتہ نفقہ کا مطالبہ بلا حکم قاضی و بلا رضاء باہمی صحیح نہیں ہے[۲]، اور اگر وہ مطلقہ مدخولہ ہے یعنی وطی یا خلوت صحیحہ کے بعد اس کو طلاق دی گئی ہے تو مہر پورا بذمہ شوہر واجب الاداء ہے[۳] اور ایام عدت کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ لازم ہے، خواہ عورت کو اس کی نافرمانی اور بدچلنی کی وجہ سے طلاق دی جاوے یا بغیر اس کے، مہر اور نفقہ ہر حالت میں لازم ہوتا ہے، ھٰکذا فی عامۃ کتب[۴] الفقہ۔

[۱] وان نشزت فلا نفقۃ لہا حتی تعود الی منزلہ (ھدایہ باب النفقہ ص ۴۱۶ ج ۲) ظفیر [۲] واذا مضت مدۃ لم ینفق الزوج علیہا وطالبتہ بذلک فلا شئی لہا الا ان یکون القاضی فرض لہا النفقۃ او صالحت الزوج علی مقدار نفقتہا فیقضی لہا بنفقۃ ما مضی (ھدایہ باب النفقہ ص ۴۱۸ ج ۲) ظفیر۔ [۳] ومن سمی مہرا عشرۃ فما زاد فعلیہ المسمی ان دخل بہا او مات عنہا (ھدایہ باب المہر ص ۳۰۴ ج ۲) ظفیر۔

[۴] واذا طلق الرجل امرأتہ فلہا النفقۃ والسکنی فی عدتہا رجعیا کان او بائناً (ھدایہ باب النفقہ ص ۴۲۲ ج ۲) ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

شوہر جہاں رہے بیوی کو وہیں رہنا ہوگا تب ہی نفقہ کی مستحق ہوگی

سوال (۱۳۲۵) زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ایک قصبہ میں ہوا، وہاں سے زید ہندہ کو اپنے مکان پر لے گیا جو مسکن ہندہ سے دو روز کا راستہ ہے۔ یہ مکان زید کا ایک موضع میں ہے اور قصبہ سے آٹھ میل ہے، نکاح کو نو سال ہوئے اس عرصہ میں ہندہ زید کے یہاں اچھی طرح رہی، اب عرصہ ڈیڑھ سال سے زید نابینا ہو گیا ہے تو ہندہ اس سے تفریق چاہتی ہے اور یہ بہانہ نکالا ہے کہ زید گاؤں میں رہتا ہے میں گاؤں میں رہنا نہیں چاہتی، قصبہ میں جو مسکن زید کا ہے وہاں میرے کھانے پینے کا انتظام کرایا جائے، آیا زید کو اس بات پر مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ زوجہ کو قصبہ میں رکھ کر وہاں اس کے خورونوش کا انتظام کرے۔ شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- زید کو شرعاً اس امر پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے کہ وہ موافق خواہش ہندہ کے ہندہ مذکورہ کو قصبہ مذکورہ میں رکھ کر اس کے نفقہ کا انتظام کرے بلکہ ہندہ کو ضروری ہے کہ وہ شوہر کے مکان میں رہے، اگر ہندہ بلا رضامندی و بلا اجازت زید کے اس قصبہ میں جا کر رہے گی تو اس کا نفقہ زید کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا کذا فی الدر المختار[1] وغیرہ۔

نکاح کے بعد بیوی کو شوہر کے گھر رہ کر نفقہ حاصل کرنا چاہئے

سوال (۱۳۲۶) زید کا نکاح ہندہ سے ہوا تھا عرصہ ہو گیا، اب تک ہندہ زید کے مکان نہیں گئی اور نہ آئندہ جانا قبول کرتی ہے، اس صورت میں زید کا ہندہ کو اسی طرح ہمیشہ معلق رکھنے کا حق ہے یا نہ آنے کے باعث ہندہ کو چھوڑ دینے کا حکم ہے۔

الجواب:- جب کہ ہندہ کا نکاح زید سے حسب قاعدہ شرعیہ ہو گیا تو

---

[1] خارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص۹۰۰ ج۲) ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

اب ہندہ کو اختیار نہیں کہ وہ زید کے گھر نہ جاوے اور علیحدگی چاہے۔ ہندہ زید کی منکوحہ ہوگئی اس کو اپنے شوہر زید کی اطاعت کرنی چاہئے، اور زید کے ذمہ یہ ہے کہ جب ہندہ زید کے گھر آجاوے تو اس کے نان نفقہ کی خبر رکھے اور حقوق زوجیت ادا کرے، اگر اس وقت زید کچھ کوتاہی کرے گا تو وہ گنہگار ہوگا اور اگر ہندہ زید کے گھر نہ جاوے بلا کسی وجہ شرعی کے تو اس میں ہندہ گنہگار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ[1]۔

وکیل کے کچھ مقرر کرنے سے شوہر کے ذمہ واجب نہیں

سوال (۱۳۲۷) ایک عورت کا ایک شخص سے نکاح ہوا، وقت نکاح اس شخص کے وکیل سے یہ بات ٹھہری کہ اگر ناکح یعنی وہ شخص جس سے نکاح ہوا بعد میں کچھ حرکت کرے تو فی یوم بیوی کا اس سے ایک ایک روپیہ خرچہ لیا جاوے گا، وکیل نے یہ بات تحریر کردی مگر وکیل مذکور کو اس شخص نے اس قسم کی تحریر کر دینے کی کوئی اجازت نہیں دی تھی خود بخود وکیل نے تحریر کردیا ہے کہ اگر کچھ حرکت کرے تو ایک روپیہ روزانہ خرچ وہ شخص جس کا نکاح ہوا ہے دیوے گا۔ وکیل مذکور کی تحریر جو کہ بغیر اجازت اس شخص کے جس کا نکاح ہوا ہے، درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ وکیل کو جب کہ وہ نکاح کا وکیل تھا اختیار ایسی تحریر کا نہ تھا۔ ایک روپیہ روزانہ بذمہ شوہر عاید نہیں ہوگا اور وکیل کے ذمہ بھی نہ ہوگا کہ یہ تحریر خلاف شرع اور باطل ہے۔

ناشزہ کی صورت میں نفقہ واجب نہیں رہتا

سوال (۱۳۲۸) یہاں اس قسم کا رواج ہے کہ بعد شادی عورت خاوند کے گھر ایک سال رہتی ہے، ایک سال بعد بیوی کا

[1] سورۃ النساء رکوع ۶۔ ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

باپ اس کو اپنے گھر لے جاتا ہے، بعد اس کے دو سال گذرتے ہیں؛ دو سال کے عرصہ میں بہت دفعہ خاوند نے اپنی بیوی کے لانے کے واسطے چند آدمی بھیجے مگر بیوی کے والد نے اپنی لڑکی کو رخصت نہیں کیا، اور اب بیوی کا والد خرچہ ایک روپیہ یومیہ لینا چاہتا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب: - شوہر کے ذمہ اس صورت میں نان نفقہ وغیرہ اور ایک روپیہ روزانہ کچھ نہیں ہے، کیونکہ نشوز اس صورت میں عورت کی طرف سے پایا گیا ہے ایسی حالت میں نفقہ زوجہ کا ساقط ہوجاتا ہے، درمختار میں ہے لا نفقۃ لاحدی عشرۃ الا خارجۃ من بیتہ بغیر حق الخ[1] وفی الشامی وتجب النفقۃ من حین العقد الصحیح وان لم تنتقل الی منزل الزوج اذا لم یطالبھا[2] الخ ص ۶۴۶، پس قید اذا لم یطالبھا سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر طلب کرے اور عورت اس کے گھر بعد طلب کے نہ آوے اور کوئی وجہ شرعی امتناع کی نہ ہو تو نفقہ اس کا ساقط ہوجاتا ہے۔

جو بیوی مرد کی اطاعت نہ کرے اس کا نفقہ شوہر پر نہیں ہے

سوال (۱۳۲۹) ہندہ نے زوج کی اطاعت چھوڑ دی، اور اس کے گھر بھی نہیں رہتی، اپنے ماں باپ کے گھر رہتی ہے، اور سفر بلا اجازت شوہر کے بغیر کسی محرم کے کرتی ہے اس صورت میں کیا نان نفقہ زوج پر ضروری ہے یا نہیں، عورت والدین کے گھر نان نفقہ کی طالب ہے۔

الجواب: - ایسی عورت کا نفقہ ساقط ہوجاتا ہے، کما فی الدرالمختار لا نفقۃ لاحدی عشرۃ الی ان قال وخارجۃ من بیتہ

---

[1] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب النفقہ ص ۹۰۹ ج ۲، ۱۲ ظفیر

[2] ردالمحتار باب النفقہ ص ۸۸۹ ج ۲، ۱۲ ظفیر

www.besturdubooks.com

بغیر حق وهی الناشزة الخ۔[1]

شرط کے مطابق شوہر پر نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۳۰) مسماۃ ہندہ مع والدین خود کے بود وباش اجمیر شریف کی رکھتی ہے، اور زید شوہر ہندہ کی بود وباش قدیم وحال اکبرآباد کی ہے، اور نکاح بھی مسماۃ ہندہ کا اجمیر میں ہوا ہے۔ زید شوہر ہندہ نے بوقت نکاح ایک اقرار نامہ میں لکھا ہے کہ مسماۃ ہندہ بوقت ناراضی خود اجمیر یا جہاں چاہے رہے، میں اس حالت میں بھی مسماۃ ہندہ زوجہ خود کو بلاعذر پانچ روپیہ ماہوار دیتا رہوں گا، جب کہ زید شوہر مسماۃ ہندہ نے ہندہ کو قسم قسم کی تکالیف پہنچائی کہ جس کے صدمات سے ہندہ مجبور ہو کر اکبرآباد سے اجمیر بخانہ والدین آگئی ہے، اب زید ہندہ کو جبراً اجمیر شریف سے اکبرآباد لے جانا چاہتا ہے، اور ہندہ جانا پسند نہیں کرتی، زید کو لے جانے کا حق ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں شوہر کو چاہئے کہ موافق شرط کے اپنی زوجہ کو اجمیر شریف سے نہ لے جاوے اور نفقہ دیتا رہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے احق الشروط ان توفوا به ما استحللتم به الفروج متفق علیه[2] لیکن اپنے وطن اکبرآباد میں مثلاً لے جانا مصلحت سمجھتا ہے اور پسند کرتا ہے تو اس کو یہ حق ہے لے جاوے اور یہ بھی حق ہے کہ اگر زوجہ اس کے کہنے کے موافق اکبرآباد وغیرہ نہ جاوے تو نفقہ نہ دے[3]۔

بیوی شوہر کے خلاف رہکر نفقہ کی مستحق نہیں

سوال (۱۳۳۱) جب کہ شوہر کے پہلی زوجہ

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۹۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] مشکوٰۃ باب اعلان النکاح وغیرہ ص ۲۷۱۔ ظفیر۔

[3] ولذا قیل ما لا جنبی اذ لو کان محرما لم یکن لها نفقة لانه لیس لها الامتناع (رد المحتار باب النفقة ص ۸۹۱ ج ۲) ظفیر

سے اولادِ ذکور واناث ہو، اور زوجہ ثانی کے ادائے حقوقِ شرعی پر شوہر کو خیال نہ ہو تو کیا زوجہ ایسی صورت میں شوہر سے علیحدہ رہکر حقوقِ شرعی طلب کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: ۔ خلاف رائے شوہر اس کے گھر سے علیحدہ رہ کر نفقہ طلب نہیں کر سکتی بلکہ وہیں رہے اور اپنے حقوق اور نفقہ کا مطالبہ کرے نافرمانی شوہر کی درست نہیں[1] ہے۔

معلقہ بیوی کا نفقہ ضروری ہے

سوال (۱۳۳۲/۲) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو اپنے سوتیلے لڑکے سے الزام لگایا، مگر خود کوئی واقعہ جس سے ثبوت پوری طرح ہو سکے نہیں دیکھا، اور جس قدر واقعہ دیکھا تھا اس کو علمائے کرام نے ثبوت الزام کے لئے کافی نہیں سمجھا اور وہ عورت نکاح میں قائم رہی مگر وہ شخص اپنے شک پر قائم ہے اور جس وقت سے اس کو یہ شبہ ہوا ہے زوجہ کو معلق چھوڑ رکھا ہے، اگر وہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدے تو اس عورت مظلومہ کا نان نفقہ جب سے اس کو معلق چھوڑ رکھا ہے بذمہ شوہر ہوگا یا نہیں جس کی تعداد بوقت نکاح پندرہ روپیہ ماہوار ہو چکی ہے۔

الجواب: ۔ نفقہ مقررہ شوہر کے ذمہ مدت مذکورہ کا واجب الاداء ہے کما فی الدر المختار والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء ای اصطلاحہما علی قدر معین[2] الخ۔

---

[1] لا نفقۃ لاحدی عشرۃ الزوجۃ خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۸۹۱ ج ۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۰۱ ج ۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

اولاد کا نفقہ

سوال (۱۳۳۳) اور کیا اس کی ہر سہ اولاد کا نان نفقہ اب تک اور آئندہ بذمہ شوہر ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- ہر سہ اولاد کا نفقہ بذمہ ان کے باپ یعنی اس عورت کے شوہر کے ذمہ لازم ہے قال فی الدر المختار (وتفرض النفقۃ لزوجۃ الغائب وطفلہ[1] الخ وایضاً فیہ وتجب لطفلہ یعم الانثی والجمع[2] الخ۔

زچہ خانہ کا نفقہ

سوال (۱۳۳۴) زچہ خانے میں جو مصارف ہوئے وہ بذمہ شوہر ہیں یا نہیں۔

الجواب:- وہ مصارف بھی بذمہ شوہر ہیں۔

مہر کی ادائیگی

سوال (۱۳۳۵) مہر کی جو تعداد مقرر کی گئی تھی اس کی ادائیگی بذمہ شوہر ضروری ہے یا نہیں، خواہ زبانی ہو یا تحریری، کیونکہ بوقت نکاح ایک ہزار معجل اور ایک ہزار مؤجل اور زیور بخشش سے تحریر کیا گیا، اور ایک مکان قیمتی پانسو روپیہ کا زبانی وعدہ کیا گیا تھا جو تحریر میں نہیں آیا گواہ موجود ہیں۔

الجواب:- بعد طلاق کے جو مہر مؤجل ہوتا ہے وہ بھی معجل ہو جاتا ہے لہٰذا طلاق دینے کے بعد کل مہر بذمہ شوہر واجب الاداء ہے قال فی رد المحتار ناقلاً عن الخلاصۃ وبالطلاق یتعجل المؤجل[3] الخ۔

بیوی کے نفقہ کی مقدار

سوال (۱۳۳۶/۱) زوجہ کا نفقہ بحالت غنی شوہر و افلاس زوجہ کس قدر ہوگا، اور مفتی بہ اس بارے میں کیا ہے۔

نفقہ سے زیادہ رقم جو بیوی کے پاس جمع ہو

سوال (۱۳۳۶/۲) زید اپنی زوجہ کو اپنی

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۱۶ ج ۲۔ ظفیر۔

[2] ایضاً ص ۹۲۳ ج ۲۔ ظفیر [3] رد المحتار باب المہر ص ۴۹۳ ج ۲۔ ظفیر۔

www.besturdubooks.com

پوری تنخواہ جو کہ ۵۰۰ روپیہ ماہوار تھی بارہ سال سے دینار ہا، اور وہ رقم اس کے اور اس کے عیال کے نفقہ سے بہت زیادہ تھی، زوجہ نے اس میں سے ایک معتدبہ رقم پس انداز کی، پس یہ رقم زید کی ملک ہے یا زوجہ کی، اور زید نے پانچ برس تک اپنی زوجہ سے یہ نہیں کہا کہ رقم باقی ماندہ مہر میں محسوب ہوگی۔

الجواب:- (۱) درمختار میں ہے فتستحق النفقۃ بقدر حالهما به يفتى ويخاطب بقدر وسعه الخ وفی رد المحتار قال فی البحر واتفقوا على وجوب نفقة الموسرين اذا كانا موسرين وعلى نفقة المعسر اذا كانا معسرين وانما الاختلاف فيما اذا كان احدهما موسرا والآخر معسرا فعلى الظاهر الرواية الاعتبار لحال الرجل فان كان موسرا وهي معسرة فعليه نفقة الموسرين وفي عكسه نفقة المعسرين واما على المفتى به فتجب نفقة الوسط فى المسئلتين وهو فوق نفقة المعسرة ودون نفقة الموسرة[1] پس قول مفتی بہ کے موافق اس صورت میں اوسط درجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہوگا اس کی مقدار ہر زمانہ کے نرخ اور گرانی کے اعتبار سے مقرر ہو سکتی ہے مثلاً اگر ادنیٰ درجہ کا نفقہ دس روپیہ ماہوار اور اعلیٰ درجہ کا بیس روپیہ تو اوسط پندرہ روپیہ ہوگا اور بچہ کا خرچ بقدر اس کے خرچ اور حاجت کے متعین کیا جاوے گا۔

الجواب:- (۲) اس صورت میں اگر زید کی نیت یہ ہے کہ جو کچھ اس رقم میں سے نفقہ کے بعد پس انداز ہو وہ بھی زوجہ کی مملوک ہے تو مالک اس رقم باقی ماندہ کی زوجہ ہے، اور اگر اس کو مالک بنانا مقصود نہیں ہے تو وہ رقم زاید مملوکہ زید کی ہے۔

[1] رد المحتار باب النفقہ ص ۶۶۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

نکاح باطل کا نفقہ

سوال (۱۳۳۷) زید نے ہندہ سے نکاح کیا، کچھ عرصہ بعد ہندہ کو بدچلن پاکر زید نے اس کو طلاق دینا چاہا، زید نے کاغذ خرید کر عرضی نویس سے طلاقنامہ لکھوایا، اقرار یہ ٹھہرا تھا کہ اگر ہندہ زید کا زیور جو ہندہ کے پاس تھا، زید کو واپس کردے اور معافی مہر کا اقرار نامہ لکھدے تو زید ہندہ کو رو برو گواہان کے طلاق شرعی دے کر آزاد کردے، لیکن جب طلاقنامہ تحریر ہوچکا ہنوز زید کے دستخط نہیں ہوئے تھے، ہندہ نے زیور واپس دینے اور اقرار نامہ معافی مہر لکھوانے سے انکار کردیا، جس پر زید نے نہ طلاق نامہ مکمل کرکے ہندہ کو دیا اور نہ زبان سے طلاق دی۔ ہندہ چار پانچ سال آوارہ پھرنے کے بعد بکر سے نکاح کیا، بدچلنی کی وجہ سے بکر نے بھی طلاق دیدی کیا ہندہ بکر سے زرمہر اور ایام عدت کا نفقہ پانے کی مستحق ہوسکتی ہے یا نہیں۔ بکر ہندہ کے فریب سے لاعلم تھا، بکر کو کچھ گناہ ہوا؟

الجواب: - زید کی طرف سے ہندہ پر اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ جب ہندہ اپنے اقرار پر قائم نہ رہی تو زید کی طرف سے بھی طلاق واقع نہیں ہوئی، اور جب کہ ہندہ مطلقہ نہیں ہوئی تو بکر کے ساتھ نکاح صحیح نہیں ہوا اور جب کہ نکاح نہیں ہوا تو بکر سے نفقہ اور مہر کا بھی مطالبہ نہیں کرسکتی ہے[1]، اور بکر کو جب کہ ہندہ کے فریب کی کچھ خبر نہ تھی تو اس پر گناہ نہیں ہوا۔

شوہر جب خود بیوی کو نہ لائے تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے

سوال (۱۳۳۸) ایک شخص کا نکاح ایک عورت سے ہوا، دو سال تک تقریباً باہم اتفاق رہا اور ایک لڑکا پیدا ہوا، اس کے بعد شوہر کی خوشی سے زوجہ اپنی والدین کے گھر گئی اور وہاں رہی پھر شوہر نے کبھی اس کو نہیں بلایا، اور باوجود تقاضا زوجہ اور اس کی والدین

---

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر ... فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر

کے شوہر اس کو لینے نہیں آیا اور نہ اجازت آنے کی اس کو دی اور اس کے والدین نے اس عرصہ میں یہ چاہا کہ یا وہ اپنی زوجہ کو بلاوے یا یہیں رہتے ہوئے نان ونفقہ دے، مگر شوہر کسی امر پر راضی نہیں ہوتا تو اس صورت میں عورت مطالبہ نفقہ کا کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں نفقہ اس عورت کا بذمہ شوہر لازم ہے، کیونکہ عورت کی طرف سے نشوز کچھ نہیں پایا گیا، درمختار میں ہے فتجب ولو ھی فی بیت ابیھا اذا لم یطالبھا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی وکذا اذا طالبھا ولم تمتنع[1] الخ پس عورت بذریعہ نالش وغیرہ نفقہ لے سکتی ہے

شوہر کا روپیہ لے کر جو بیوی بھاگ گئی اس کا نفقہ

سوال (۱۳۳۹) زید کی منکوحہ عورت بلا اجازت شوہر بلا وجہ اچانک چھ سو روپیہ کا مال لے کر مفرور ہوگئی جس کو عرصہ اٹھارہ سال گذر گئے، آج وہ اس قدر عرصہ کے بعد خرچ ماہواری کی خواستگار ہے۔ آیا زید خرچ کا کفیل ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ درمختار باب النفقہ میں ہے لا نفقۃ لخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ[2] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ وہ عورت ناشزہ ہے اور اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے، دعویٰ اسکا باطل ہے

گذشتہ زمانہ کا خرچ نہیں ملے گا

سوال (۱۳۴۰) عورت مذکورہ نے اٹھارہ سال تک لڑکیوں کو زید سے پوشیدہ رکھا، اس صورت میں زید لڑکیوں کے خرچ کا ذمہ دار ہوسکتا ہے کہ نہیں۔

الجواب:۔ گذشتہ زمانہ کا خرچ نہیں ملے گا قال فی الدر المختار

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۹۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] ایضاً ص ۸۹۹ ج ۲ ومنہ ص ۸۹۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

والنفقة لا تصیر دیناً[1] الا بالقضاء او الرضاء وفی رد المحتار ثم اعلم ان المراد بالنفقة نفقة الزوجة بخلاف نفقة القریب فانها تصیر دیناً ولو بعد القضاء والرضاء حتی لو مضت مدة بعدهما تسقط کما یأتی فقط

بلا اجازت جب عدت میں باہر چلی جائے

سوال (۱۳۴۱) ہندہ کو زید نے طلاق دی۔ وہ زید کے یہاں سے بخوف گناہ اپنے باپ کے یہاں چلی آئی تو کیا زمانۂ عدت کا نفقہ زید کے ذمہ واجب ہوگا، اور بعد طلاق جو لڑکا زید سے پیدا ہوا اس کا نفقہ بھی زید ہندہ کو نہیں دیتا۔

الجواب:- نفقہ عدت کا مطلقہ کے لئے واجب ہوتا ہے۔ اور خاوند کی نافرمانی سے ساقط ہو جاتا ہے، شامی میں ہے ونفقة العدة کنفقة النکاح. وفی الذخیرة وتسقط بالنشوز[2] (باب النفقة جلد ثانی شامی ص ۶۹۹) وفی الدر المختار لا نفقة لخارجة من بیته بغیر حق[3] اور چونکہ صورت مسئولہ میں عدت میں نکلنا مطلقہ کا بلا عذر ہے لہٰذا نفقہ اس کا ساقط ہے، اور لڑکا جو بعد طلاق کے پیدا ہوا، نسب اس کا زید سے ثابت ہے یعنی اس مدت میں پیدا ہوا کہ نسب اس کا زید سے ثابت ہے تو نفقہ اس کا بھی باپ کے ذمہ ہے، شامی میں ہے قال فی البحر وعلی هذا یجب علی الاب ثلثة

---

[1] رد المحتار، باب النفقة مطلب لا تصیر النفقة دیناً الا بالقضاء ص ۶۱۹/۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] رد المحتار باب النفقة تحت قوله وتجب لمطلقة الرجعی والبائن مطلب فی نفقة المطلقة ص ۹۲۱/۲ ۱۲ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۹۹/۲ و ص ۹۰۹/۲ ۱۲ ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

اجرۃ الارضاع واجرۃ الحضانۃ ونفقۃ الولد الخ ص ۱۳۵ جلد ثانی۔

گذرے ہوئے دنوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۳۴۲) محمد خلیل زوج مسماۃ رحمت دونوں میں اتفاق نہ تھا، اس لئے محمد خلیل نے اپنی زوجہ مذکورہ کو اس کے میکہ میں پہنچا دیا، اور وہ بیس ماہ تک میکہ میں رہی، اس درمیان میں محمد خلیل نے اپنی زوجہ کو ایک حبہ نفقہ نہیں دیا، پس شرعاً زوجہ مذکورہ اپنے شوہر محمد خلیل سے نفقہ ایام گذشتہ بیس ماہ کا لینے کی مستحق ہے یا نہیں۔

الجواب:- والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء۔ درمختار[2] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ زمانہ گذشتہ کا نفقہ بدون حکم قاضی یا کسی مقدار معین پر صلح کرنے کے لازم نہیں ہوتا۔

بہن کا نفقہ بھائیوں پر

سوال (۱۳۴۳) زید نے انتقال کیا، ایک لڑکی نابالغ اور ایک عینی بھائی اور ایک اخیافی بھائی چھوڑے۔ تو عند الشرع لڑکی کا نفقہ اور بعد نکاح کس کے ذمہ واجب ہے۔

الجواب:- لڑکی نابالغہ ہو یا بالغہ اگر وہ محتاج ہے، نفقہ اس کا بحالت مذکورہ دونوں بھائیوں پر بقدر وارث واجب ہے۔ سدس برادر اخیافی پر اور باقی عینی بھائی پر کہ حساب میراث بھی اسی طرح ہے صرح بہ فی الدر المختار بعد قول بقدر الارث اذ لو اخوۃ متفرقین فنفقتہا علی الاخ لام والباقی علی الشقیق کالارث۔[3] اور ولایت نکاح باعتبار عصوبہ ہے لہٰذا ولی نکاح نابالغہ

---

[1] رد المحتار

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقۃ مطلب لا تصیر النفقۃ دیناً ص ۹۰۶ ج ۲ ظفیر

[3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۳۰ ج ۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

اس صورت میں علینی بھائی ہے کما فی الدر، المختار الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الاعلیٰ ترتیب الارث والحجب[1]۔

زید کے وعدہ کے عدم ایفاء پر بیوی اپنے کو شوہر سے علیحدہ نہیں رکھ سکتی ہے

سوال (۱۳۴۴) زید ہندہ سے شادی کرنا چاہتا ہے، زید کے اور بیویاں موجود ہیں ہندہ کے ماں باپ زید سے یہ خواہش کرتے ہیں کہ وہ اپنی جائداد کا ایک حصہ ہندہ کے نام کرادے تاکہ آئندہ کے جھگڑوں کا احتمال باقی نہ رہے، زید ایک اقرارنامہ بحق ہندہ لکھ دیتا ہے کہ چونکہ مجھ سے یہ خواہش کی گئی ہے کہ تا وقتیکہ میں ایک مکان دس ہزار روپیہ کا اور نیز اپنی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ میں سے نصف حصہ ہندہ کے نام ہبہ نہ کردوں ازدواج اس سے نہ ہو سکے گا، لہٰذا میں بہ ثبات ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ لکھ دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ مکان نمبری فلاں مملوکہ فلاں جو میرے پاس مبلغ سات ہزار میں رہن بالقبض ہے، اور جس کی مدت رہن ختم ہونے کو ہے ایک سال باقی ہے، بلفور وصول رقم رہن مکان مذکور کوئی دوسرا مکان یا کوئی اور جائداد ان کی حسب دلخواہ یا وہی مکان مرہونہ ان کو دلا دوں گا اور ان کے حق میں ہبہ کردوں گا ان کو کل حقوق مالکانہ اس دس ہزار کی خرید کردہ جائداد پر حاصل رہیں گے، اگر مستورات میں موافقت نہ ہوئی تو علیحدہ مکان میں رکھوں گا، اس کے علاوہ اپنی کل جائداد مسکونہ وذاتی کا نصف حصہ جس کی تفصیل اقرارنامہ ہذا میں درج ہے مسماۃ ہندہ کے حق میں ہبہ کردیا، اور کل حقوق مالکانہ جو مجھے اس کے متعلق حاصل تھے وہ بذریعہ ہذا مسماۃ کی ذات پر منتقل کردیئے گئے، چونکہ میرا ازدواج اس شرط پر موقوف تھا، لہٰذا میں نے بہ خوشنودی خود وبرضامندی دیگر ورثہ یہ تحریر لکھ دی ہے۔ اس اقرار کے بھروسہ پر زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح ہو جاتا ہے اور ہندہ سے اولاد بھی پیدا ہوئی ہے مگر باوصف

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۴ ج ۲ ۔ ۱۲ ظفیر۔

www.besturdubooks.com

تقاضا زید اس اقرار نامہ کے بموجب عمل نہیں کرتا ہے۔ اس لئے ہندہ اپنے ماں باپ کے گھر آکر بیٹھ جاتی ہے، پس آیا زید کو اس اقرار نامہ کے بموجب عمل نہ کرنے تک حق طلب ہندہ ہو سکتا ہے یا نہیں، اور بصورت دعویٰ طلب زوجہ ہندہ کو یہ حق امتناع و اصرار حاصل ہے یا نہیں کہ جب تک زید حسب اقرار خود مقدم یعنی اقرار نامہ کے بموجب تعمیل نہ کرے زید حق طلب زوجہ سے متمتع نہیں ہو سکتا اور ایسی حالت میں باوصف اس کے کہ ہندہ اپنے ماں باپ کے یہاں مقیم رہے زید پر نفقہ ہندہ کا واجب الادا ہوگا یا نہیں -

الجواب :- مہر معجل اگر شوہر نہ دیوے تو اس کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو شوہر سے روک سکتی ہے، علاوہ مہر کے جو وعدہ شوہر نے مکان وجائداد وغیرہ دینے کا کیا یا اقرار نامہ لکھ دیا ہے تو اس کے عدم ایفاء کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو نہیں روک سکتی، البتہ مہر نہ دینے کی وجہ سے اگر عورت شوہر کے گھر نہ جاوے تو نفقہ ساقط نہیں ہوتا، بخلاف صورت مذکورہ کے کہ اگر یہ وعدہ ہبہ مکان وغیرہ کا علاوہ مہر کے ہے تو اس کے عدم ایفاء کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو نہیں روک سکتی قال في الدر المختار ولو منعت نفسها للمهر الخ لانہ منع بحق فتستحق النفقة[1] ولو هي في بيت ابيها اذا لم يطالبها الزوج بالنقلة به يفتي وكذا اذا طالبها ولم تمتنع او امتنعت للمهر الخ

نفقہ کا دعویٰ شوہر پر۔ **سوال (۱۳۴۵)** ایک عورت کے نکاح کو تیرہ سال ہوئے۔ اس کا شوہر آج تک کسی طرح سے خبر گیراں نہیں ہے، نہ روٹی کپڑا دیتا ہے نہ پاس سوتا ہے، تین کوس کے فاصلہ پر ہے اور نہ طلاق دیتا ہے، عورت مذکورہ اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں -

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹ ج ۲ و ص ۸۸۹ ج ۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

الجواب :- بدون طلاق کے دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی[1]، لیکن نفقہ کا دعویٰ کرے اور بحکم سرکار اس سے خرچ کھانے کپڑے کا وصول کرے۔

جب والدین لڑکی کو شوہر کے یہاں نہ بھیجیں

سوال (۱۳۴۶) اگر والدین لڑکی کو شوہر کے گھر نہ بھیجتے ہیں اور لڑکی بوجہ عدم رضا والدین کے شوہر کے یہاں جانے سے انکار کرے تو شوہر کے ذمہ نفقہ واجب ہوگا یا نہیں۔

الجواب :- اس صورت میں نفقہ اس کا بذمہ شوہر واجب نہ ہوگا اور وہ عورت ناشزہ یعنی نافرمان شوہر کی ہوگی اور عاصی ہوگی[2]۔

نفقہ کے ادا نہ ہونے کی وجہ سے تفریق نہیں

سوال (۱۳۴۷) مابین زن و شوہر کے نہایت بدمزگی پیدا ہوگئی ہے، عورت کے وارثوں کے پاس شوہر کی جبر و تعدی ناقابل برداشت اور نان و نفقہ کی عدم خبرگیری کے بینہ موجود ہیں بدیں وجہ عورت اور اس کے ورثاء تفریق بین الزوجین کرانا چاہتے ہیں، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب :- ہمارے مذہب میں نفقہ نہ دینے کی وجہ سے تفریق بین الزوجین نہیں ہوسکتی، البتہ شوہر پر نفقہ کی نالش کی جاسکتی ہے۔ اور رفع تکلیف کی تدبیر سرکار سے کرائی جائے[3]۔

---

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب المهر ص ۴۸۲ ج ۲) ظفیر۔ [2] لا نفقۃ لاحد … الخارجۃ من بیتہ بغیر حق وهی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۰۰ ج ۲) ظفیر

[3] ولا یفرق بینهما بعجزہ عنها بانواعها الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ (در مختار) قولہ بانواعها الثلاثۃ وهی ماکول وملبوس ومسکن (رد المحتار ص ۹۰۲ ج ۲) اب زوجہ متعنت کے لئے تفریق کی صورت نکل سکتی ہے دیکھئے "الحیلۃ الناجزۃ" للتھانوی ۱۲ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

جو عورت کوشش کے باوجود شوہر کے یہاں نہیں آتی اس کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۴۸) ایک شخص کی عورت اپنے والدین کے یہاں رہتی ہے اور شوہر ہر چند کوشش کرتا ہے کہ میری زوجہ میرے پاس رہے لیکن وہ کسی طرح شوہر کے پاس نہیں رہتی اور اسے دو بچے بھی ہیں نہ ان بچوں کو باپ کے پاس بھیجتی ہے، اور عدالت سے اس نے چھ روپیہ ماہوار شوہر سے لینا مقرر کرالیا ہے، شوہر نے مجبور ہو کر دوسرا نکاح کرلیا ہے، اس صورت میں شرعاً اس عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں، اور مسماۃ بوجہ اندیشہ جان کے مبلغ سات روپیہ شوہر سے طلب کرتی ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں اس زوجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ ناشزہ ہے اور ناشزہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے والناشزة لانفقة لها وهي التي خرجت من منزل الزوج بغیراذنہ بغیر حق فتاوی قاضیخان[1]۔ وان نشزت فلا نفقة لها (ھدایہ[2]) اور عورت کا یہ مطالبہ شرعی حیثیت سے ناجائز اور ناقابل قبول ہے۔ فقط

جو شوہر نہ نفقہ دے اور نہ لے جائے وہ کیا کرے

سوال (۱۳۴۹) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ایک شخص اپنی زوجہ کو نہ نان نفقہ دیتا ہے نہ طلاق دیتا ہے خود دوسرا نکاح کرلیا ہے، اس صورت میں عورت مہر مؤجل اور نفقہ کا دعویٰ کرسکتی ہے یا نہیں، اور تفریق ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ حنفیہ کا مذہب اس صورت میں یہ ہے کہ بدون طلاق

---

[1] فتاویٰ قاضیخان باب النفقہ مصری ص ۴۲۶ ج ۱۔ ظفیر

[2] ھدایہ باب النفقہ ص ۴۲۲ ج ۲۔ ظفیر۔

wwwe.besturdubooks.com

دیئے شوہر کے تفریق نہیں ہوسکتی اور دوسرا نکاح لڑکی کا نہیں ہوسکتا، جس طرح ہو اس کے شوہر سے طلاق لی جاوے اکراہ اور جبر کرکے بھی اگر اس سے طلاق لی جاوے گی اور بعد طلاق کے مہر مؤجل کے وصول کا دعویٰ بھی عورت کی طرف سے ہوسکے گا۔ اور گذشتہ نفقہ کا دعویٰ نہیں ہوسکتا، جب کہ حاکم کی طرف سے نفقہ ماہانہ وغیرہ مقرر نہ کیا گیا ہو، ھکذا فی الدر[1] المختار۔

جب خود شوہر نے جلائے تو اس پر نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۵۰) ہندہ زوجۂ زید اپنی چھوٹی ہمشیرہ کی شادی میں سسرال سے رخصت ہوکر میکہ چلی آئی بعد تقریب زید ہندہ کو رخصت کرا لے جانے سے انکاری ہوا، اور بالکل قطع تعلق کرلیا، ہندہ نے عدالت میں نان ونفقہ کا دعویٰ کیا، زید نے جوابدہی کی کہ ہندہ بدچلن ہے، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ ہندہ ضرور بدچلن ہے، ایسی صورت میں وہ کھانا کپڑا اپنے شوہر زید سے ہرگز پانے کی مستحق نہیں ہوسکتی، ایسی صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں، اور زید سے مہر وصول کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں شرعاً ہندہ کا نفقہ زید کے ذمہ واجب ہے کیونکہ جب کہ ہندہ شوہر کی اجازت سے اپنے میکہ میں آئی اور پھر زید اس کو اپنے گھر نہ لایا باوجودیکہ ہندہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہیں کرتی تو اس صورت میں ناشزہ اور نافرمان نہیں[2] ہے، اور شوہر کے اس دعویٰ کرنے سے کہ ہندہ بدچلن

---

[1] والنفقة لا تصير دينا الا بالقضاء او الرضاء (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ۲/۹۰۱) ظفير۔ [2] فتستحق النفقة بقدر حالهما ... وهي في بيت ابيها اذا لم يطالبها الزوج بالنقلة به يفتى (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ۲/۸۹۵) ظفير۔

wwwe.besturdubooks.com

ہوگئی ہے اور عدالت سے اس کے موافق فیصلہ ہونے سے ہندہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، اور ہندہ کو بحالت موجودہ دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور مہر مؤجل بدون طلاق کے نہیں لے سکتی، فقط

جو عورت شوہر کے پاس نہ رہے اس کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۵۱) زید کی منکوحہ زید کے گھر میں نہیں رہتی اور مرتکب فعل شنیع کی ہو رہی ہے اس کا نان و نفقہ زید کے ذمہ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- جو عورت شوہر کے گھر میں نہ رہے اور نافرمانی کرے وہ ناشزہ اور نافرمان ہے، ایسی عورت کا نان و نفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے، درمختار میں ہے لا نفقۃ لاحدی عشر الی ان قال وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی ناشزۃ[۱] اھ اور درمختار میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی کی زوجہ فاجرہ ہو تو اس کو طلاق دینا واجب نہیں البتہ اگر وہ باوجود سمجھانے کے اور تنبیہ کرنے کے بھی نہ مانے اور اپنی حرکات سے باز نہ آوے تو پھر طلاق دیدینی چاہئے لیس علی الزوج تطلیق الفاجرۃ[۲] اھ۔ فقط

گذشتہ برسوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۳۵۲) زید و ہندہ کی کمسنی میں ان کے والدین نے نکاح کر دیا، نکاح کے بارہ برس کے بعد ہندہ کی والدہ نے ہندہ کو وداع کیا ہے، دو ایک ماہ بعد ہندہ کو پھر لے گئی، اب دوسری مرتبہ جب زید کے اقرباء ہندہ کو لانے کے لئے گئے تو اب اس کے والدین کہتے ہیں کہ بارہ برس کا نفقہ جو زید کے ذمہ ہے وہ ادا کر دے تو لے جاؤ، تو کیا اس

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۹۵ ج ۲، ۱۲ ظفیر

[۲] باب المحرمات ص ۴۰۲ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔

www.besturdubooks.com

صورت میں زید پر گذشتہ بارہ برسوں کا نفقہ واجب ہوتا ہے یا نہیں، اگر واجب ہے تو پورا یا نصف۔

الجواب:- درمختار میں ہے لا تصیر النفقة دیناً الا بالقضاء او الرضاء[1] یعنی نفقہ پہلے زمانے کا شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہوتا، بدون حکم قاضی کے یا بدون رضامندی کے۔ اس لئے ہندہ کے والدین بارہ برس کا نفقہ زید سے نہیں لے سکتے، اور یہ عذران کا مسموع نہ ہوگا، اور اگر ہندہ بدون رضا شوہر کے والدین کے یہاں رہے گی تو وہ ناشزہ ونافرمان ہوگی، اور آئندہ کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ سے ساقط ہوجاوے گا۔

مہر کی ادائیگی وسعت نہ ہو تو مہلت دی جائے اور نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۵۳) ایک عورت اور مرد کا نکاح ہوا جن کے مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ کے مقرر ہوئے، اسی غرض سے کہ دولہا برباد ہو، دولہن اپنے شوہر کے یہاں چلی گئی، مہر ادا کرنے کی طاقت نہیں اور بیوی معاف نہیں کرتی، اس صورت میں مسئلہ کیا اجازت دیتا ہے، بغیر صفائی مہر دونوں رہنے لگے، اور تمام خرچ شوہر نے برداشت کیا تو اس صورت میں عورت پر گناہ سود کا تو نہیں ہوا، یا سود کہا جاوے گا۔

الجواب:- جب کہ شوہر میں قدرت اور وسعت مہر ادا کرنے کی نہیں ہے تو اس کو شرعاً مہلت دی جائے گی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وان کان ذو عسرة فنظرة الی میسرة الآیہ[2] اور بدون ادا کرنے دین مہر کے اور بدون معاف کرانے کے شوہر کا نان ونفقہ دینا اپنی زوجہ کو سود نہیں ہے بلکہ نفقہ نہ دینے سے شوہر گنہگار ہوگا، کیونکہ شوہر کے ذمہ علاوہ دین مہر کے زوجہ کا نان ونفقہ بھی واجب

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] سورۃ البقرہ آیت ۲۸۰ ع ۳۸ ظفیر

wwwe.besturdubooks.com

ہوتا ہے اور شوہر پر دباؤ ڈالنے کی وجہ سے بھی زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے۔

عدت کا نفقہ شوہر پر واجب ہے

سوال (۱۳۵۴) زید نے ہندہ کو طلاق دیدی اور صرفہ کا عدت میں وعدہ ادائی کرتا ہے مگر وعدہ خلاف ہے چونکہ ملازم پیشہ ہے، اس لئے رقم ملازمت خود وصول کرلیتا ہے، کیا زید ایسے فعل پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

الجواب :- زید پر نفقہ عدت کا واجب ہے اور جب کہ زید میں وسعت ادا کرنے کی ہے تو وہ ادا کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے[۱]۔

بیوہ مکان فروخت کر کے نفقہ لے سکتی ہے

سوال (۱۳۵۵) ایک بیوہ عورت کا شوہر کچھ جائداد چھوڑ گیا ہے۔ نقدی کچھ نہیں چھوڑی ہے۔ آیا بیوہ مکان فروخت کر کے یا گروی رکھ کر اپنا گذارہ کر سکتی ہے یا نہیں۔ اگر بیوہ کو زکوٰۃ کا روپیہ دیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- مکان گروی رکھنا اور فروخت کرنا دونوں جائز ہیں شرعاً کسی امر میں ممانعت نہیں ہے۔ لیکن مشورہ یہ ہے کہ اگر فی الحال خرچ کی ضرورت ہے اور یہ امید ہے کہ جس وقت جائداد کی آمدنی آوے گی اس آمدنی سے مکان گروی چھڑا لیا جاوے گا تو مکان گروی رکھ دیا جاوے اور اگر مکان متعدد ہیں۔ اگر مکان ایک ہی ہے تو پھر مکان کو گروی نہ رکھے اور نہ فروخت کرے،

---

[۱] النفقة واجبة للزوجة على زوجها اذا سلمت نفسها الى منزله (هدايه باب النفقة ص۴۱۷، ج۲، ظفير)

[۲] اذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى فى عدتها رجعيا كان او بائنا (هدايه باب النفقة ص۴۲۳ ج۲) ظفير

wwwe.besturdubooks.com

بلکہ جنگل کی زمین گروی رکھ دے یا فروخت کردے بقدر ضرورت ۔ فقط

قد تم الجزء الحادی عشر بعون اللہ تعالیٰ و
توفیقہ فی شہر ذی القعدۃ سنۃ اربع مائۃ والف
علیٰ ید العبد الضعیف محمد ظفیر الدین المفتاحی
الذی فوض الیہ الترتیب والتحشیۃ تحت اشراف
صاحب الفضیلۃ حکیم الاسلام مولانا القاری
محمد طیب دامت فیوضہ، رئیس الجامعۃ
الاسلامیہ دارالعلوم دیوبند۔ ویاتی الجزء
الثانی عشر انشاء اللہ تعالیٰ

wwwe.besturdubooks.com